حدیث کے اصلاحی مضامین

جلد یازدہم

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ناشر
مکتبۂ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فہرست کتاب

کلماتِ بابرکات 31

اداریہ 38

کتاب الفَضَائِل 42

قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت 43

یہ محبت کی بات ہے 43

مسائل کا علم فرض ہے، فضائل کا نہیں 46

قرآن قیامت میں شفیع بنے گا 48

تم میں سے بہترین لوگ 49

اس نے قرآن کی ناقدری کی 50

قرآنِ پاک سیکھنے کے بعد کیا؟ 51

ابوعبدالرحمٰن سُلمی (رحمۃ اللہ علیہ) اور خدمتِ قرآن 52

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ماہرِ قرآن کو دوہرا اجر 53
اٹکنے کی مشقت کا اجر 54
معنوی چیزوں کو محسوس چیزوں سے سمجھو 55
عزت دلانے اور ذلیل کرنے والی کتاب 57
قابلِ رشک آدمی 60
ٹینشن دور کرنے کا نسخہ 61
ہر ہر حرف الگ الگ عمل 63
ویران گھر 65
صاحبِ قرآن کون ہے؟ 66
ترتیل کسے کہتے ہیں ؟ 67
قرآنِ پاک کو یاد کرلینے کے بعد اس کو یاد رکھنے کا اہتمام کرنا 71
قرآن اونٹ سے جلدی چھوٹ جاتا ہے 72
قرآن کریم بھول جانے پر وعیدات 74

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بوقتِ تلاوت یہ مراقبہ کیاجائے.. 78
لحنِ داودی عطاکیےہوئے صحابی.. 79
حضورﷺ کی تلاوت کامنظر 81
قرآن کواچھی آوازسے پڑھناچاہیے.. 82
دوسرے سے قرآن سننا 83
قرآنِ پاک کی بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل 86
قرآنِ پاک کی سب سے بڑی سورت.. 86
سلسلۂ چشتیہ کا ایک معمول 88
سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے 89
سورۂ اخلاص سے محبت جنت میں داخل کرائے گی 91
معوذتین کی فضیلت واہمیت.. 92
سورۂ تبارک کی فضیلت 94
اواخرِ سورۂ بقرہ کی فضیلت 95

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ.. 96

آیۃ الکرسی کی فضیلت 97

آیۃ الکرسی کی فضیلت بیان کرنے والے کا عجیب قصہ 98

دجّالی فتنوں سے حفاظت کا عمل.. 101

دونوراوردوروشنیاں.. 102

قرآنِ پاک کی تلاوت کے لئے جمع ہونے کا مستحب ہونا 103

درس وتدریس پر چارانعامات.. 103

وضو کی فضیلت کا بیان 105

اعضاءِ وضوچمک دار ہوں گے.. 106

اچھی طرح وضوکرنے کی فضیلت.. 107

حضورﷺ امتیوں کو قیامت میں کیسے پہچانیں گے؟.......................... 111

ناپسندیدہ حالات میں اچھی طرح وضوکرنے کی فضیلت 113

پاکی آدھا ایمان ہے 114

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں 115
بَابُ فَضلِ الْأَذَانِ 118
اذان کی فضیلت کا بیان.. 118
اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟ 119
اذان کا ثواب حاصل کرنے کے واسطے قرعہ اندازی.............................. 121
قیامت کے روز مؤذنوں کا اعزاز... 123
بلند آواز سے اذان دینا پسندیدہ ہے... 124
اذان سے شیطان بھاگتا ہے 125
دو رکعت تو پوری کرلیتا... 126
میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو.. 127
اذان کا جواب کیا دیا جائے؟ 128
ایک اشکال اور اس کا جواب.. 129
حضور اکرم ﷺ کی اُمت سے ایک فرمائش.................................... 130

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مقامِ وسیلہ، ایک نکتہ....................................131
اذان کے جواب کی حیثیت کیا ہے؟....................................132
کون شفاعت کا محتاج نہیں ؟....................................133
ایک چھوٹا سا عمل؛ اور گناہ معاف....................................134
یہ دربار کھلنے کا وقت ہے....................................135
بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ....................................136
نمازوں کی فضیلت کا بیان....................................136
نماز کی تاثیر / ایک عمدہ مثال....................................137
پانچوں نمازوں کی مثال....................................138
مثال ایک علمی قوت....................................139
صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر / ایک واقعہ....................................140
نبیٔ کریم ﷺ کے پڑوس میں دفن ہونے کی درخواست....................................142
خلاصۂ کلام....................................144

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں.................................... 145

حضراتِ صحابہٴ کرام (رضی اللہ عنہم) کا حال.................................... 146

پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام کفارۂ ذنوب.................................... 147

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ والْعَصْرِ.................................... 150

فجر اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان.................................... 150

فجر اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان.................................... 151

فجر پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں.................................... 152

فجر اور عصر میں فرشتوں کی حاضری.................................... 153

دیدارِ باری تعالیٰ کی کیفیت ومنظر.................................... 155

مسجدوں کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان.................................... 157

اسلام میں مساجد کی اہمیت.................................... 157

مسجد جانے والے کا عند اللہ اکرام.................................... 158

گھر سے باوضو مسجد جانے کی فضیلت.................................... 159

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مسجد سے دور گھر والے کے لیے خوشخبری 160

دورِ نبوی کا واقعہ 162

انفرادی تقاضہ پر اجتماعی مصلحت کو ترجیح 164

زیادہ ثواب پانے والے نمازی 165

نورِ کامل کی بشارت 166

کفارۂ سیئات ورفعِ درجات کے تین اعمال 167

اُس کے صاحبِ ایمان ہونے کی گواہی دو 169

نماز کے انتظار کی فضیلت 170

آدمی نماز ہی میں شمار ہوتا ہے 171

فرشتوں کی دعائے رحمت 171

نماز کے انتظار میں جو وقت گزرا 172

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ 174

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان 174

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان..175
جماعت کی اہمیت اسلاف کی نظر میں..176
... پھر تو مسجد میں آؤ..180
ائمہ کی نظر میں جماعت کی اہمیت..182
جس کو یہ پسند ہو کہ قیامت میں 183
شریعت کی نگاہوں میں فرائض کی اہمیت..185
باجماعت نماز کا اہتمام شیطان سے حفاظت کا ذریعہ..186
بَابُ الْحَثِّ عَلَىٰ حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ..188
فجر اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب..188
فجر اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب..189
فجر اور عشاء منافقین پر بڑی شاق ہے..190
بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الأَكِيدِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي تَرْكِهِنَّ..........192
پنج وقتہ فرض نمازوں کی پابندی کی تاکید..192

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور ان کو چھوڑنے پر سخت وعید..192
پنج وقتہ فرض نمازوں کی پابندی کی تاکید اور چھوڑنے پر سخت وعید 193
سب سے افضل عمل کون سا؟...194
نبیٔ کریم ﷺ کی حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کو نصیحتیں 196
ترکِ نماز؛شرک وکفر تک پہنچنے کا سبب....................................197
تارکِ نماز کے متعلق صحابہ اور علماء کے نظریے 199
نوافل بھی بہت کارآمد ہیں 200
بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ وَتَسْوِيَتِهَا وَالتَّرَاصِّ فِيْهَا 203
پہلی صف کی فضیلت اوراگلی صفوں کو مکمل ودرست کرنا............................203
اس میں خالی جگہ نہ چھوڑنا 203
اگلی صفوں کو مکمل کرنا اوراس میں خالی جگہ نہ چھوڑنا...............................204
اذان دینے اورپہلی صف کی فضیلت...204
بہترین صف کون سی؟ 205

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جو پیچھے رہے گا؛اس کو پیچھے ہی رکھا جائے گا.......................................206

صفوں کی عدمِ درستگی کا دنیوی نقصان 208

صفوں کی درستگی تکمیلِ نماز کا حصہ.......................................209

صفیں درست کرو؛ورنہ... 210

اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے اگلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں 212

بڑا وعدہ اور سخت وعید.......................................213

شیطان صف کی درمیانی خالی جگہ میں گھس جاتا ہے.......................................214

صفوں کی ترتیب.......................................215

دائیں جانب کی صف والوں پر اللہ اوراس کے فرشتوں کی رحمت 217

سلام کے بعد امام صاحب کس طرف رخ کریں ؟ 218

یہ محبت کی بات ہے 219

امام کو بیچ میں رکھو،اور خالی جگہ پُر کرو 220

سننِ موکدہ کی تعداداوراس کی فضیلت 222

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روزانہ بارہ رکعات سنتِ مؤکدہ پڑھنے پر جنت کا مکان 223

اذان واقامت کے درمیان سنتیں 225

فجر کی دوسنتوں کی تاکید 226

حضورِاکرم ﷺ کافجر کی سنتوں کااہتمام / ایک واقعہ............................ 227

فجر کی دو سنتیں مختصر اورہلکی پڑھی جائیں 230

اس میں قراءت کیا ہو؟اس کا وقت کیاہے؟ 230

صبحِ صادق تا طلوعِ آفتاب صرف دو سنتیں اور دو فرض............................ 231

فجر کی دو سنتیں اوّل وقت پڑھناپسندیدہ ہے 233

فجر کی سنتوں کی مسنون قراءت.. 234

اِسْتِحْبَابِ الِاضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ أَمْ لَا 236

فجر کی دوسنتوں کی ادائیگی کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا مستحب و پسندیدہ ہونااور اس کی ترغیب؛

چاہے رات کوتہجد پڑھی ہویا نہ پڑھی ہو 236

دوسنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا مستحب و پسندیدہ ہونا........................ 237

ظہر کی سنتوں کا بیان 242

ظہر سے پہلے اور بعد کی سنتوں کی پابندی پر فضیلت 244

اس وقت بھی آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں 245

ظہر سے پہلے کی سنتیں چھوٹ جائیں تو! 246

عصر کی سنتوں کا بیان 247

مغرب کے بعد اور پہلے کی سنتوں کا بیان 249

مغرب کی فرض سے پہلے دو رکعت سنت ہے یا نہیں ؟ 251

اصولِ فقہ کا ایک قاعدہ 252

عشاء کی نماز کے بعد اور اس سے پہلے کی سنتیں 256

جمعہ کی سنتوں کا بیان 257

نفل نمازوں کا گھر میں پڑھنا اور 259

فرض و نوافل کی جگہوں کو بدلنا 259

گھروں کو قبرستان مت بناؤ 261

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گھر کی مسجد ہونی چاہیے..262
نیا گھر بنانے والے متوجہ ہوں..263
ہر آدمی یہ دو باتیں نوٹ کرلے..264
صحابی کا اہتمام/ایک واقعہ..264
فرض کے بعد سنت یا نفل اس جگہ سے ہٹ کر پڑھنی چاہیے........................266
وتر کی نماز کی ترغیب،..269
وتر سنّتِ موکدہ ہے اوراس کے وقت کا بیان..269
وترکے متعلق آپ ﷺ کا معمول..272
وترکے متعلق آپ ﷺ کی تاکید..274
چاشت کی نماز کی فضیلت۔اوراس کی پابندی کی ترغیب........................277
محبوب کی تین وصیتیں..278
ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ..279
چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں ؟..280

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

چاشت کے وقت کی تفصیل 282

اصلی صلاۃ الاوّابین 284

تحیۃ المسجد کی ترغیب اور، اس کے پڑھنے سے پہلے بیٹھنا ناپسندیدہ ہے ، 287

لاج رہ جائے 287

اس چیز کی طرف توجہ دی جائے 289

بَابُ اِسۡتِحۡبَابِ رَکۡعَتَیۡنِ بَعۡدَ الۡوُضُوءِ 290

وضو کے بعد دو رکعت مستحب ہے 290

وضو کے بعد دو رکعت مستحب ہے 291

ایک قابلِ اُمید عمل 291

یوم جمعہ کی فضیلت ،جمعہ کی نماز کا فرض اور ضروری ہونا، جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے غسل کرنا، خوشبو کا استعمال کرنا،جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد جلدی پہنچنا، جمعہ کے دن دعاؤں کا اہتمام کرنا ،نبیٔ کریم ﷺ پر درود شریف کا اہتمام،ساعتِ اجابت کا بیان،جمعہ کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کا کثرت سے ذکر کرنا یوم جمعہ کی فضیلت ،جمعہ کے دن دعاؤں کا اہتمام ،نبیٔ کریم ﷺ پر درود شریف کا اہتمام،اورساعتِ اجابت کا بیان، 293

سب سے بہترین دن 295

جمعہ کے اہتمام پر دس دنوں کے گناہ معاف 296

جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ،ورنہ 298

جمعہ کے غسل کا حکم 299

جمعہ کے غسل کا وقت 300

جمعہ کی سنتیں اور آداب 301

جمعہ کی تیاری اوراہتمام جمعرات سے کرنی چاہیے 303

ایسے بھی تھے 303

جمعہ کے لیے مسجد پہنچنے کے پانچ درجے 304

قابلِ اصلاح طرزِ عمل 306

جمعہ کے دن ایک گھڑی 307

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو.......................................309
سورۂ کہف کا بھی اہتمام ہو.......................................310
اگر کوئی نعمت حاصل ہوئی یا کوئی مصیبت ٹل گئی ،.......................................311
تو اس پر سجدۂ شکر پسندیدہ اور مستحب ہے.......................................311
تہجد کی نماز کی فضیلت.......................................315
”مقامِ محمود“ پر فائز فرمائیں گے.......................................317
جب سے مجھے آدھی رات کی سلطنت ملی.......................................321
ہماری بد بختی.......................................323
حضرت مولانا الیاس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کا مقولہ.......................................324
شریف کی شرافت کا تقاضہ یہ نہیں ….......................................325
تم دونوں کیوں سوگئے ؟.......................................326
عبداللہ بڑے اچھے آدمی ہیں ؛ اگر رات کو نماز پڑھتے.......................................328
اے عبداللہ ! فلاں جیسا مت بنیو.......................................329

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تہجد کے اہتمام کے لئے شرائط 330

واردِروحانی غیرت مند مہمان ہے.. 332

اس کے کان میں شیطان پیشاب کردیتاہے.. 334

شیطان کامنتر؛اوراس کاتوڑ 335

حضراتِ انبیاء؛روحانی معالج 337

جنت میں لے جانے والے تین اعمال 337

افضل ترین نماز 338

تہجد دودورکعتیں ،اوراخیر میں وتر 339

حضوراکرم ﷺ کی رات کی نمازکی کیفیت 340

اُن کاحُسن!مت پوچھو.. 341

رات کی عبادت کی مختلف شکلیں 343

نفس سے بہلاپھسلاکرکام لو 345

ایک اورطریقہ 345

مَیں نے ایک بری حرکت کاارادہ کرلیا.................................... 346
حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کا تجربہ.................................... 347
سب سے افضل نماز 349
صلوٰۃ وصومِ داوٗدی.................................... 349
ہررات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے 350
پہلی دو رکعت ہلکی پڑھنی چاہیے.................................... 351
اگر کسی کی تہجد فوت ہوگئ تو... 352
اللہ تعالیٰ رحم کرے 354
ذاکرین اور ذاکرات میں شمار.................................... 355
جب نیند کاغلبہ ہوجائے.................................... 355
قیامِ رمضان یعنی تراویح مستحب ہے.................................... 357
ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت 357
مراتبِ قرب کی کچھ منزلیں 359

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایمان ویقین کی قوت کے ساتھ قیام..360
اتنی بے توجہی اور بے رغبتی!..363
لیلۃ القدر میں عبادت کی فضیلت 364
اور کون سی رات کے متعلق شبِ قدر ہونے کی زیادہ امید ہے.........................364
جو آدمی شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہے 367
رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو..368
شبِ قدر دو ہوتی ہیں 370
ہمارے معاشرہ کی عام وبا 373
اس طرف بھی توجہ کرنی چاہیے..375
حضور اکرم ﷺ کا طرزِ عمل..376
شبِ قدر کی خاص دعا..376
مسواک کے فضائل اور فطرت کی باتیں 379
کن کن مواقع پر مسواک کی جائے؟ 380

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟..380
وضو میں مسواک کب کی جائے ؟..381
مسواک کون سے درخت کی ہونی چاہیے؟..382
مسواک کی مقدار کتنی ہونی چاہئے ؟..382
استعمال کا طریقہ کیا ہے؟..382
اگر امّت کے مشقّت میں پڑنے کا ڈر نہ ہوتا..384
حضور ﷺ کا نیند سے بیدار ہوتے وقت کا معمول..385
گھر میں داخل ہوتے وقت کا معمول..387
زبان پر بھی مسواک پھیرے..388
منھ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ..389
پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں..389
ناخن کاٹنے کی ترتیب..391
بغل کے بال اُکھاڑنا..391

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مونچھوں کا کتروانا.................................392
دس چیزیں انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنّت ہیں.................................393
مونچھیں صاف کرو،ڈاڑھی بڑھاؤ.................................395
میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے.................................396
زکوٰۃ کے واجب ہونے کا مؤکد اور پختہ ہونا.................................398
زکوٰۃ کے بنیادی مسائل.................................399
تولہ کے سلسلہ میں ایک ضروری وضاحت.................................400
خلاصۂ کلام.................................401
سوناچاندی اورروپیہ کا نصاب.................................402
تجارت اور بیوپار کاسامان.................................402
ایک غلط فہمی کی وضاحت.................................403
زکوٰۃ دراصل امتحان.................................405
گاہک کے دل میں داعیہ پیدا کرنے والا کون ؟.................................406

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مدار اگر عقل پر ہوتا تو…/ایک واقعہ..407

عبادات کا فلسفہ..409

فقیر کا ویسا احترام کیوں نہیں ؟..410

زکوٰۃ کے اسلامی نظام کا فائدہ..411

زکوٰۃ پر وعدے..411

صاحبِ نصاب کی چند ذمہ داریاں..412

اسلامی فاؤنڈیشن..414

اگر اپنی بات میں سچا ہے تو کامیاب ہے..414

مالداروں سے لے کر فقیروں کو دی جائے..416

وہ چیزیں جن پر جان ومال کی حفاظت کو موقوف رکھا گیا..417

نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرنے والے سے جنگ..420

اسلامی شعائر کے معاملہ میں کوتاہی کرنے پر حاکم کو یہ حق پہنچتا ہے..422

جنت میں لے جانے والے پانچ اعمال..423

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

چلتاپھرتا جنتی..423

زکوٰۃادانہ کرنے پر وعید 425

رمضان کے روزوں کا فرض ہونا ،روزوں کی فضیلت اوراس سے متعلق دوسری چیزوں کا بیان 432

ایک حدیث ِ قدسی 444

ایک نومسلم کے ایمان لانے کاقصہ 445

شیطان کے حملوں سے حفاظت کی تدابیر 447

بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کاایک نمونہ 448

روزہ دارکوجنت میں باب الریّان سےبلایاجائے گا...............................449

روزہ داروں کے فضائل...451

رمضان کےمہینہ میں نیکی کےکام اورسخاوت کی کثرت ہونی چاہیۓ۔...................453

خاص طورپر رمضان کے آخری عشرہ میں اورزیادہ ترقی ہونی چاہیۓ 453

حضوراکرم ﷺ کی سخاوت کے نمونے 454

آپ ﷺ کے پرنواسے کے متعلق شاعر کی گواہی 455

نبیٔ کریم ﷺ کا ہر رمضان کا معمول 456

حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے آپ ﷺ کی سرگوشی 457

روایت کا سبق 458

اس سے بڑی حماقت کیا ہوگی؟ 459

نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے رکھنے کا ناپسندیدہ ہونا..................... 461

عنوان کا خلاصہ 461

شریعت کے حدود کی رعایت ضروری ہے..................................... 462

اپنی مرضی پرچلنے کا نام عبادت نہیں..................................... 464

یوم الشک کے روزہ کا بیان.. 465

چاند دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟ 467

سحری کی فضیلت۔.. 469

جب تک کہ صبحِ صادق کے طلوع ہوجانے کاڈر نہ ہو وہاں تک سحری کو مؤخر کرنا۔ 469

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

برکت والا کھانا۔.. 469

ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزہ میں فرق.............................. 472

لوگ بھلائی میں رہیں گے 473

شریعت میں دخل اندازی نہ کریں 474

یہ غلو ہے 475

چارپانچ منٹ احتیاط کی جائے 476

مسجد کی گھڑی ریڈیو ٹائم پر رکھیے................................ 477

تقویم کے استعمال کا طریقہ 478

لطیفہ 479

ڈیڑھ دن کا روزہ میرے بس کا نہیں 480

عنداللہ محبوب بندہ 481

اب افطار کا وقت آگیا.. 482

ستو بنانے کی ترکیب(**RECIPE**)................................ 483

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کھجور پانی سے افطار کی حکمت 484

رطب ، تمر، پانی.. 485

روزہ دار کو چاہیے کہ اپنی زبان اور دیگر تمام اعضاء کو آپس کے جھگڑوں اور گالی گلوچ وغیرہ سے محفوظ رکھے.. 487

روزہ کے آداب 487

بھول سے کھاپی لے تو؟ 490

بحالتِ روزہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا طریقہ.................................. 491

بحالتِ جنابت روزہ شروع کرنا 492

محرم ،شعبان اور اشہرِ حرم کے روزوں کی فضیلت 494

ایک صحابی کے روزہ رکھنے کی ترتیب 495

ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں روزہ اور دوسرے اعمال کی فضیلت.................. 497

یومِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ اور محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزہ کی فضیلت 499

دسویں محرم کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ ملانے کا حکم 501

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

شوّال کے چھ دن کے روزوں کا مستحب ہونا..503

پیر اور جمعرات کے روزوں کا مستحب ہونا..504

ہر مہینے میں تین روزوں کی فضیلت اور اس کا مستحب ہونا..507

روزہ دار کو افطار کرانے کی کی فضیلت اور کھلانے والے کو دعا کا طریقہ..511

اعتکاف کا بیان..514

حضور اکرم ﷺ کا معمول..515

کتَاب الحَجّ..517

فضائلِ حج..518

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے..519

ایک اشکال اور اس کا جواب..520

زیادہ کھود کرید میں مت پڑو..521

بے ضرورت سوال کرنے کی ممانعت ہے..523

حجِ مبرور..524

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حج میں قصداً جنایت کرنا.......................................525
گناہوں سے پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے.......................................526
حجِ مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں.......................................527
عورتوں کے لیے بہترین جہاد.......................................528
عرفہ کے دن جہنم سے آزادی کا پروانہ.......................................528
رمضان کے عمرہ کی فضیلت.......................................529
کیا بار بار حج عمرے کرنا غلط ہے؟.......................................530
حجِ بدل کی اجازت.......................................532
بچوں کو بھی حج کے لیے لے جاسکتے ہیں.......................................534
حضورِ اکرم ﷺ کی بوقتِ حج ایک ہی سواری.......................................536
اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے.......................................537

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کلماتِ بابرکات

از: حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی دامت برکاتہم العالیہ

جامع و مرتبِ فتاویٰ محمودیہ۔
خلیفہ و مجازِ حضرت اقدس فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی
وبانیٔ جامعہ محمودیہ، علی پور، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم ہمارے حضرت اقدس فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے بہت ہی اخص الخواص حضرات میں ہیں، بلکہ ہمارے حضرت اقدس مفتی صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) کو تمام متعلقین میں جن پر بہت زیادہ اعتماد تھا: ان میں بندۂ عاجز کے ظن اور نظریہ کے مطابق دو حضرات سرِ فہرست ہیں: ایک تو حضرت اقدس مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور دوسرے حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ۔

ہمارے حضرت فقیہ الامت (نور اللہ مرقدہٗ) کے یہاں ان دونوں حضرات کا جو احترام تھا وہ دوسرے تمام حضرات میں سب سے زیادہ تھا۔ حضرت فقیہ الامت (نور اللہ مرقدہٗ) اپنے خطوط میں بھی ان دونوں حضرات کے لیے جو القاب لکھواتے تھے وہ بہت اونچے ہوتے تھے۔ حضرت فقیہ الامت (نور اللہ مرقدہٗ) ان دونوں حضرات کے لیے عامۃً ”جامع الکمالات والمحاسن، مجمع الکمالات والمحاسن، مجمع البرکات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

و الحسنات، جامع الکمالات الظاہرۃ والباطنۃ“ جیسے کلمات استعمال فرمایا کرتے تھے۔ حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کی طرف سے اتنے اونچے کلمات اور القاب سے نوازا جانا ظاہر ہے کہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جب کہ حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کے یہاں انتہائی اعتدال پسندی تھی، ہر کسی کے لئے انتہائی جچے تلے الفاظ ہی استعمال ہوتے تھے، نہ افراط تھی نہ تفریط۔

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے سب سے پہلے حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کے مشورہ سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی (نوراللہ مرقدہٗ) کے یہاں بیعت و سلوک کا تعلق قائم کرکے تربیتِ باطنی حاصل کی، اور حضرت شیخ (نوراللہ مرقدہٗ) سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بھی برابر جاری رہا اور موقع بموقع حضرت شیخ (نوراللہ مرقدہٗ) کی خدمتِ بابرکت میں حاضری بھی دیتے اور قیام بھی فرماتے، اور اکثر و بیشتر ماہِ مبارک بھی حضرت شیخ الحدیث (نوراللہ مرقدہٗ) کی خدمت میں گزارتے۔ آٹھ نو سال برابر یہ سلسلہ رہا اور یہ سب فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کے مشورہ مطابق ہوتا تھا، اس طرح حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کے اعتماد کے ساتھ حضرت شیخ (نوراللہ مرقدہٗ) کے یہاں بھی اعتمادِ خاص کا درجہ حاصل تھا۔

ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذو الفضل العظيم

حضرت شیخ الحدیث (نوراللہ مرقدہٗ) کے وصال کے بعد اصلاح و تربیت کا تعلق کامل طور پر حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کے ساتھ قائم رہا، معمولات کی کامل پابندی کے ساتھ اپنی زندگی میں پیش آمدہ ہر ہر واقعہ کی اطلاع دے کر ہدایت حاصل کرنا اور اس ہدایت پر پورا پورا عمل کرنا برابر یہ سلسلہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جاری رہا۔جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں تقرر، تدریس، دارالافتاء کا قیام، فتویٰ نویسی، تمرینِ افتاء، درسِ حدیث، کتابوں کی ترقی یا تنزلی، تبدیلی وغیرہ، فتویٰ نویسی میں کسی مسئلہ میں اشکال ہوا تو اس کو حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) سے حل کرنا، اور بھی اپنی ذات سے متعلق یا طلبہ کی تعلیم وتربیت سے متعلق پیش آمدہ ایک ایک جزئی کی اطلاع دے کر ہدایت حاصل کرنے کا مستقل معمول تھا۔ اپنے یہاں دارالافتاء سے فارغ ہونے والے طلبہ کو سالانہ امتحان کے لیے حضرت فقیہ الامت(نوراللہ مرقدہٗ) کی خدمت میں بھیجنا، خانقاہ کا قیام، اور خانقاہ سے متعلق ہر ہر امر میں مشورہ کرکے ہدایت حاصل کرنا، اور ڈابھیل کی خانقاہِ محمودی واحمدی کی ترقی اور استحکام کے لئے حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کا ماہِ مبارک میں ڈابھیل قیام فرمانا؛ یہ سب چیزیں سب کو معلوم ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب شاگردِ رشید اورمریدِ باصفا اس درجہ لائق اور کامل اتباع کرنے والا ہو، تو شیخِ کامل کی توجہ اس پر کس درجہ ہوگی، اور ایسے شیخِ کامل کی توجہاتِ عالیہ کی برکت سے ایسا لائق مریدِ باصفا کس مرتبہ پر پہنچ جائے گا! آج اس کو دنیا دیکھ رہی ہے۔ خواجہ مجذوب علیہ الرحمہ نے اسی کو فرمایا ہے:-

چار چیزیں لازمی ہیں استفادہ کے لیے	اطلاع واتباع واعتقاد وانقیاد

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری زید مجدہم نے ان سب چیزوں کی پوری پابندی فرمائی، جس کی وجہ سے ان کو حضرت فقیہ الامت (نوراللہ مرقدہٗ) کے یہاں انتہائی قرب واختصاص بلکہ مقبولیت ومحبوبیت کا درجہ حاصل ہوا۔ جو اس طریق میں منتہائے مقصود ہے۔ ہمارے حضرت اقدس فقیہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

الامت مفتی صاحب (نوراللہ مرقدہٗ) کی خصوصی نظر ان کے اوپر ہمیشہ سے رہی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ علومِ باطنی سے بھی خوب خوب نوازا۔

علومِ ظاہری کے اندر حدیثِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسی مہارت عطا فرمائی ہے، ایک طویل عرصہ سے حدیثِ پاک کی اہم کتابوں کا درس دے رہے ہیں جو طلبہ میں بیحد مقبول ہے اور اسی طرح "حدیث کے اصلاحی مضامین" -ریاض الصالحین سے متعلق جو منظرِ عام پر آرہے ہیں- وہ اس کی گواہی دینے کے لیے کافی ہیں، جن سے آج ایک بڑا طبقہ فائدہ اُٹھارہا ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتاہے کہ حدیثِ پاک کے مضامین کو آسان کر کے عوام کے سامنے کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان پر ہونے والے اشکالات اور ان کے جوابات، اور خوب صورتی کے ساتھ فرقِ ضالّہ کا رد، اور اپنے اکابر کے واقعات کا بہت اچھا ذخیرہ اس میں آگیا ہے۔ الحمدللہ ! اس جیسے اور بھی بہت اہم اصلاحی مضامین کا مستند ذخیرہ جمع ہو گیا ہے جن کو بے تکلّف کسی بھی جگہ سنا اور سنایا جاسکتا ہے، جن کو خانقاہوں کے لیے اصلاحی نصاب بھی کہا جاسکتا ہے، بلکہ ایسے مفید و مستند مضامین کے سننے سنانے کا سلسلہ مساجد، مدارس، خانقاہوں میں اپنے اپنے مکانوں میں ہر ہر جگہ قائم کرنا چاہیے۔ ہمارے مدرسہ جامعہ محمودیہ میرٹھ میں عصر کے بعد کی مجلس میں جس میں حضراتِ اساتذۂ کرام شرکت فرماتے ہیں "حدیث کے اصلاحی مضامین" کو بالترتیب پڑھوانے اور سنانے کا اہتمام مَیں خود بھی کرتا اور کرواتا ہوں، اور موقعہ بموقعہ دوسرے حضرات کو بھی اس بات کا مشورہ دیتا رہتا ہوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ریاض الصالحین امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تصنیف ہے جو مادرزاد ولی ہونے کے ساتھ عظیم محدّث اور مصلحِ اُمت بھی تھے، لوگوں کی اصلاح اور زندگیوں کو سیرت پاک ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے حدیثِ پاک کے ذخیرے سے منتخب کرکے ریاض الصالحین کو مرتب فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں قبولیت عطا فرمائی، اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں، دوسری زبانوں میں ترجمے کئے گئے جو بہت مقبول ہوئے۔

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری زید مجدہم نے عوام وخواص کی اصلاح کے لیے ریاض الصالحین کو سامنے رکھ کر اپنے خطابات اور بیانات کا سلسلہ شروع فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے بیحد مقبولیت عطا فرمائی۔ ان بیانات کو کیسٹ اور سی ڈی سے نقل کرکے ”حدیث کے اصلاحی مضامین“ کے نام سے شائع کیا جارہا ہے جس کی اب تک دس جلدیں شائع ہوچکی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص قبولیت سے نوازا ہے، اور عوام وخواص اس سے مستفید ہورہے ہیں، اس طرح ریاض الصالحین کی بہترین آسان شرح تیار ہوگئی ہے، مگر اس کے نام ”حدیث کے اصلاحی مضامین“ سے اس طرف ذہن نہیں جاتا کہ یہ باقاعدہ ریاض الصالحین کی شرح ہے بلکہ اندازہ ہوتا ہے کہ کیف ما اتفق حدیث کے مضامین بیان کردیے گئے ہیں، اس لیے اگر اس کا نام ”ارشاد السالکین الیٰ ریاض الصالحین“ یا ”مدارج السالکین فی ریاض الصالحین“ یا اس طرح کوئی اور نام تجویز کردیا جائے تو زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فتاویٰ نویسی میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کو بڑی مہارت عطا فرمائی ہے۔ جدید اہم اور مشکل مسائل کو حل فرمانے کی کیسی عمدہ صلاحیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے ''محمود الفتاویٰ'' اس بات کی شاہدِ عدل ہیں جس کی اب تک پانچ جلدیں طبع ہو کر قبولیتِ عام حاصل کر چکی ہیں، جن کو اکابر اربابِ فتاویٰ کا اعتماد حاصل ہے اور عوام و خواص ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت فقیہ الامت (نور اللہ مرقدہٗ) کی خصوصی توجہ اور تربیت کی برکت سے آپ کو باطنی علوم سے بھی بڑا وافر حصہ نصیب فرمایا ہے۔ اخلاقِ فاضلہ، انتہاء درجہ کی تواضع، عبدیت و عاجزی، ہر کسی کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آنا، ہر ایک کے لیے خیر خواہی کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے، جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے مرجعیت اور مقبولیت کی خاص شان سے ان کو نوازا ہے اور عوام و خواص کا رجوع ان کی طرف برابر بڑھ رہا ہے اور حضرت والا زید مجدہم کا فیض ملک و بیرونِ ملک میں جگہ جگہ خوب پھیل رہا ہے۔

قابلیت تو بہت لوگوں میں ہوتی ہے، لیکن ایسی شخصیات بہت کم ہوتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فیض رسانی اور اپنے بندوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے منتخب فرماتے ہیں اور ان کو خاص توفیق سے نوازتے ہیں۔ الحمد للہ! حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس وقت امت کی ہدایت و اصلاح اور فیض رسانی کے لیے بطورِ خاص منتخب فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور پوری امت کو حضرت کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے حضرت کے فیوض و برکات کو بہت زیادہ عام و تام فرمائے۔ صحت و عافیت اور اخلاص و استقامت کے ساتھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرتِ والا کا سایہ دراز فرمائے۔ اور حضرت کے فیوض اور برکات سے خلقِ کثیر کو فیضیاب و سیراب فرمائے، اور ہر نوع کے مکارہ سے پوری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

فقط (حضرت مولانا مفتی) محمد فاروق (صاحب میرٹھی) غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ (یوپی)

۱۴۳۵/۷/۱۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بسم اللہ الفتاح وبہ أستعین

اداریہ

انسان اگر اپنے مالک وخالق کے اوامر کو بجالائے تو یہ عین اس کی بندگی کا تقاضہ اور اس کی سعادت ہے۔نہ تو اس کو یہ حق ہے کہ وہ اس پر خالق و منعم، محسن و مولیٰ سے کچھ امید رکھے،نہ ہی خالق تعالیٰ پر یہ ضروری ہے،کیوں کہ جو کھلائے پلائے پہنائے،پالے پوسے،سب ہی کچھ جس کا ہو؛اس کی جانب سے سپرد کیا گیا کام اگر انسان سے انجام پا جائے؛تو یہی اس کی شانِ عبدیت ہے۔ اور اگر وہ ان امور کو انجام نہ دے تو پھر آخر وہ کس کام کے لیے ہے؟

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ

اور اس نافرمانی پر مولائے حقیقی کی طرف سے جو کچھ بھی سزا دی جائے تو یہ اس کا حق ہے،یہ ساری باتیں تو"عدل"کی ہیں۔ لیکن بات اگر"فضل"کی کی جائے،پھر تو بندہ جتنا بٹور سکتا ہو اس میں ذرا بھی کمی نہ رکھے۔حضرت ایوب (علیہ السلام) کے باب میں صحیح حدیث میں ہے کہ غسل خانہ میں عین غسل کے دوران سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں اس کو حضرت ایوب (علیہ السلام) جمع کرنے لگے،وحی آئی: ایوب!کیا ہم نے تم کو اس سے بے ضرورت نہیں بنا رکھا ہے؟حضرت ایوب (علیہ السلام) نے کیا پیارا جواب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دیا: وَلٰكِنْ لَا غِنَىً بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ، رب کریم! تونے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے، جس کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت تو نہیں، لیکن تیری عطا اور برکت سے کبھی مستغنی (بے ضرورت) نہیں ہو سکتا:

جو اِس دَر کا بھکاری ہے، قسمت کا سکندر ہے

انسان محنت، مزدوری، صنعت و حرفت، کھیتی باڑی، ملازمت کے راستہ سے جو کچھ کماتا ہے، اسے ”منفعت یا اجرت“ کہا جاتا ہے، لیکن اعمالِ خیر کی بجا آوری پر اسے جو حاصل ہوتا ہے: اسے ”فضیلت“ کہا جاتا ہے۔ یہ خود اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ سب فضلِ خداوندی ہے حالاں کہ ان کو بھی ”فوائد“ یا ”منافع“ کہہ سکتے تھے، لیکن کوئی بھی اس کو نفع یا فائدہ نہیں کہتا، اس کی وجہ یہی ہے۔

”حدیث کے اصلاحی مضامین“ کی گیارہویں جلد کیا ہے؟ بابِ کرم، جود و عطا و سخا ہے۔ محنت و مجاہدہ اور ہمت والے آئیں، اور اپنے جوہر دکھائیں ”لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ ، وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ“ طویل و عریض ہال میں بندہ کو چھوڑ دیا ہے، جہاں مختلف الانواع دستر خوان چنے ہوئے ہیں، میزبان کی جانب سے مکمل اختیار و آزادی ہی نہیں؛ بلکہ پیشکش ہے کہ جو چاہے، جب چاہے، جہاں چاہے، جتنا چاہے، جیسے چاہے؛ سمیٹ لے اور بٹور لے:-

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ بتلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جب پیغمبر ﷺ کے قدمِ مبارک پر نوافل پڑھتے پڑھتے ورم آجائے، جب وہ یہ فرمادیں کہ مَیں بھی نیکی اور ثواب کا اتنا ہی محتاج ہوں جتنے تم ہو؛ تو پھر محبت کا دَم بھرنے والے امتیوں کے لیے کیا عذر باقی رہ جاتا ہے!۔

امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی خوب دل کھول اور جی بھر کر روایات وآیات پیش فرمائی ہیں، جن کا آسان ترجمہ وتشریح علمی فوائد ونکات، بزرگوں اور اسلاف کے واقعات کے ساتھ ہمارے استاذِ مکرم ومرشد محترم دام مجدہم وزیدت معالیہم نے کی ہے جو اس وقت کتابی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

انسان ہوٹل میں جاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں 'Menu' تھمادیا جاتا ہے، انسان اپنی بساط کے مطابق انتخاب کر کے آرڈر کرتا ہے، وہاں اسے خرچ کرنا ہوتا ہے، یہاں ایک 'Menu' ہمیں دیا گیا ہے لیکن یہ بٹورنے والا 'Menu' ہے، یہ پسند کروگے تو اتنا 'Balance'، وہ لوگے تو اتنا..... دراصل ہم لوگ زہد وقناعت اور حرص وطمع غلط جگہ کرنے کے عادی ہوگئے ہیں، جہاں ہم سے قناعت کا مطالبہ کیا گیا وہاں ہم حرص وطمع کرتے ہیں، اور جہاں حرص وطمع کو کہا گیا وہ ہمارے زہد وقناعت کا میدان ہوچکا ہے۔

یہاں سے علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حفظِ قرآن اور تلاوتِ کتاب اللہ، وضو، اذان، نماز اور اس میں بھی مختلف اوقات کی فرض، سنت ونوافل نمازوں، روزہ، اعتکاف اور حج کے فضائل کو الگ الگ عنوان دے کر نہایت شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے، جس کا سلسلہ اس جلد کے بعد بارہویں جلد میں بھی چلے گا؛ لہٰذا اس جلد کو "**فضائلِ اعمال**" کا عنوان دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گذشتہ جلدوں کی اشاعت کے بعد بہت سے قارئین کا تاثر وقتاً فوقتاً یہ سننے کو ملا کہ حضرتِ والا کی زبان سے بہت سے ایسے مضامین بیان ہوتے ہیں جن سے وہ گتھیاں سلجھ جاتی ہیں جس میں ہم عرصۂ دراز سے الجھے ہوئے تھے۔"ذٰلك فضل الله. اللّٰھم زد فزد"اس جلد میں کل ۲۹۴/روایات ہیں۔

اس جلد کے مواد کی فراہمی میں حسبِ سابق مولانا مفتی محمد رضوان صاحب احمد آبادی زید مجدہ (ناظم مدرسہ ولی اللہ، کالوپور، احمد آباد) اوران کے رفقاء نے اپنی پوری ہمت صرف فرمائی تب جا کر یہ جلد آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے، ہم ان سب حضرات کے دل سے ممنون و مشکور ہیں اور دعا گو ہیں کہ باری تعالیٰ وہ تمام خصائل و فضائل سے ان سب کو آراستہ فرمائے جو احادیث کی نشرواشاعت پر دربارِ نبوی سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

ابوزاہر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

كتَابُ الفَضَائِلِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب فضل قراءۃ القرآن

قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔ أما بعد:

یہ محبت کی بات ہے

اب تک مختلف اعمال کے آداب کا بیان چل رہا تھا، وہ سلسلہ ختم ہوا، اب یہاں سے کتاب الفضائل شروع کر رہے ہیں یعنی مختلف اعمال انجام دینے پر کیا فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ خالق ومالک اور حاکم ہے، اس کے حاکم ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ حکم دے کر بندوں کو پابند کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جہاں خالق ومالک اور حاکم ہے وہیں بندوں سے بہت ہی زیادہ محبت رکھنے والا بھی ہے، اسی لیے شریعت کے جن اعمال و احکام کو انجام دینے کی تاکید کی گئی ہے (جیسے: نماز،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روزہ، حج، زکوۃ، قرآنِ پاک کی تلاوت، تسبیح و تحمید اور دوسرے اعمال جن کو اوامر کہتے ہیں) وہاں اللہ تعالیٰ صرف حکم دے دیتا تب بھی اس کو حق تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کمالِ محبت اور کمالِ رحمت سے حکم دینے ہی پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کے فضائل بھی بتلائے۔

جیسے: باپ اپنے بیٹے کو ایک کام کے کرنے کے لیے کہتا ہے کہ بیٹا! یوں کرو۔ تو باپ ہونے کے ناتے وہ صرف حکم دیدے تب بھی کافی ہے، لیکن چوں کہ باپ کو بیٹے کے ساتھ محبت و شفقت بھی ہوتی ہے، اس لیے باپ صرف حکم نہیں دیتا بلکہ ساتھ ہی ساتھ وہ کام کرنے کے فوائد بھی بتاتا ہے، گویا فوائد بتلا کر وہ اس کام کے کرنے کے لیے بیٹے کی طبیعت کے اندر جذبہ اور آمادگی پیدا کرتا ہے، باپ کا یہ طرز دراصل بیٹے کے ساتھ محبت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ جہاں صرف حاکمانہ انداز ہوتا ہے وہاں فوائد نہیں بتائے جاتے، جیسے: حکومتیں کوئی حکم اور آرڈر جاری کرتی ہیں تو اس کے فوائد نہیں بتلاتیں، وہ تو صرف حکمرانی کرنا چاہتے ہیں اس لیے آرڈر جاری کر دیتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو، اگر نہیں کروگے تو ایسا ہو جائے گا۔ ہاں! جو حُکّام اپنی رعایا کے ساتھ رابطہ مضبوط رکھنا چاہتے ہیں اور جہاں محبت کا رشتہ بھی ہوتا ہے، شفقت کا معاملہ بھی ہوتا ہے، وہاں صرف آرڈر جاری کرنے پر اکتفاء نہیں کیا جاتا، بلکہ وہاں یہی طرز اختیار کیا جاتا ہے کہ جس کام کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس کے فوائد بھی بتائے جاتے ہیں، تاکہ ان کو سن کر دل میں شوق و رغبت اور آمادگی پیدا ہو۔

تو ترغیب اور فضائل کے قبیل کی چیزیں دراصل اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ موجود محبت کا نتیجہ ہوتی ہیں، جیسا کہ پہلے بھی حدیث میں پڑھا اور سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

محبت کا جتنا تعلق ہے، اس کا سواں (۱۰۰) حصہ بھی بندوں کو آپس میں حاصل نہیں ہے۔ ایک ماں اپنے بچے سے جو محبت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے کئی گنا زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، اسی مہربانی اور الفت ورحمت کا تقاضہ ہے کہ شریعت کی طرف سے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا گیا، وہاں صرف حکم دے کربات ختم نہیں کردی گئی، بلکہ ان اعمال واحکام کی بجا آوری پر کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے وہ بھی بتلائے گئے، اسی لیے احادیث کی جو کتابیں ہیں ان میں مستقل ایک عنوان "فضائل" کا ہوتا ہے۔

مصنّفین نے کتبِ احادیث کو لکھنے کے مختلف انداز اختیار کئے ہیں۔ بعض مصنّفین نے نبی کریم ﷺ کے تمام ارشادات کو آٹھ موضوعات (Subject) پر تقسیم کیا ہے، اور وہ حضرات اپنی کتابوں میں آٹھوں موضوع کی روایات کو لاتے ہیں؛ انہیں میں سے ایک موضوع فضائل کا بھی ہے۔ شریعت نے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کے فوائد اور فضیلتیں بتلا کر بندوں کو ان اعمال کے کرنے کی ترغیب دی ہے اوران کے دلوں میں شوق پیدا کیا ہے۔ یہاں سے علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) یہی سلسلہ شروع کررہے ہیں۔ آگے بہت سارے اعمال کے فضائل آئیں گے، اور وہ عمل چاہے وجوب، استحباب یا سنت کا درجہ رکھتا ہو؛ ان سب کے فضائل اور فوائد بتلائے گئے ہیں؛ تاکہ ان کو سن کر بندہ شوق اور رغبت کے ساتھ ان اعمال کو انجام دے۔

اور جہاں ترغیبی پہلو ہوتا ہے، وہیں دوسرا پہلو ترہیبی بھی ہوتا ہے، اس لیے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو شوق وترغیب دلانا کافی نہیں ہوتا، اس لیے ترہیب اور ڈرانے والا پہلو بھی رکھا گیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہے، اوراس موضوع پر ”الترغیب والترہیب“ نامی مستقل کتابیں بھی ہیں، جن میں اعمال کے کرنے پر کیا فوائد اور فضائل ہیں، اور نہ کرنے پر کیا نقصانات اور سزائیں ہیں؛ وہ بتلائے جاتے ہیں۔

علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے پہلا عنوان قائم کیا ہے: ” فَضْل قِرَاءَةِ الْقُرْآن“ قرآنِ پاک کی تلاوت اور قراءت کے فضائل۔ ویسے تو قراءت کا یہ عمل فرض وواجب نہیں ہے، ہاں! نماز کے اندر تلاوتِ قرآن رکن کا درجہ رکھتی ہے، لیکن خارجِ نماز یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی شریعت نے تاکید کی ہے، لیکن فرض اور رکن کا درجہ نہیں دیا۔ قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو انسانوں کی ہدایت کے واسطے نبیٔ کریم ﷺ پر اتاری گئی ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے تقاضوں پر عمل کیا جائے، اور اس کو سمجھ کر اپنی زندگی میں اُتارا جائے، لیکن جہاں یہ بات ہے، وہیں صرف اس کا پڑھنا بھی بہت زیادہ باعث خیر وبرکت ہے، اس کی تلاوت کے بھی مستقل فوائد ہیں۔ چناں چہ اس باب میں قرآنِ پاک کی تلاوت کے فوائد بتلانا چاہتے ہیں۔

مسائل کا علم فرض ہے، فضائل کا نہیں

فضائل کی کتابوں کی تعلیم کا مقصد صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس کو سن کر آدمی ان اعمال کے کرنے پر آمادہ ہو۔ جیسے: آپ کسی کے سامنے نماز کے فضائل بیان کریں تو ان کو سن کر اس کے دل میں نماز کا شوق پیدا ہوگا، لیکن جب عمل کا نمبر آئے گا تو عمل اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تک اس کے مسائل سے آدمی واقف نہ ہو، اس لیے عمل کے لیے مسائل تو ریڑھ کی ہڈی کے مانند ہیں۔ ہمارے تبلیغی جماعت کے سلسلہ کے اندر صرف فضائل پر اکتفاء اس لیے کیا جاتا ہے کہ مسائل کے اندر ائمہ کے اختلافات ہیں، اور تبلیغی جماعت کا مقصد اُمت کو اعمال کا شوق دلانا ہے، اسی لیے اس کام کے بنیادی اصول میں یہ چیز شامل کی گئی ہے کہ صرف فضائل بیان کرنے پر اکتفاء کیا جائے، مسائل کو چھیڑا نہ جائے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی مسئلہ کا بالکل نام ہی نہ لیا جائے، اس لیے کہ آپ جب کسی کو فضائلِ نماز سنائیں گے تو اس کے دل میں نماز کا شوق پیدا ہو گا، لیکن جب وہ عمل پر آمادہ ہو گا تو نماز کو بغیر مسائل کی واقفیت کے صحیح طریقہ پر نہیں پڑھ سکے گا۔ اسی لیے فضائل کا علم سیکھنا فرض نہیں ہے، لیکن مسائل کا علم سیکھنا فرض ہے، اگرچہ اس کا نمبر شوق اور رغبت کے بعد آتا ہے، اس لیے تبلیغی جماعت کے مصالح کے پیشِ نظر اس کو چھیڑا نہیں گیا، لیکن اس کا مطلب اور مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی آدمی جب فضائل سن کر کسی عمل کے لیے تیار ہو تو اس کو مسائل نہیں بتلائے جائیں۔ خیر! یہاں سے فضائل کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اور پہلا باب قرآنِ پاک کی تلاوت کے فضائل کا قائم کیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قرآن قیامت میں شفیع بنے گا

حدیث ۹۹۱:-

عن أبي أمامة (رضی اللہ عنہ) قال سمعت رسولَ اللهِ ﷺ: اقْرَؤُوا القُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ شَفِيعاً لأَصْحَابِهِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو اُمامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبیِ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قرآنِ پاک کی تلاوت کرو، اس لیے کہ قرآنِ پاک اپنے لوگوں کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

افادات:- ’’لأَصْحَابِهِ‘‘ یعنی قرآن والے۔ اور یہ عام ہے جس میں اس کا پڑھنا پڑھانا، سمجھنا سمجھانا، اور اس پر عمل کرنا؛ سب آجاتا ہے، قرآن والوں کا لفظ ان سب کے لیے بولا جائے گا۔ ہاں! اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ صرف پڑھنے کا تعلق ہو۔

اللہ تعالیٰ کا کلام قیامت کے روز کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اگر سفارش کردے؛ تو پھر اس کے لیے اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی؟ اس کی نجات کے لیے تو یہی کافی ہے۔ اس روایت سے قرآنِ پاک کی تلاوت کی فضیلت معلوم ہوئی کہ اس کے نتیجہ میں آدمی کو قرآنِ کریم کی سفارش نصیب ہوتی ہے۔

حدیث ۹۹۲:-

وعن النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: يُؤْتَى يَوْمَ القِيَامَةِ بِالقُرْآنِ وَأَهْلِهِ الذينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ في الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سورَةُ البَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا (رواہ مسلم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت نواس بن سمعان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز قرآنِ پاک کو اور قرآن والوں کو لایا جائے گا (قرآن والے کون ہیں؟) جو دنیا میں اس پر عمل کا اہتمام کرتے تھے۔ آگے آگے سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران ہوں گی، اور ان کی طرف سے یہ دونوں سورتیں دفاع کریں گی۔

افادات:–جیسا کہ مَیں نے اوپر کہا تھا کہ کم سے کم درجہ قرآن پڑھنے والوں کا ہے، اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ اس پر عمل کا اہتمام کرے۔ تو جو لوگ قرآن کی ان دو سورتوں کی تلاوت کرتے تھے، ان کے احکام پر عمل کرتے تھے، اس کے تقاضوں کو پورا کرتے تھے، یہ دونوں سورتیں گویا ان کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے کی کوشش کریں گی۔ یہ بہت بڑی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کسی کے لیے سفارشی بن جائے، اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے!

تم میں سے بہترین لوگ

حدیث ۹۹۳:-

وعن عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ اللہِ ﷺ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:–حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآنِ پاک سیکھیں اور سکھائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- سیکھنے کے بھی مختلف درجات ہیں، کم سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی قرآنِ پاک کے الفاظ سیکھے، اوراس کے بعد دوسروں کو سکھلائے۔ پہلا درجہ اندر دیکھ کر سیکھنا؛ جس کو ہم ''ناظرہ'' کہتے ہیں۔ اس سے اوپر کادرجہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے الفاظ کو زبانی سیکھے اور سکھائے؛ جس کو ہم ''حفظ'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس سے اوپر کادرجہ یہ ہے کہ اس کے معانی، مطالب اور مقاصد کو سمجھے کہ قرآنِ کریم ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے، قرآن کریم کے اندر انسانیت کو کیا پیغام دیا گیا ہے، اوراس میں کیا احکام دیئے گئے ہیں۔ یہ سب سیکھنے اور سمجھنے کے بعد ان مقاصد کو پورا کرے، اوراس پر عمل کا اہتمام کرے۔ گویا یہ تمام چیزیں قرآنِ پاک کو سیکھنے اور سکھانے میں آجاتی ہیں۔ اب اگر کوئی آدمی ان سب چیزوں کا جامع ہو؛ تونورٌ علیٰ نور۔ اس کو سارے ہی فضائل علیٰ وجہ الکمال حاصل ہوں گے؛ ورنہ کم سے کم درجہ ناظرہ کا ہے۔

اس نے قرآن کی ناقدری کی

اسی لیے ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے نقل کیا ہے کہ کسی آدمی نے قرآنِ پاک سیکھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمت عطا فرمائی، اس کے بعد کسی اور صاحبِ نعمت کو اپنے سے افضل سمجھا؛ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنِ پاک کی شکل میں جو نعمت اس کو دی گئی ہے، اس نے اس کی ناقدری کی (تاریخ الکبیر امام بخاری، ۳/۳۱۱۔ شعب الایمان، ۴/۱۷۸) گویا دنیا میں سب سے اونچی نعمت اگر کوئی ہوسکتی ہے تو وہ قرآنِ پاک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ویسے بھی قرآنِ پاک دین کی بنیاد اور اصل ہے، دین کے سارے علوم کا منبع ہے، اسی لیے قرآنِ پاک کی ہر ہر چیز کی فضیلت آئی ہے۔

شرحِ احیاء میں علامہ زبیدی (رحمۃ اللہ علیہ) نے نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآنِ پاک پڑھاتے تھے، اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو بچپن میں قرآنِ پاک سیکھتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں (اللآلی المصنوعۃ ۱/ ۱۸۱۔شعب الایمان ۱/ ۱۶۰) معلوم ہوا کہ ناظرہ قرآنِ پاک پڑھانے پر بھی یہ فضیلت حاصل ہو گی۔

قرآنِ پاک سیکھنے کے بعد کیا؟

یہ مضمون خاص طور پر اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ ہمارے سماج و معاشرہ میں بچوں کے لیے قرآنِ پاک کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے، مکتب سے اُٹھنے کے بعد اگر اس بچے کا سلسلہ کسی مدرسہ سے جڑ گیا تب تو ٹھیک ہے، لیکن اگر وہ اسکول یا کالج میں چلا گیا یا کسی دنیوی لائن تجارت وغیرہ میں لگ گیا، تو مکتب کے زمانہ میں جو قرآنِ پاک سیکھا تھا تلاوت اور قراءت کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے آدمی وہ بھی بھول جاتا ہے، حالاں کہ قرآنِ پاک کا حق ہے کہ آدمی روزانہ اس کے کچھ متعین حصہ کی تلاوت کرے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ بہترین ہے وہ شخص جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

ابوعبدالرحمٰن سُلمی (رحمۃ اللہ علیہ) اور خدمتِ قرآن

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی اس روایت کو نقل کرنے والے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سُلَمِی (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں، بخاری شریف میں جہاں یہ روایت آئی ہے وہاں ان کا مقولہ نقل کیا ہے کہ یہی وہ حدیث ہے جس نے مجھے یہاں بٹھایا ہے۔ چناں چہ اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے شارحِ بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سُلمِی (رحمۃ اللہ علیہ) پوری زندگی اسی مشغلہ یعنی لوگوں کو قرآنِ پاک کے سکھانے میں لگے رہے، اور لکھا ہے کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت سے لے کر حجاج بن یوسف کے دورِ امارت تک یہی کام کیا۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے آخری سال سے حجاج بن یوسف کی امارت کے اوّل سال تک اڑتیس (۳۸) سال ہوتے ہیں اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت کے پہلے سال سے لے کر حجاج بن یوسف کی امارت کے آخری سال تک بہتّر (۷۲) سال ہوتے ہیں؛ گویا اڑتیس (۳۸) سے لے کر بہتّر (۷۲) سال کے درمیان تک انہوں نے قرآنِ پاک کی تعلیم و تعلّم کا مشغلہ رکھا۔ یہی وہ روایت ہے جس کے پیشِ نظر اللہ کے مقبول بندوں نے اپنی زندگیاں اسی کام کے لیے وقف کر دیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

اور ایک بات یہ ہے کہ یہاں "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" "واو" کے ساتھ آیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خود بھی سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھلایا، یعنی دونوں کام کیے۔ اور بعض روایتوں میں "أو" کے ساتھ بھی آیا ہے، یعنی "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ أَوْعَلَّمَهُ" (مسند احمد/ حدیث نمبر: ۴۱۳) جس کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس نے قرآن سیکھا، یا سکھایا، یعنی جو آدمی دونوں میں سے کوئی ایک کام بھی کرے گا؛ اس کو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

ماہرِ قرآن کو دوہرا اجر

حدیث ۹۹۴:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: قَالَ رسول الله ﷺ: اَلَّذِی يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ. وَالَّذِی يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ. (متفقٌ عَلَيْه)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی قرآنِ پاک کو پڑھتا ہے، اور وہ اس کا ماہر ہے، تو وہ باعزت اور نکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو آدمی قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے جس کی وجہ سے قرآنِ پاک کی تلاوت والا عمل اس کو بھاری معلوم ہوتا ہے؛ تو اس کو دو ثواب ملیں گے۔

افادات:- ماہر یعنی بہت عمدگی کے ساتھ پڑھتا ہے اور خوب پڑھتا ہے، یعنی دونوں باتیں ہوں کہ زیادہ پڑھے اور اچھا پڑھے۔

"باعزت اور نکوکار فرشتے" یعنی جو فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنے بندوں کے پاس لے کر آتے ہیں، خاص کر حضرت جبرئیل (علیہ السلام) اور ان کا قافلہ۔ اس لیے کہ اصل وحی لانے والے تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) ہی ہیں، لیکن جیسا کہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی آیتیں اور سورتیں وہ ہیں کہ جب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت جبرئیل (علیہ السلام) ان کو لے کر آتے تھے تو فرشتوں کی ایک بڑی جماعت ساتھ میں ہوتی تھی، گویا قرآنِ پاک کولانے والے قافلہ میں وہ بھی شامل ہیں۔ تو جو جماعت اوپر سے نیچے قرآنِ پاک لانے والی ہے وہی عمل یہ بندہ بھی کرتا ہے کہ یہ خود بھی پڑھتا ہے اور دوسروں تک پہنچاتا ہے؛ اسی مناسبت سے اس کو ان فرشتوں کے ساتھ مقام عطا کیا جائے گا۔

اٹکنے کی مشقت کا اجر

"اٹکتا ہے" یعنی ابھی تک اس کو قرآنِ پاک پڑھنے میں مہارت اور پریکٹس نہیں ہوئی، اس لیے پڑھنے میں اٹکتا ہے۔ جس کام کی بھی آدمی کو پریکٹس نہیں ہوتی وہ کام کرنا اس کو بھاری معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اس تلاوتِ قرآن والے عمل کو چھوڑتا نہیں ہے، تو اس کو دو ثواب ملیں گے: ایک تو قرآنِ پاک کی تلاوت کا، اور دوسرا اس تلاوت میں مشقت و تکلیف اُٹھانے کا۔ گویا اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آدمی عمدہ پڑھنے والوں سے بڑھ جائے گا، بلکہ ان کا تو ایک مخصوص مقام ہے جو ان کو اپنی حیثیت کی وجہ سے حاصل ہوگا، اور اس کو اس مشقت کی وجہ سے الگ سے اجر دیا جائے گا۔ دین کے اندر جتنے بھی اعمال ہیں ان کی خصوصیت یہی ہے کہ آپ ان میں سے کسی بھی عمل کو انجام دیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر جو جو فضیلتیں بتائی گئی ہیں وہ ساری ہی حاصل ہوں گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

معنوی چیزوں کو محسوس چیزوں سے سمجھو

حدیث ۹۹۵:

عن أبي موسیٰ الأشعری (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ : مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ؛ رِیحُهَا طَیِّبٌ وَطَعْمُهَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِی لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَةِ؛ لَا رِیحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ؛ رِیحُهَا طَیِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ؛ لَیْسَ لَهَا رِیحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. (متفقٌ علَیْهِ)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤمن جو قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ترنج کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو بھی بڑی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی بڑا اچھا ہوتا ہے (ایمان والے کے دل میں جو صفتِ ایمان ہے، اس کو تو مزہ اور ذائقہ سے تشبیہ دی، اور وہ قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہا ہے تو اس کی وجہ سے جو مہک پھیل رہی ہے اس کو خوشبو کے ساتھ تشبیہ دی) اور وہ مؤمن جو قرآنِ پاک کی تلاوت نہیں کرتا اس کا حال کھجور کی طرح ہے کہ اس میں کوئی خوشبو تو نہیں ہوتی، لیکن اندر مٹھاس بہت اچھی ہوتی ہے (تو جو مؤمن قرآنِ پاک کی تلاوت نہیں کرتا اس کے قلب میں ایمان ہے، جس کی وجہ سے مزہ تو میٹھا ہے، لیکن چوں کہ تلاوت نہیں کرتا اس لیے باہر اس کا پتہ نہیں چلتا) اور اس منافق (یعنی وہ آدمی جس کے دل میں ایمان نہ ہو، لیکن باہر ایمان کا اظہار کرے، اس) کی مثال جو قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے اس پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو بہت اچھی ہے، لیکن اس کا مزہ کڑوا ہے (قلب میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اندر تو کڑواہٹ ہے لیکن تلاوت کی مہک باہر پھیلتی ہے) اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا ہے حنظل جیسی ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور اندر سے مزہ بھی کڑوا ہے (اسی کو کریلا اور نیم چڑھا کہتے ہیں)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–دین کی بعض چیزوں کو سمجھانے کے لیے حضراتِ انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) مثالیں استعمال کرتے ہیں، کوئی مضمون ایسا ہوتا ہے کہ مخاطب کے ذہن میں بٹھانے کے لیے اور آسانی سے مخاطب کی سمجھ میں آجائے اس کے لیے کسی دوسری چیز سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے۔ یہ بھی علم کا مستقل شعبہ ہے، اوراس میں حضرات انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بڑے ماہر ہوتے ہیں۔اسی لیے محدثین احادیث کی کتابوں میں مستقل ایک عنوان "کتاب الامثال" کا قائم کرتے ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے بھی بہت سی چیزوں کو مثالوں کے ذریعہ سے سمجھایا ہے، جیسے فضائل کی تعلیم میں نماز کے بارے میں آپ نے پڑھا اور سنا ہو گا کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا کہ کسی آدمی کے گھر کے سامنے ایک نہر بہہ رہی ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے؛ تو بتلاؤ کہ اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل رہے گا؟ صحابہ نے کہا: نہیں رہے گا۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی پانچ وقت کی نماز پڑھے وہ گناہوں سے ایسا ہی پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

دیکھو! گناہوں کی معافی کو سمجھانے کے لیے نبیٔ کریم ﷺ نے ایک مثال دی اور بات کو بڑی آسانی سے سمجھا دیا۔ تو معنوی چیزوں کو محسوس چیزوں کے ساتھ پیش کر کے سمجھایا جاتا ہے۔ اس روایت میں بھی قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والا اور نہ کرنے والا، اوراس میں بھی مؤمن اور منافق؛ اس چیز کو حضورِ اکرم ﷺ محسوس چیز سے تشبیہ دے کر سمجھایا ہے۔

"ترنج" موسمبی اور سنترہ جیسا ایک پھل ہوتا ہے، جس کو ہمارے یہاں " میٹھا لیموں " کہتے ہیں، عرب کے علاقہ میں بہت زیادہ ہوتا ہے، لیکن ہمارے یہاں زمین کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے اس کا اصلی ذائقہ نہیں پایا جاتا۔بہت سے پھل ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ناموافق زمین میں بویا جائے تو وہ پیدا تو ہو جاتے ہیں لیکن ان کی جو خوبیاں ہوتی ہیں وہ پورے طور پر ظاہر نہیں ہوتیں، جیسے آم کو ناموافق زمین میں بویا جائے تو اگرچہ اس پر پھل تو آئیں گے لیکن اس کے اصل خواص نہیں آئیں گے۔

خیر !تو یہ ترنج عرب علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے ،اوراس کے بہت سے خواص اور فائدے بتلائے گئے ہیں، ایک فائدہ یہ بھی بتلایا ہے کہ یہ پھل جس گھر میں ہوتا ہے وہاں جن نہیں آتے۔جو لوگ جنات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے تعویذ لینے عاملوں کے پاس دوڑتے رہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ یہ پھل اپنے گھر کے کسی کونے میں لٹکا دیں۔

عزت دلانے اور ذلیل کرنے والی کتاب

حدیث ۹۹۶:-

عن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) أَنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الكِتَابِ أَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهِ آخرِينَ. (رواہ مسلم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب (یعنی قرآنِ پاک) کی وجہ سے بہت سی قوموں کو سربلندی اور عزت عطا فرماتے ہیں، اور اسی قرآن کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔

افادات:–جو لوگ قرآنِ پاک کو پڑھتے پڑھاتے، سمجھتے اور دوسروں کو سمجھاتے ہیں، خود عمل کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں اس کو اتارتے ہیں، پھر دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کے حقوق کو ادا کرتے ہیں؛ اللہ تعالیٰ ان کو عزت و سربلندی عطا فرماتے ہیں۔ اور جو لوگ اس کے حقوق کو ادا نہیں کرتے، نہ پڑھتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں، نہ عمل کرتے ہیں؛ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔ گویا اس قرآن ہی کو اللہ تعالیٰ نے عزت وذلت کا معیار بنایا ہے، اس لیے جو لوگ جس مقدار میں اس کے حقوق کو ادا کریں گے، اسی مقدار میں اللہ تعالیٰ عزت دیں گے۔ جس میں ساری چیزیں آجاتی ہیں اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام ملتا ہے، اور اگر حقوق کو ادا کرنے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن پورا پورا نہیں ہے، جیسے: جو لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن عمل کا اہتمام نہیں کرتے، یا عمل تو کرتے ہیں لیکن اس میں کوتاہی کرتے ہیں، تو وہ بالکل ذلیل تو نہیں ہوں گے، لیکن عزت کا اعلیٰ معیار ان کو حاصل نہیں ہوگا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے قوموں کی عزت اور ذلت کو اسی کے ساتھ جوڑ دیا ہے:–

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر	❁	اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

معلوم ہوا کہ قرآنِ پاک کو چھوڑنے کی وجہ سے رسوائی آتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے نافع بن عبد الحارث کو مکہ کا گورنر بنایا تھا، اوران کی عادت تھی کہ اپنے گورنروں کا جائزہ لیتے رہتے تھے، ایک مرتبہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان سے پوچھا: تم نے جنگلات کا حاکم کس کو بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: ابن اَبزیٰ کو۔ پوچھا: یہ ابن اَبزیٰ کون ہے؟ کہا: ہمارا ایک غلام ہے۔ فرمایا: ایک غلام کو تم نے حاکم بنایا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ قرآن کا پڑھنے والا ہے، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فوراً کہا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے عزت عطا فرماتے ہیں۔ اگرچہ وہ غلام ہے لیکن چوں کہ اس نے قرآنِ پاک پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اونچا مقام عطا فرمایا۔ اور جو آدمی قرآن کو چھوڑتا ہے اس کو یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔

اسی لیے یہ روایت بعض کتبِ حدیث بیہقی وغیرہ میں ذرا تفصیل سے آئی ہے جس میں یہ بھی ہے: ”مَنْ بطّأَبِهٖ عَمَلُهٗ ، لَمْ يُسَرِّعْ بِهٖ نَسَبُهٗ“ جس کو اس کا عمل پیچھے رکھے گا تو پھر اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔ نسب کی شرافت اپنی جگہ پر ہے، لیکن جو آدمی نسبی شرافت کے باوجود اعمال کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے، تو عملی کمزوری کی وجہ سے وہ پیچھے رہ جائے گا؛ پھر اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قابلِ رشک آدمی

حدیث ۷۹۹:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) عن النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَاحَسَدَ إِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ یَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَهُوَ یُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ. (متفقٌ عَلَیْه) ((والآنَاءُ)): السَّاعَاتُ.

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد جائز نہیں ہے مگر دو چیزوں میں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو قرآنِ پاک عطا فرمایا ہو (یعنی جس نے قرآنِ پاک سیکھا ہو، اور اچھی طرح پڑھتا ہو) پھر وہ اس قرآن کو لے کر دن رات کھڑا رہتا ہو (یعنی نمازوں میں کھڑے ہو کر پڑھتا رہتا ہو، اسی طریقہ سے عملی طور پر مستعد ہو اور عمل کا اہتمام کرتا ہو، تو یہ آدمی اس قابل ہے کہ اس کو دیکھ کر تمنا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ چیز عطا فرمادے) اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، اور وہ اس کو رات دن اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہو۔

افادات:- کسی کے پاس صرف مال دیکھ کر رشک نہیں کرسکتے، بلکہ جو آدمی اس مال کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں بے دھڑک اور بے دریغ خرچ کرتا ہو؛ تو وہ آدمی اس قابل ہے کہ آپ اس پر رشک کریں اور تمنا کریں کہ اے اللہ! مجھے بھی ایسا بنا تاکہ مَیں بھی اسی طرح نیکی کے کاموں میں مال خرچ کروں۔

"حسد" اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ملی ہو، تو اس کی اس نعمت کو دیکھ کر دل میں جلن پیدا ہو، اور یہ خیال پیدا ہو کہ مجھے مل جائے اور اس کے پاس نہ رہے؛ یہ تو حرام کام ہے۔ تو پھر یہاں دو چیزوں میں کیسے جائز ہے؟ علماء نے اس حدیث کے مطلب کو واضح کیا ہے۔ ایک مطلب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تو یہ بیان کیا ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان دو چیزوں میں جائز ہوتا۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہاں حسد بول کر غبطہ مراد ہے، جس کو اردو میں رشک کرنا کہتے ہیں، یعنی کسی صاحبِ نعمت سے اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا نہ کرے، بلکہ اس کی نعمت دیکھ کر دل میں یہ تمنا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پاس بھی وہ نعمت باقی رکھے اور مجھے بھی ایسی نعمت حاصل ہو جائے۔ تو علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حسد بول کر غبطہ اور رشک مراد ہے۔ اس لیے کہ انسان کا مزاج ایسا ہے کہ جب کسی کے پاس کوئی اچھی چیز دیکھتا ہے تو اس کے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوتی ہے کہ مجھے بھی یہ چیز مل جائے۔ تو گویا حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر چیز دیکھ کر دل میں ایسی تمنا نہ کرو؛ ہاں! یہ دو چیزیں اس قابل ہیں کہ اگر کسی کے اندر وہ نظر آئیں تو آپ اپنے دل میں یہ تمنا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ عطا فرما دے۔

ٹینشن دور کرنے کا نسخہ

حدیث ۹۹۸:-

وعن البراءِ بن عازِبٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُه يَنْفِرُ مِنْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ.

((الشَّطَنُ)) بفتحِ الشينِ المعجمة والطاءِ المهملة: الحَبْلُ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ ایک صحابی سورۂ کہف کی تلاوت کررہے تھے، اور ان کے پاس ان کا گھوڑا دوہری (ڈبل) رسّی سے بندھا ہوا تھا (ان کی اس تلاوت کی وجہ سے) ایک بادل سا ان کے اوپر سایہ ڈالنے لگا اور قریب ہونے لگا، یہ منظر دیکھ کر ان کا گھوڑا بدکنے لگا (دوسری روایت میں ہے کہ وہیں قریب میں ان کا بچہ بھی لیٹا ہوا تھا، ان کو ڈر لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گھوڑا بدک کر بچہ کو نقصان پہنچادے۔ اس لیے انہوں نے تلاوت کا سلسلہ بند کردیا تو وہ بادل اوپر چلا گیا) جب صبح ہوئی تو نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا تذکرہ کیا (کہ اے اللہ کے رسول! آج رات ایسا قصہ پیش آیا) یہ سن کر نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک سکینہ تھا جو قرآنِ پاک کی وجہ سے نازل ہورہا تھا۔

افادات:–"**سکینہ**" کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں، ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک خاص کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنِ پاک پڑھنے والے کے اوپر طاری کی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں اس کو ایک خاص قسم کا سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ بعضوں نے اس کی شکل و صورت بھی بیان کی ہے، لیکن اس کا اصل اثر جو دل پر ہوتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے دل کو سکون وطمانینت نصیب ہوتی ہے۔

آج اس زمانہ میں جب کہ ہر آدمی اپنے دل کی بے چینی کی شکایت کررہا ہے، اور ہر ایک ٹینشن میں ہے، ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ مَیں بہت پریشان ہوں؛ اور اس کے لیے بزرگوں سے وظیفے پوچھتے رہتے ہیں؛ تو سکون واطمینان حاصل کرنے کے لیے اس سے عمدہ نسخہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآنِ پاک کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہر ہر حرف الگ الگ عمل

حدیث ۹۹۹:-

وعن ابن مسعودٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا ، لاَ أقول: ألم حَرفٌ، وَلكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلاَمٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ. (رواه الترمذی، وقال: حديث حسن صحيح)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ پاک کا ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس کے برابر ہے (گویا ایک حرف پر دس نیکی ہوئی) میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے۔

افادات:- اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف اعمال پر مختلف اجر کے وعدے کئے گئے ہیں، اور کہیں دس گنا، کہیں سو گنا، کہیں سات سو گنا ملتا ہے۔ اور پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ ثواب پورے عمل کا ہوتا ہے، جیسے نماز کا اتنا ثواب ہے، اور روزہ کا اتنا ثواب ہے، تو اسی طرح اگر آپ سورۂ فاتحہ پڑھیں تو پوری سورۂ فاتحہ ایک عمل ہے، اس لیے قاعدہ کے مطابق تو اس پورے عمل پر دس نیکیاں ملتیں، لیکن نبیٔ کریم ﷺ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اس پورے عمل میں ایسا نہیں ہے بلکہ سورۂ فاتحہ کے ہر ہر حرف پر آپ کو ایک ایک نیکی ملے گی۔ دوسرے اعمال میں تو مجموعی طور پر ایک عمل شمار کیا جاتا ہے، جیسے حج کروگے تو اس کی یہ فضیلت ہے، نماز پڑھوگے تو اس کی یہ فضیلت ہے، اور روزہ رکھوگے تو اس کی یہ فضیلت ہے، لیکن قرآنِ پاک کی تلاوت میں ایسا نہیں ہے کہ اگر پانچ پارے پڑھے تو یہ ایک عمل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہوا، بلکہ ان پانچ پاروں میں جتنے حروف آئے ہیں ہر ہر حرف پر ایک نیکی، اور ایک نیکی دس گنا؛ تو اندازہ لگایئے کہ کتنا بڑا ثواب ملا۔ گویا اس کے ہر ہر جزو کو الگ الگ عمل شمار کیا گیا ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں: ''الم'' سے مراد حروفِ مقطعات ہیں یعنی وہ حروف جو الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں۔ حروف دو طرح کے ہیں، عام دستور تو یہ ہے کہ جب ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہو، جیسے ''عینؔ، باؔءاور داؔل'' کو ملا کر لکھا گیا ہے تو ''عَبْد'' پڑھیں گے، الگ الگ نہیں پڑھیں گے۔ حروف سے کلمات بنتے ہیں اور کلمات جوڑ کر پڑھے جاتے ہیں، لیکن قرآنِ پاک کے اندر بعض حروف ایسے ہیں جو ملا کر لکھے جاتے ہیں تب بھی ان کو الگ الگ ہی پڑھتے ہیں، جیسے سورۂ بقرہ کے شروع میں الف، لام اور میم کو ملا کر لکھا ہوا ہے تو ہم اس کو ''اَلَم'' نہیں پڑھتے حالاں کہ قاعدہ کا تقاضہ تو یہی تھا کہ ''اَلَم'' پڑھا جاتا لیکن الفؔ، لامؔ، میمؔ پڑھتے ہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ قرآنِ پاک کو جب تک کسی کے پاس پڑھنا نہ سیکھا جائے وہاں تک پڑھنا نہیں آسکتا، اس لئے کہ جو آدمی اپنی عقل سے پڑھے گا وہ اس کو الفؔ، لامؔ، میمؔ نہیں پڑھے گا، بلکہ ''اَلَم'' پڑھے گا۔ خیر! بعضوں نے کہا کہ اس سے مراد حروفِ مقطعات ہیں، لیکن بعض حضرات فرماتے ہیں کہ: اس سے مراد ''أَلَمْ تَرَ كَيْفَ'' اور اس طرح کے دوسرے کلمات ہیں جو آیتوں کے شروع میں بھی ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی پوری تلاوت ایک عمل نہیں، بلکہ ہر ہر حرف الگ الگ عمل شمار ہوتا ہے، اور اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ثواب دیا جاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ویران گھر

حدیث ۱۰۰۰:-

وعن ابن عباسٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ قَالَ رسول اللہ ﷺ: إِنَّ الَّذِی لَیْسَ فِی جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ

(رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن صحیح).

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ نہ ہو؛ ویران گھر کی طرح ہے۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ ہر مؤمن کو قرآنِ پاک کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور یاد کرلینا چاہیے۔ ویسے بھی قرآنِ پاک کی اتنی مقدار کا زبانی یاد کرنا فرضِ عین ہے جس کا نماز کے اندر پڑھنا فرض ہے۔ اور جتنی مقدار کا پڑھنا واجب ہے، اتنی مقدار یاد کرنا واجب ہے۔ اور جتنی مقدار پڑھنا سنت ہے اتنی مقدار کا یاد کرنا سنت ہے۔ اس لیے آدمی اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق قرآنِ پاک کا زیادہ سے زیادہ حصہ یاد اور محفوظ کرلے؛ تو اچھا ہے۔

"ویران گھر کی طرح ہے" حضرت شیخ (نور اللہ مرقدہٗ) فرماتے ہیں کہ: فارسی میں مثل مشہور ہے: "خانۂ خالی را دیو می گیرد" جو گھر ویران ہوتا ہے اس پر شیطانوں کا قبضہ ہوجاتا ہے، اسی طرح جس دل اور جسم میں قرآنِ پاک کا کوئی بھی حصہ محفوظ نہیں ہوتا اس کے اوپر شیاطین کا تسلط ہوجاتا ہے۔ ہاں! اگر وہاں قرآنِ پاک ہوگا تو فرشتوں کی برکتیں شاملِ حال ہوں گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

صاحبِ قرآن کون ہے؟

حدیث ۱۰۰۱:-

وعن عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) عن النبیِ ﷺ قَالَ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا. (رواہ أبو داود والترمذی، وقال: حدیث حسن صحیح)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: صاحبِ قرآن (یعنی قرآن والے) سے (قیامت کے روز) کہا جائے گا کہ قرآنِ پاک پڑھتا جا، اور جنت کے درجات چڑھتا جا (ترقی کرتا جا) اور اُسی طرح ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح تو دنیا کے اندر پڑھتا تھا؛ اس لیے کہ جنت میں تیرا مقام قرآنِ پاک کی وہ آخری آیت ہے جو تو پڑھے گا۔

افادات:- صاحبِ قرآن (قرآن والے) سے کون مراد ہے؟ تو ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ یہاں قرآن والا بول کر حافظِ قرآن مراد لیا گیا ہے۔ گویا اس کا قرآنِ پاک کے ساتھ خصوصی تعلق ہونے اور قرآنِ پاک یاد کرلینے اور محفوظ کرلینے کی وجہ سے اس کو صاحبِ قرآن کہا گیا ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا: جو آدمی حافظ نہیں ہے، لیکن ناظرہ بھی خوب کثرت سے پڑھتا رہتا ہے، اور کئی کئی پارے روزانہ پڑھتا ہے؛ وہ بھی صاحبِ قرآن کے مصداق میں آجاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترتیل کسے کہتے ہیں؟

ترتیل کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ: چند چیزوں کی رعایت کرتے ہوئے جب آدمی قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے تو اس کو ترتیل سے تلاوت کرنا کہتے ہیں:-

[ا]:- تصحیح حروف: یعنی وہ تمام حروف جن سے قرآنِ پاک کے کلمات بنے ہیں، ان کو اپنے مخارج سے صحیح طریقہ سے ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ بہت سے لوگ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں لیکن حروف کو صحیح مخارج سے ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے، تو پھر تلاوت کی جو فضیلت اور ثواب ہے وہ ان کو حاصل نہیں ہوگا، بلکہ جیسا کہ بعض روایت میں آتا ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے (احیاء علوم الدین، ۲/۳۲) تو حروف کو صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ لوگ اس وعید کے مصداق بنتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ صحیح طریقہ سے حروف کی ادائیگی سیکھ لی جائے، اگر یہ کمزوری ہے تو ہر ایک کو چاہیئے کہ اس کی طرف خصوصی توجہ دے، محنت کرے اور اپنی اس کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ ہمارے اکابر میں حضرت شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی (رحمۃ اللہ علیہ) اس کی طرف بہت زیادہ توجہ دلاتے تھے اور اہتمام فرماتے تھے، یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء بھی جب آپ کی خدمت میں پہنچتے تھے؛ ان کو بھی اس سلسلہ میں بخشتے نہیں تھے اور بڑی تاکید فرماتے تھے، بلکہ ان سے بھی نورانی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قاعدہ درس کے طور پر پڑھواتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ بہت اہم چیز ہے، اس کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ تو ایک تصحیح حروف ہے۔

۲:- دوسری چیز رعایتِ اوقاف۔ یعنی قرآن پڑھتے ہوئے کہاں ٹھہرنا چاہئے اور کہاں ملا کر پڑھنا چاہئے۔ اس لیے کہ بہت سی مرتبہ آدمی غلط جگہ پر ٹھہر جاتا ہے، یا جہاں ملانا نہیں چاہئے اس کو ملا کر پڑھتا ہے، تو معنیٰ بدل کر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے اس لیے قرآن پڑھتے ہوئے کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں نہیں ٹھہرنا؛ یہ جاننا بھی ضروری ہے۔ اس موضوع پر بھی ماہرینِ قراءت نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

۳:- اشباعِ حرکات۔ یعنی زبر، زیر، پیش کو پورے طور پر ادا کرنے کی کوشش کرنا۔ بہت سے لوگ جلدی اور عجلت سے پڑھنے کے شوق میں حرکات کو پورے طور پر ادا نہیں کرتے، یہ بہت غلط طریقہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ مَیں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے سورۃ اذا زلزلت الارض اور دوسری چھوٹی سورتیں پڑھوں؛ یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ جلدی جلدی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پوری کر دوں۔ تو بہت سے لوگ اس شوق میں ان چیزوں کی رعایت نہیں کرتے تا کہ تلاوتِ قرآن کی مقدار بڑھ جائے؛ تو یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔

۴:- چوتھی چیز یہ ہے کہ جہاں مدّ یا تشدید ہو، اس کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کی جائے

۵:- پانچواں: آدمی ذرا سا جہر اور آواز کے ساتھ پڑھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

۶:- چھٹا: آواز میں درد کی کیفیت پیدا کرے۔ یعنی پڑھنے والا اس انداز سے پڑھے کہ سننے والے کو محسوس ہو کہ اس کے دل میں خوفِ خدا ہے۔

۷:- ساتویں چیز یہ ہے کہ جہاں آیتِ رحمت ہو وہاں ٹھہر جائے اور اللہ کی رحمت کا سوال کرے۔ اسی طریقہ سے جہاں آیتِ عذاب آئے وہاں بھی ٹھہر جائے اور اللہ کے عذاب سے پناہ چاہے۔

آدمی جب ان سات چیزوں کی رعایت کرے گا تب کہا جائے گا کہ اس نے ترتیل کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھا۔ اب ہمارے یہاں اس ساتویں بات کا تو اہتمام ہی نہیں کیا جاتا، پڑھے لکھے لوگ بھی اس طرف دھیان نہیں دیتے، حالاں کہ اسلاف کے حالات میں لکھا ہے کہ پڑھتے پڑھتے ایسے مواقع پر ٹھہر جاتے تھے اور دعا میں مشغول ہو جاتے تھے۔ لٰہذا اہلِ علم کو خاص طور پر متوجہ کرنے کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس بات کا خوب اہتمام کریں، آج اس کیفیت کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کے درجات بھی قرآنِ پاک کی آیتوں کے بقدر ہیں۔ علامہ دانی (رحمۃ اللہ علیہ) جو تجوید و قراءت کے ائمہ میں سے شمار ہوتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم کی آیتیں چھ ہزار ہیں اس پر تو سب کا اتفاق ہے، اس کے بعد کی تعداد میں قراء کے یہاں اختلاف ہے۔ گویا قرآنِ پاک کی چھ ہزار سے زیادہ آیتیں ہیں، اور اسی تعداد کے مطابق جنت کے درجات بھی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اب یہاں کون سے درجات مراد ہیں؟ تو حضرت شیخ (نوراللہ مرقدہٗ) کی رائے عالی تو یہ ہے کہ نفسِ ایمان پر جنت میں داخلہ تو نصیب ہو جائے گا، اس کے بعد ترقیٔ درجات کے اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ قرآنِ پاک پڑھتے جاؤ، اور جنت کے درجات میں ترقی کرتے جاؤ۔ اس لیے آدمی جب قرآنِ پاک حفظ کرے گا اور پھر اس کو پڑھنے کا اہتمام بھی کرے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اتنے ہی درجات سے اس کو مالامال فرمائیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب الأمر بتعهد القرآن والتحذير عن تعريضه للنسيان

قرآنِ پاک کو یاد کرلینے کے بعد اس کو یادرکھنے کا اہتمام کرنا

دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک تو قرآنِ پاک کا حفظ یاد کرلینا، اس کے بعد دوسری چیز یہ ہے اس کو یادرکھنے کا اہتمام کرنا۔ بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بچپن میں ماں باپ اپنے شوق اور توجہ سے بچہ کو درجۂ حفظ میں بٹھادیتے ہیں اور بچہ بھی اس وقت قرآنِ پاک کو یاد کرلیتا ہے، لیکن بڑے ہونے کے بعد پھر اس کو یاد رکھنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ ابھی گذشتہ دنوں ہمارے کچھ احباب نے یہاں سورت میں حفاظ کے لیے مخصوص انداز سے ایک کوشش شروع کی تھی کہ حفظ کرلینے کے بعد اس کی طرف سے جو لوگ غفلت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کو پڑھنے کے معاملہ میں، حفظ یاد رکھنے کے معاملہ میں اور پھر عمل کے معاملہ میں بھی کمزوریاں آجاتی ہیں؛ ان سب کو دور کیا جائے۔ یہ بہت اہم چیز ہے جس کی طرف توجہ کرنی چاہیے، اسی کو اس عنوان میں بتلاتے ہیں کہ یاد کرلینے کے بعد اس کی طرف سے غفلت برت کر اس کو بھولنے سے بچایا جائے۔

قرآن اونٹ سے جلدی چھوٹ جاتا ہے

حدیث ۱۰۰۲:-

عن أَبِي موسىٰ (رضی اللہ عنہ) عن النبيِّ ﷺ قَالَ: تَعَاهَدُوا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتاً مِنَ الإبلِ فِي عُقُلِهَا (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآنِ پاک کی حفاظت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قرآن اس سے جلدی چھوٹ جانے والا ہے جتنی جلدی اونٹ اپنی رسی میں سے چھوٹ جاتا ہے۔

افادات:- یعنی اس کو یاد کرلینے کے بعد یاد رکھنے اور حفاظت کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ روزانہ اس کی تلاوت کی جائے، اس پر عمل کا اہتمام کیا جائے اور اس کے حقوق کی رعایت وآداب کا بھی اہتمام کیا جائے۔ قرآنِ پاک کو جتنا کثرت سے پڑھیں گے اتنا ہی وہ محفوظ رہے گا۔

پہلے بھی کبھی مَیں بتلاچکا ہوں کہ جس طرح گائے کے گلے میں باقاعدہ پٹہ ڈالا جاتا ہے، اور رسّی سے اس کو باندھا جاتا ہے، اس طرح اونٹ کو باندھا نہیں جاتا، بلکہ عربی رومال کے اوپر عرب حضرات جو پٹہ جیسا رکھتے ہیں جس کو ”عقال“ کہتے ہیں وہ اسی سے ماخوذ ہے۔ تو اونٹوں کے آگے والے پیروں میں ”عِقَال“ لگادیتے ہیں، اور اونٹوں کا جہاں باڑا ہوتا ہے جس میں سو دوسو اونٹ رہتے ہیں، وہاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سب اونٹوں کے پاؤں میں ”عقال“ لگا کر چھوڑ دیتے ہیں، اور ان کی نگرانی کے لیے ایک آدمی مقرر ہوتا ہے تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں۔ اگر ان کی طرف سے ذرّہ بھی غفلت برتی جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ رسّی جو پاؤں میں ڈالی جاتی ہے اس کو نکال کر کوئی اونٹ بھاگ جائے۔ اور جانور کی عادت ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ جب بدک جاتا ہے اور ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے تو پھر اس کو قابو میں لانا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آپ نے دیکھا ہو گا کہ جن لوگوں نے قرآنِ پاک کو یاد تو بڑی آسانی سے کر لیا ہوتا ہے، لیکن نہ پڑھنے اور غفلت کے نتیجہ میں بھول گئے، تو پھر دوبارہ قرآنِ پاک کو یاد کرنا ان کے لیے بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآنِ پاک کا حق یہ ہے کہ اس کو کثرت سے پڑھا جائے اور اس کو یاد رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ حافظ آدمی روزانہ کم سے کم تین پاروں کی تلاوت کا اہتمام کرے، اور اگر ایک منزل یا اس سے زیادہ جتنی اس کی طاقت ہو پڑھے تو بہت اچھا ہے، لیکن حافظ کو کم سے کم تین پاروں کا اہتمام تو کرنا ہی چاہیے۔

حدیث ۱۰۰۳:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ (متفقٌ عَلَيْه)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی ٔکریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صاحبِ قرآن (یعنی حافظِ قرآن) کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے کہ اگر اس کی نگرانی کی جائے تو وہ محفوظ رہے گا، اور اگر اس کی طرف سے غفلت برتی جائے، تو وہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔

افادات:- مسلم شریف کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ جب حافظِ قرآن رات کو اُٹھ کر قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا رہے گا تو قرآن کو محفوظ رکھے گا، لیکن اگر قیام اللیل میں تلاوت نہیں کرے گا؛ تو قرآنِ کریم کو بھول جائے گا۔

قرآن کریم بھول جانے پر وعیدات

حدیثِ پاک میں آتا ہے، حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی ٔکریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے ثواب میرے روبرو پیش کئے گئے یہاں تک کہ اس تنکے اور خس و خاشاک کا ثواب بھی پیش ہوا جس کو آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے، اسی طرح امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے ان میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآنِ پاک کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو اور پھر وہ اس کو بھول گیا ہو۔(ترمذی وابوداود)

ایک روایت میں ہے، حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبی ٔکریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآنِ پاک پڑھے پھر اس کو بھول جائے تو قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوڑھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہو کر (یا ہاتھ کٹا ہوا ہونے کی حالت میں) حاضر ہو گا۔ (کوڑھ وہ بیماری ہے کہ جس سے ہاتھ پیر وغیرہ اعضاء گل سڑ جاتے ہیں اور انسانی بدن کا گوشت گل سڑ کر گر جاتا ہے۔)

جمع الفوائد میں یہ روایت نقل فرمانے کے بعد آیتِ ذیل کو دلیل بنایا ہے: إِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ، قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ، قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى﴾ اگر تم چاہو تو دلیل کے طور پر یہ آیتیں پڑھ کر دیکھ لو: ”جو شخص ہمارے ذکر (قرآن) سے اعراض کرتا ہے اس کی زندگی تنگ کر دیتے ہیں، اور قیامت کے روز اس کو اندھا کر کے اُٹھائیں گے (کوڑھی بھی اندھے کے حکم میں ہے) وہ عرض کرے گا کہ: یا اللہ! میں تو آنکھوں والا تھا، مجھے اندھا کیوں اُٹھایا؟ ارشاد ہو گا: اس لیے کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئی اور تو نے ان کو بھلا دیا، پس آج تو بھی اسی طرح بھلا دیا جائے گا۔ یعنی تیری کوئی اعانت نہیں“۔

جس نے قرآنِ کریم کی (حفظ یا ناظرہ) تعلیم حاصل کی، اور پھر قرآن کو لٹکا کر رکھ دیا، نہ اس کی منزل پڑھی، اور نہ اس کو دیکھنا تک گوارا کیا؛ تو قرآنِ کریم قیامت کے دن ایسے آدمی کے ساتھ چمٹا ہوا آئے گا اور کہے گا: اے رب العالمین! تیرے اس بندے نے مجھے بالکل نظر انداز کر رکھا تھا، پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمایئے (ظاہر ہے کہ وہاں اس آدمی کو کوئی چھڑانے والا نہ ہو گا، اور قرآن کے حق میں فیصلہ صادر ہو کر ایسے آدمی کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ (والعیاذ باللہ) (جامع الاحکام قرطبی)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تفسیر قرطبی میں اَسد بن موسیٰ کی کتاب سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ کے درمیان ایک میدان ہے جس سے خود دوزخ روزانہ سات مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔اس میدان میں ایک کنواں ہے جس کے شر سے دوزخ اوروہ میدان دونوں روزانہ پناہ مانگتے ہیں۔اس کنویں میں (زہر دار، سخت آواز) ایک سانپ رہتا ہے، اس سانپ کے شر سے روزانہ دوزخ، میدان اور کنواں تینوں؛ سات مرتبہ پناہ مانگتے ہیں، اس کنویں کو اللہ پاک نے ان بد بخت حفاظِ قرآن کے عذاب کے لیے مقرر فرمایاہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے نبیٔ کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیاہے کہ کسی مسلمان کا یہ کہنا کتنا براہے کہ مَیں فلاں فلاں آیت بھول گیا، بلکہ اس کو کسی گناہ کی نحوست کی وجہ سے وہ آیت بھلادی گئی ہے (لہٰذا وہ استغفار کرے) اور تم قرآن کا تکرار کرتے رہا کرو، کیوں کہ وہ بغیر تکرار کے آدمیوں کے سینوں سے چوپایوں سے بھی جلدی اور تیزی کے ساتھ نکل جاتاہے۔(بخاری و مسلم)

عبد اللہ بن مبارک کی کتاب الزہد سے نقل کیا گیاہے کہ جس آدمی نے قرآن سیکھا، پھر بھول بھول گیا، اس کے بارے میں یہ بات یقینی ہے کہ اس سے کوئی گناہ سرزد ہواہے (جس کی سزا میں اس کو قرآن بھلادیا گیا) اس کی دلیل یہ ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ تمھیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ ویسے ہی معاف فرمادیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قرآنِ پاک کا بھول جاناسب سے بڑی مصیبت ہے ،لہٰذا وہ لامحالہ کسی گناہ ہی کی وجہ سے پہنچی ہے۔(کتاب الزہدلابن مبارک،حاشیہ تبیان۔ص:۲۸)

حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:انتہائی بڑا گناہ جس کی میری امت کو قیامت کے دن پوری پوری سزا ملے گا یہ ہے کہ امت میں سے کسی کو کتاب اللہ کی کوئی سورت یاد ہو، اور پھر وہ اس کو بھول گیا ہو۔(قیام اللیل)

عکرمہ اور مجاہد دونوں کا قول ہے کہ جب کوئی قرآن سیکھے اور پھر اس کو بھُلا دے، قیامت کے دن قرآنِ پاک آئے گا اوراس سے کہے گا: اگر تو مجھے یادرکھتا تو آج مَیں تجھے اونچے درجے پر پہنچادیتا، لیکن تونے غفلت وکوتاہی برتی،لہٰذا مَیں بھی آج تیری اس خدمت سے قاصر ہوں۔(قیام اللیل)

قرآنِ پاک کو بھول جانے والے کے لیے اور بھی بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے حفظِ قرآن کی نعمت عطا فرمائی ہے اس کی نہایت ہی قدر کریں،اور اس کی قدر یہی ہے کہ اس کو کثرت سے پڑھا جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن

وطلب القراءة من حسن الصوت والاستماع لها

ایک اور عنوان قائم کیا ہے کہ قرآنِ پاک پڑھنے میں آدمی کو یہ کوشش بھی کرنی چاہیئے کہ اپنی مقدور بھر جتنی اچھی آواز سے پڑھ سکتا ہو؛ اس کا اہتمام کرے۔ اور جو اچھی طرح پڑھتے ہیں ان سے سننے کی درخواست کرنا بھی قرآنِ پاک کے آداب میں سے ہے۔

بوقتِ تلاوت یہ مراقبہ کیا جائے

حدیث ۱۰۰۴:-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) قَالَ سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

مَعْنَى ((أَذِنَ اللهُ)): أَيِ اسْتَمَعَ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى الرِّضَا والقَبولِ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبیِ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کی طرف اتنی توجہ نہیں دیتے جتنی اس نبی کی طرف توجہ فرماتے ہیں جو اچھی آواز والے ہوں اور قرآنِ پاک کو جہراً پڑھیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی قرآنِ پاک کے حقوق وآداب کی پوری پوری رعایت کرتے ہوئے ہی پڑھیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی بندہ جب قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خاص طور پر اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اسی لیے اکابر فرماتے ہیں کہ آدمی قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے وقت یہ تصور کرے کہ: **"میں پڑھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری تلاوت کو سن رہے ہیں اور توجہ فرمارہے ہیں"** جیسے کوئی بڑا آدمی سن رہا ہو تو آدمی کیسے اہتمام کے ساتھ حقوق وحدود اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرتا ہے، اسی طرح پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

لحنِ داودی عطا کیے ہوئے صحابی

حدیث ۱۰۰۵:-

وعن أبي موسىٰ الأشعري (رضی اللہ عنہ) أنّ رسولَ الله ﷺ قالَ لهُ: لقدْ أُوتِيتَ مِزْمَاراً مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ. (متفق عليه)

وفي رواية لمسلمٍ: أنّ رسولِ الله ﷺ قالَ لهُ: لَوْ رَأيْتَنِي وَأنَا أسْتَمِعُ لِقِراءتِكَ البَارِحَةَ.

ترجمہ:–حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: تم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کی خوش الحانی کا ایک حصہ عطا فرمایا ہے۔

افادات:–"مِزْمَار" اصل میں بنسری کو کہتے ہیں جس میں سے سریلی آواز نکلتی ہے۔ حضرت داؤد (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے خوش الحانی یعنی اچھی آواز عطا فرمائی تھی جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

زبور-جو ان پر نازل کی گئی تھی کی تلاوت کرتے تھے، اور ان کی تلاوت کی طرف تمام مخلوقات متوجہ ہوتی تھیں۔

حضرت ابو موسیٰ اَشعری (رضی اللہ عنہ) ایک صحابی ہیں، ایک مرتبہ وہ رات میں قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے، نبیِ کریم ﷺ دیر تک ان کی تلاوت کو توجہ سے سنتے رہے، دوسرے روز حضرت اَبو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کل رات تم قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے، تو مَیں اس کو خوب توجہ اور دھیان سے سن رہا تھا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت اَبو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں "لَحَبَّرْتُ تَحْبِيْرًا"، تو مَیں اور اچھا کرکے پڑھتا، یعنی آپ نے جو سنا وہ تو اچھا ہی تھا، لیکن اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ توجہ سے سن رہے ہیں تو مَیں اور زیادہ عمدہ طریقہ سے پڑھتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم کو اچھی طرح پڑھنا شریعت کی نگاہوں میں مطلوب ہے۔ اور اللہ کے کسی نیک و مقبول بندہ کو سنانے کے لیے اور اس کو مزید مسرت ہو اس کے لیے مزید اچھا کرکے پڑھنا ریامیں داخل نہیں ہے، بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی میں داخل ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور ﷺ کی تلاوت کا منظر

حدیث ۱۰۰۶:-

وعن البَرَاءِ بنِ عازِبٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ سَمِعْتُ النبيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ، فَمَا سَمِعْتُ أَحَداً أَحْسَنَ صَوْتاً مِنْهُ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبیٔ کریم ﷺ کو قراءت فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے عشاء کی نماز میں سورۂ والتین کی تلاوت فرمائی، اور آپ سے اچھی آواز والا مَیں نے کسی کو نہیں سنا۔

افادات:- حضورِ اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کمالات پورے طور پر عطا فرمائے تھے، آپ ﷺ کی آواز بھی ایسی ہی عمدہ تھی، تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ جیسی عمدہ قراءت اور کس کی ہو سکتی ہے!

بہر حال! آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی جب قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہا ہو تو اچھے سے اچھے ڈھنگ سے پڑھنے کی کوشش کرے۔ البتہ یہ لکھا ہے کہ اہلِ عشق اور گانے بجانے والے جس طرح آوازیں اور سُریں نکالتے ہیں اس سے اپنے آپ کو بچائے، اسی لیے حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ قرآن کو اہلِ عرب کے لہجہ میں پڑھو، اہلِ عشق اور گانے بجانے والوں کے لہجوں میں نہ پڑھو (مشکوٰۃ المصابیح) اس پر بھی بہت سخت وعیدات آئی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے

حدیث ۱۰۰۷:-

وعن أبي لُبَابَةَ بشير بن عبد المنذر (رضي الله عنه) أَنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرآنِ فَلَيْسَ مِنَّا. (رواه أبو داود بإسناد جيد)

معنى ((يَتَغَنَّى)): يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرآنِ.

ترجمہ:- حضرت ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ کریم کو اچھی آواز سے نہیں پڑھا؛ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

افادات:- معلوم ہوا کہ قرآنِ پاک کو پڑھنے میں اچھے طرز کی کوشش کرنی چاہیے۔ بعضوں نے "یَتَغَنَّ" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی ہو، اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت ہی کے اوپر قناعت کرے، دوسری کسی چیز کو حاصل کرنے کی طرف دھیان نہ دے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن والی نعمت عطا فرمائی، پھر دنیا کی کسی دوسری نعمت کو- جو کسی اور کو دی گئی- اپنے سے بہتر سمجھا؛ اس نے اللہ تعالیٰ کی قرآن والی نعمت کی ناقدری کی۔ اس لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک دیا ہو اس کو گویا یوں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے کہ اس کے بعد اب مجھے کسی اور نعمت کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) "مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ" کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں: "مَنْ لَمْ يَضَعِ الْقُرآنَ مَوْضِعَ غِنَآءٍ" یعنی آدمی کا مزاج اور طبیعت ایسی ہوتی ہے کہ بعض مرتبہ اس کا جی چاہتا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کہ کچھ گائے اور ترنم سے کچھ پڑھے، ایسے موقعہ پر بعض لوگ اشعار وغیرہ گاتے ہیں، تو حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو قرآنِ کریم جیسی نعمت عطا فرمائی ہے، اس لیے جب طبیعت میں ایسا کوئی تقاضہ پیدا ہو تو قرآن ہی کو اچھی آواز سے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دوسری چیزوں کو گُنگنا کر اپنا وقت اس میں لگانے کے بجائے قرآن کریم ہی میں اپنا وقت لگانا چاہیے۔

دوسرے سے قرآن سننا

حدیث ۱۰۰۸:-

وعن ابن مسعودٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ لِی النَّبِیُّ ﷺ: اقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْآنَ فقلتُ: یا رسولَ اللہ، أَقْرَأُ عَلَیْكَ، وَعَلَیْكَ أُنْزِلَ؟! قَالَ: إِنِّی أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَیْرِی. فَقَرَأْتُ عَلَیْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ، حَتّٰی جِئْتُ إِلَی هٰذِهِ الآیَة: ﴿فَكَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَی هٰؤُلَاءِ شَهِیداً﴾ قَالَ: حَسْبُكَ الآنَ. فَالْتَفَتُّ إِلَیْهِ، فَإِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ. (متفقٌ علَیْهِ)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: مجھے قرآنِ پاک پڑھ کر سناؤ۔ مَیں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مَیں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالاں کہ آپ پر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنِ پاک نازل ہوا ہے؟ (مَیں بھلا آپ کو کیا پڑھ کر سناؤں!) حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مَیں چاہتا ہوں کہ دوسرے کی زبان سے قرآنِ پاک کو سنوں۔ چناں چہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ نساء پڑھ کر سنائی۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

هٰؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾ (جس کا ترجمہ یہ ہے: کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے لیے ایک گواہ مانگیں گے، اور ہم آپ کو اے نبی! ان لوگوں کے اوپر یعنی آپ کی امت کے اوپر گواہ کے طور پر طلب کریں گے۔) تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: بس! ٹھہر جاؤ (دورانِ تلاوت تو میں نیچے دیکھ رہا تھا، حضور کے ارشاد فرمانے پر جب تلاوت پوری کر دی اور آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

افادات:- حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بڑے عمدہ قرآن پڑھنے والوں میں سے تھے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے قرآنِ پاک کو جن لوگوں سے سیکھنے کی تاکید فرمائی ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بھی ہیں۔ اور عنوان میں یہ بات بھی آئی تھی کہ اچھی آواز والے سے کبھی کبھی قرآنِ پاک سننا بھی چاہیے۔ اور اس کی وجہ لکھی ہے کہ خود پڑھنے میں آدمی کو بعض مرتبہ ایسا تدبّر و تفکّر نہیں ہوتا اور ایسی توجہ نہیں ہوتی جو دوسرے سے سننے میں ہوتی ہے، تو یہاں حضور اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے امت کو یہ طریقہ بھی سکھایا۔

ایک موقعہ کا قصہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مَیں بھی بیٹھتا تھا، وہ دونوں مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ کرتے تھے، مَیں بھی وہاں موجود ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ جب ہم وہاں سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک آدمی مسجد میں نماز کے اندر قرآنِ پاک پڑھ رہا ہے، آپ ﷺ کھڑے ہو کر سننے لگے، اور دیر تک سنتے رہے، وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) تھے۔ پھر حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آدمی یہ چاہتا ہو کہ قرآنِ کریم کو اسی طرح تر و تازہ سنے جس طرح کہ وہ نازل ہوا ہے، تو اس کو چاہیے کہ وہ ابن مسعود سے سنے (مسند احمد) خیر! حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بہترین قاریوں میں سے تھے۔

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بس! ٹھہر جاؤ" اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی سے اگر قرآنِ پاک سننے کی فرمائش کی ہو، اور وہ پڑھ رہا ہو پھر سننے والے کی طبیعت یہ چاہے کہ اب وہ پڑھنے کا سلسلہ موقوف کر دے تو اس کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ بھائی! ٹھہر جاؤ۔ اس طرح ٹھہرنے کے لیے کہنا ادب کے خلاف نہیں ہے۔ دیکھو! حضرت ابن مسعود تلاوت کر رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے بھی کہا کہ بس کرو، ٹھہر جاؤ۔

بہر حال! قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا اور دوسروں سے سننے کا اہتمام کرنا؛ یہ بھی نبی کریم ﷺ کا ایک طریقہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب الحث علیٰ سور و آیات مخصوصة

قرآنِ پاک کی بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل

قرآنِ پاک کی تلاوت کے فضائل بیان کرنے کے بعد اب قرآنِ پاک کی بعض مخصوص سورتوں اور مخصوص آیات جن کے فضائل احادیث میں آئے ہیں ان میں سے بعض کو بیان کر رہے ہیں۔

قرآنِ پاک کی سب سے بڑی سورت

حدیث ۱۰۰۹:-

عن أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بن الْمُعَلَّى (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ لی رسولُ اللهِ ﷺ: أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ قُلْتَ: لأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: أَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:— حضرت ابو سعید رافع بن معلی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تمہارے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآنِ پاک کی (فضیلت و رتبہ، عظمت و بزرگی کے اعتبار سے) جو سب سے بڑی سورت ہے؛ وہ مَیں تم کو نہ سکھلاؤں؟ پھر نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا (اور آپ چلنے لگے، یہ بھی ساتھ ساتھ چلنے لگے) جب ہم مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے (فضیلت و

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عظمت کے اعتبار سے) قرآنِ پاک کی جو سب سے بڑی سورت ہے وہ مَیں تمہیں بتاؤں گا (اب ہم مسجد سے نکل رہے ہیں؛ لہٰذا بتلایئے) چناں چہ نبیٔ کریم ﷺ نے بتلایا: وہ سورۂ الحمد شریف ہے (یہ سورت اجر و مرتبہ کے اعتبار سے قرآنِ پاک کی سب سے بڑی سورت ہے) یہی سبعِ مثانی اور القرآن العظیم ہے

افادات: بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابو سعید رافع بن معلی (رضی اللہ عنہ) نماز پڑھ رہے تھے، نبیٔ کریم ﷺ نے نام لے کر ان کو پکارا، نماز میں ہونے کی وجہ سے وہ جواب نہ دے سکے، سلام پھیرنے کے بعد جب حاضرِ خدمت ہوئے تو نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَیں نے تم کو بلایا لیکن تم نے جواب نہیں دیا؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مَیں نماز میں تھا، اس لیے جواب نہیں دیا۔ تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: قرآنِ پاک کی یہ آیت تم نے نہیں پڑھی ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال:۲۴)﴾ اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں پکاریں کسی ایسی چیز کے لیے جس میں تمہاری روحانی زندگی ہے، تو تم ان کی پکار کا جواب دو۔ گویا حضورِ اکرم ﷺ کے ارشاد کا حاصل یہ تھا کہ میرے اس پکارنے پر نماز کی حالت میں ہوتے ہوئے بھی تم کو جواب دینا چاہیے تھا۔ چناں چہ علماء نے لکھا ہے حضورِ اکرم ﷺ کی پکار اور بلاوے کا جواب دینا ضروری ہے چاہے آدمی نماز کی حالت میں ہو۔

اب نماز کی حالت میں جواب دینے سے نماز ٹوٹے گی یا نہیں؟ یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان مختلف فیہا ہے، احناف اور مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ نماز فاسد ہو جائے گی اور اس کو لوٹانی پڑے گی۔ شوافع اس طرف گئے ہیں کہ نماز فاسد بھی نہیں ہو گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

”یہی سبع مثانی اور القرآن العظیم ہے“ یہ دراصل اس آیت کی طرف اشارہ ہے﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ﴾اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان بتلاتے ہوئے نبیٔ کریم ﷺ کو فرمایا کہ ہم نے تم کو ایسی سات آیتیں دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآنِ عظیم عطا فرمایا ہے۔اس روایت میں نبیٔ کریم ﷺ نے اسی کی تشریح فرمادی کہ قرآنِ پاک میں جن آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے بطورِ احسان کے عطا فرمانے کا تذکرہ فرمایا ہے وہ سات آیتیں سورۂ فاتحہ کی ہیں۔بلکہ اپنے مضامین کی جامعیت کے اعتبار سے اس سورت کو”وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّتِيْ أُوْتِيْتُهُ“ فرمایا کہ یہ قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے، گویا پورے قرآن کا اطلاق اس سورت پر کیا گیا ہے علماء نے لکھا ہے کہ قرآنِ پاک میں جتنے بھی مضامین اور چیزیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں ان سب کا خلاصہ اجمالی طور پر اور مختصراً سورۂ فاتحہ میں آگئے ہیں۔ گویا پورا قرآنِ پاک تفصیلی قرآن ہے اور سورۂ فاتحہ اجمالی قرآن ہے۔اس سے سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ثواب کے اعتبار سے اس کا مقام بڑا اونچا ہے۔

سلسلۂ چشتیہ کا ایک معمول

اور اس کے بڑے فوائد بھی ہیں ،خاص طور پر بیماریوں سے شفا پانے کے سلسلہ میں اس کی خصوصی تاثیر ہے کہ اگر اس کو پڑھ کر کسی بیمار پر دم کیا جائے تو اس بیماری سے وہ شفا پاتا ہے۔اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حاجتیں پوری ہونے کے سلسلہ میں بھی بہت فائدہ مند ہے۔چناں چہ حضرت شیخ (نور اللہ مرقدہُ) نے لکھاہے اور ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ سلسلۂ چشتیہ کا یہ معمول ہے کہ اگر کسی کو کوئی ضرورت پیش آئے تو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان چالیس دن تک روزانہ اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ کو بسم اللہ سمیت اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم ؔ کو الحمدللہ کی الف کے ساتھ ملائے؛ تو ان شاءاللہ اس کی وہ حاجت ضرور پوری ہوگی۔

سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے

حدیث ۱۰۱۰:-

وعن أبي سعيد الخدري (رضی اللہ عنہ) أنّ رسول الله ﷺ قَالَ فِي "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

وفي روايةٍ: أن رسول الله ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ. فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رسولَ الله؟ فَقَالَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، اللهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ. (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ اخلاص کے متعلق ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر رات تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے؟ (یعنی تم میں سے کوئی آدمی یہ کر سکتا ہے کہ روزانہ تہائی قرآن پڑھے؟ ظاہر ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کہ روزانہ تہائی قرآن پڑھنا بڑا مشکل تھا) اس لیے نبیٔ کریم ﷺ کا یہ سوال اور مطالبہ حضراتِ صحابہ کو گراں گزرا (اور ہر ایک کے بس کی بات بھی نہیں ہے کہ ہر رات ایک تہائی قرآن پڑھ سکے) اس لیے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے اس کا آسان طریقہ بتلایا: "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" والی پوری سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

افادات:- ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا۔ بعضوں نے مضامین کے اعتبار سے بھی بتلایا ہے کہ قرآنِ پاک کے اندر جو مضامین بیان کئے گئے ہیں اس میں ایک بنیادی مضمون توحید کا ہے، اور وہ سورۂ اخلاص کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ اس سے اس سورت کی فضیلت معلوم ہوئی۔

حدیث ۱۰۱۱:-

وعنه: أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ: ((قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ)) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا. فَقَالَ رسول الله ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی کو پڑھتے ہوئے سنا کہ رات کو تہجد کی نماز میں ہر رکعت میں " قل ھو اللہ أحد" ہی کو پڑھ رہے تھے (بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ دوسری سورت بھی پڑھتے تھے لیکن ساتھ میں سورۂ اخلاص بھی پڑھتے تھے) تو سننے والے صحابی صبح میں نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا تذکرہ ایسے ہلکے انداز سے کیا کہ گویا اس کو معمولی اور کم سمجھا ہو۔ نبیٔ کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: (اس کو معمولی نہ سمجھو) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:– اس لیے اگر اس سورت کو تین مرتبہ پڑھ لو تو پورے ایک قرآن کا ثواب ملے گا۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ کوئی آدمی اگر سورۂ اخلاص کو بارہ مرتبہ پڑھے گا تو اس کو چار قرآن کا ثواب ملے گا۔

حدیث ۱۰۱۲:–

وعن أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَالَ فی: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ((إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) (رواہ مسلم)

ترجمہ:– حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے سورۂ قل ھواللہ اَحد کے بارے میں ارشاد فرمایا: اس کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

سورۂ اخلاص سے محبت جنت میں داخل کرائے گی

حدیث ۱۰۱۳:–

وعن أنس (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّ هٰذِهِ السُّورَةَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ. قَالَ: إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ.

(رواہ الترمذی، وقال: ((حدیث حسن)). ورواہ البخاری فی صَحِيحِهِ تعليقاً)

ترجمہ:– حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مَیں اس سورت (یعنی) "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" کو پسند کرتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات: ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کسی نے بتلایا: فلاں آدمی ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھتا ہے اور پھر سورۂ اخلاص بھی پڑھتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس آدمی کو بلا کر پوچھا: بھائی! تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا: مجھے یہ سورت بہت پیاری لگتی ہے اور بڑی محبوب ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کردے گی۔

معوذتین کی فضیلت واہمیت

حدیث ۱۰۱۴:-

وعن عقبة بن عامرٍ (رضی اللہ عنہ) أنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} وَ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: آج رات جو آیتیں نازل ہوئیں وہ تمہیں معلوم ہیں؟ ایسی آیتیں نہ دیکھی گئیں اور نہ سنی گئیں۔ اور وہ ”قل أعوذ برب الفلق“ اور ”قل أعوذ برب الناس“ ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–**”ایسی آیتیں نہ دیکھی گئیں اور نہ سنی گئیں“** یعنی تعوّذ اور شر ور و برائیوں سے اللہ کی پناہ حاصل کرنے کے معاملہ میں ان دونوں سورتوں کے مضامین ایسے بے نظیر و بے بدل ہیں کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے محسوس کیا کہ یہ سننے کے بعد بھی مجھ پر کوئی زیادہ اثر نہیں ہوا اور میں نے کوئی رسپونس (Response) نہیں دیا تو اس روز فجر کی نماز میں نبیٔ کریم ﷺ نے صرف ان ہی دونوں سورتوں کو پڑھا اور نماز کے بعد فرمایا: کیسا لگا؟ یعنی عام طور پر فجر کی نماز میں طویل قراءت کی جاتی ہے، لیکن اس روز انہی دو سورتوں پر اکتفاء فرما کر بتلا دیا کہ یہ دو سورتیں ایسی ہیں کہ جو کافی ہو سکتی ہیں۔ اس سے ان دونوں سورتوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

حدیث ۱۰۱۵:–

وعن أَبِي سَعِيدٍ الخُدرِيِّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الجَانِّ، وَعَيْنِ الإِنْسَانِ، حَتَّى نَزَلَتْ المُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا، أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا. (رواه الترمذي، وقال: حديث حسن)

ترجمہ:–حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ جنات اور انسان کی نظرِ بد وغیرہ سے مختلف کلمات اور الفاظ کے ذریعہ سے پناہ مانگتے تھے۔ لیکن جب یہ دو سورتیں (”قل أعوذ برب الفلق“ اور ”قل أعوذ برب الناس“) نازل ہوئیں تو نبیٔ کریم ﷺ نے پناہ حاصل کرنے کے لیے انہی دو سورتوں کو اختیار کر لیا، باقی سارے کلمات چھوڑ دیئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- جیسے روایتوں میں آتا ہے کہ کوئی بچہ لایا جاتا تھا تو نبی کریم ﷺ یہ کلمات پڑھتے تھے: "أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ"، احادیث میں اس کے علاوہ بھی مختلف کلمات آئے ہیں جن میں جنات، شیطان اور انسان کی نظرِ بد سے پناہ چاہی گئی ہے، لیکن تعوّذ یعنی مختلف شرور سے پناہ حاصل کرنے کے معاملہ میں یہ دونوں سورتیں ایسی جامع ہیں کہ ان کو پڑھ لینے کے بعد کسی اور کلمہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سورۂ تبارک کی فضیلت

حدیث ۱۰۱۶:-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) أنّ رسول الله ﷺ قَالَ: مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةٌ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. (رواه أبو داود والترمذي، وقال: ((حديث حسن)). وفي رواية أبي داود: ((تَشْفَعُ)).

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن پاک کے اندر ایک سورت تیس آیتوں پر مشتمل ہے، اس نے ایک آدمی کی سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کردی؛ اور وہ سورت "سورۂ تبارک الذی" ہے۔

افادات:- اس سے سورۂ تبارک کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اور نبیٔ کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: قرآنِ پاک کی یہ ایسی سورت ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے ہر امتی کے دل میں ہو، یعنی اس کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

یاد کرلے۔ سورۂ یٰسین کے متعلق بھی نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ اس لیے آدمی کو یہی کوشش کرنی چاہیے کہ سورۂ یٰسین اور سورۂ تبارک زبانی یاد کرلی جائے۔ اور حدیثِ پاک میں یہ بھی آتا ہے سورۂ تبارک کی تلاوت آدمی کو عذابِ قبر سے بچاتی ہے۔

اواخرِ سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث ۱۰۱۷:-

وعن أبي مسعودٍ البَدْرِيِّ (رضی اللہ عنہ) عن النبی ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخر سُورَةِ البَقَرَةِ فی لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

قِيلَ: كَفَتَاهُ الْمَكْرُوهَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَقِيلَ: كَفَتَاهُ مِنْ قِيامِ اللَّيْلِ.

ترجمہ:- حضرت ابو مسعود بدری انصاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سورۂ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں " آمن الرسول سے آخر تک" رات میں پڑھے گا؛ تو وہ دونوں اس کے لیے کافی ہو جائیں گی۔

افادات:- علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے **"کافی ہو جانے"** کے دو مطلب بتلائے ہیں، ایک تو یہ کہ اس رات میں ہر برائی سے حفاظت کے لیے ان دونوں آیتوں کا پڑھنا کافی ہو جائے گا۔ اور دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آیتیں قیام اللیل کی طرف سے کافی ہو جائیں گی۔ آدمی رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے، تو گویا ان دونوں آیتوں کا پڑھ لینا اس کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ

حدیث ۱۰۱۸:-

وعن أَبي هريرة (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: لَاتَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ البَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ البَقَرَةِ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبئِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

افادات:- قبرستان نہ بنانے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اپنے گھروں میں مردوں کو دفن مت کرو۔ اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جیسے قبرستان میں جو رہتے ہیں (یعنی مردے) وہ تلاوت نہیں کرتے، تو تم بھی ایسے نہ رہو کہ گھروں میں قرآنِ پاک کی تلاوت نہیں ہو رہی ہے، نمازیں نہیں پڑھی جارہی ہیں، بلکہ اس بات کی عادت ڈالو کہ اپنے گھروں میں نفل نمازوں کا اور قرآنِ پاک کی تلاوت کا اہتمام ہو رہا ہو۔ اور لکھا ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر میں جن کا اثر نہیں رہتا۔ اس روایت سے سورۂ بقرہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آیۃ الکرسی کی فضیلت

حدیث ۱۰۱۹:

وعن أُبَيِّ بنِ كَعبٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ: يَاأَبَاالْمُنْذِرِ! أَتَدرِي أيُّ آيَةٍ مِن كِتَابِ الله مَعَكَ أعْظَمُ؟ قُلْتُ: {اللهُ لَاۤ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ} فَضَرَبَ فِي صَدرِي، وقال: لِيَهْنِكَ العِلْمُ أَبَاالْمُنْذِرِ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے (جن کی کنیت ابو المنذر ہے) کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: اے ابو المنذر! تمہارے پاس قرآنِ پاک کی جو آیتیں ہیں اور قرآنِ پاک کا جو حصہ تم حفظ کئے ہوئے ہو اس میں (مرتبہ اور اجر وثواب کے اعتبار سے) سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ مَیں نے عرض کیا: اللّٰهُ لَاۤ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ (یعنی آیۃ الکرسی) تو نبی کریم ﷺ نے خوش ہو کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں علم مبارک ہو (تم نے بڑا صحیح جواب دیا)۔

افادات:- حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) بڑے اونچے درجے کے صحابی ہیں اور تمام صحابہ میں قرآنِ پاک کی قراءت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، ان کو "أَقْرَءُهُمْ أُبَيٌّ" کا لقب دیا گیا ہے، بلکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ مَیں "سورۂ لم یکن الذین" پڑھ کر تم کو سناؤں۔ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تمہارا نام لے کر کہا۔ اس پر ان کی آنکھوں میں مارے خوشی کے آنسو آگئے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ رتبہ کے اعتبار سے قرآنِ پاک کی سب سے بڑی آیت "آیۃ الکرسی" ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آیۃ الکرسی کی فضیلت بیان کرنے والے کا عجیب قصہ

حدیث ۱۰۲۰:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ: وَكَّلَنِي رسولُ الله ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فقُلتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رسولِ الله ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَبِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رسولُ الله ﷺ: يَا أَبَا هُرَيرة! مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ؟ قُلْتُ: يَا رسولَ الله! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالاً، فَرحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ. فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لقولِ رسولِ الله ﷺ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رسولِ الله ﷺ. قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ لاَ أَعُودُ، فَرحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رسولُ الله ﷺ: يَا أَبَا هُرَيرة! مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ؟ قُلْتُ: يَا رسولَ الله، شَكَا حَاجَةً وَعِيَالاً، فَرحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ. فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رسولِ الله ﷺ. وهذا آخِرُ ثَلاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لاَ تَعُودُ. فَقَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ، فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رسولُ الله ﷺ: مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ؟ قُلْتُ: يَا رسولَ الله، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ: {اللهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ} وقال لِي: لاَ يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَنْ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. فَقَالَ النبيُّ ﷺ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاثٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ. (رواہ البخاری)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اپنا قصہ سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں صدقۂ فطر کے اندر جو کھجوریں آئی تھیں اس کا ڈھیر لگا ہوا تھا جس کی نگرانی کی ذمہ داری حضورِ اکرم ﷺ نے مجھے سونپی۔ رات کے وقت میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ آیا اور اس ڈھیر میں سے لپ بھر کر کھجوریں نکالنے لگا(گویا چوری کر رہا تھا) میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ: صبح کے وقت مَیں تجھے حضورِ اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے معذرت کرنی شروع کی کہ: مَیں محتاج آدمی ہوں، میرے بال بچے ہیں، بہت ضرورتمند ہوں، مہربانی کرو اور چھوڑ دو۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: مَیں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ابوہریرہ! گزشتہ رات تمہارے اس قیدی کا کیا ہوا؟ مَیں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو گرفتار کیا تھا اور اس سے کہا کہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا، لیکن اس نے معذرت کی کہ بڑا محتاج ہوں اور بال بچے والا ہوں؛ مجھے چھوڑ دو، مجھے اس کے حال پر رحم آیا، اس لیے میں نے چھوڑ دیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا اور وہ دوبارہ چوری کرنے کے واسطے آئے گا۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے فرمادیا تو مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ چناں چہ دوسری رات میں اس کے انتظار ہی میں رہا، وہ آیا اور جو کھجوریں رکھی تھیں اس میں سے لپیں بھرنے لگا، میں نے پھر گرفتار کر لیا اور اس سے کہا: آج تو تجھے حضور ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اس نے پھر بہانے شروع کئے کہ: میں محتاج ہوں، ضرورت مند ہوں، بال بچے والا ہوں؛ مجھے چھوڑ دو، اب کبھی نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا اور میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے پوچھا: ابوہریرہ! رات میں تمہارے قیدی کا کیا معاملہ ہوا؟ مَیں نے کہا: یارسول اللہ! اس نے اپنی محتاجی اور بال بچوں کی شکایت کی، تو میں نے رحم کھایا اور چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: آج بھی جھوٹ بول کر گیا ہے، لیکن پھر آئے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ تیسری رات پھر میں نے انتظار کیا کہ جب حضور ﷺ نے فرمادیا ہے تو ضرور آئے گا۔ چناں چہ آج بھی وہ آیا اور لپیں بھرنے لگا تو مَیں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: آج تو حضور ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ یہ تیسری مرتبہ آیا ہے اور ہر وقت تو یہی کہتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا، لیکن پھر آتا ہے، اس لیے آج تو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ اس پر اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، مَیں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائیں گے۔ میں نے پوچھا: وہ کلمات کیا ہیں؟ تو اس نے کہا: جب تم بستر پر پہنچو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کی وجہ سے تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظتی دستہ بطورِ محافظ مقرر کردیا جائے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آسکے گا۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جب اس نے یہ بتلایا تو مَیں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور مَیں نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ابوہریرہ! کل رات تمہارے قیدی کا معاملہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے کہا کہ چند کلمات وہ مجھے سکھائے گا، چناں چہ اس کی بنیاد پر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: وہ کلمات کون سے ہیں جو اس نے سکھائے؟ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم رات کو بستر پر سونے جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم یہ پڑھ لوگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کے لیے ایک پہرے دار مقرر ہوگا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب نہیں آسکے گا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تھا تو وہ جھوٹا؛ لیکن یہ بات اس نے سچ کہی۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: تین دن سے روزانہ تمہارا جس سے واسطہ پڑ رہا تھا، جانتے ہو وہ کون تھا؟ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون تھا۔ تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

افادات:۔ معلوم ہوا کہ جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے۔ اور اس روایت سے آیۃ الکرسی کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دجّالی فتنوں سے حفاظت کا عمل

حدیث ۱۰۲۱:-

وعن أَبي الدرداءِ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ.

وفي رواية: ((مِنْ آخِرِ سُورَةِ الكَهْفِ)) رواهما مسلم.

ترجمہ:- حضرت ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سورۂ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرلے (دوسری روایت میں ہے کہ آخری دس آیتیں یاد کرلے، اوراس کو روزانہ صبح وشام پڑھا کرے) تو وہ دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

افادات:- ویسے راجح قول یہی ہے کہ شروع کی دس آیتیں جو یاد کرلے گا اور پڑھتا رہے گا تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ دجال الگ ہے اور اس کے فتنے الگ چیز ہیں۔ اس لیے موجودہ دور میں آدمی اس کا اہتمام کرے تو ان شاء اللہ اس کے ایمان کی حفاظت ہوگی، اور فتنوں سے بچا رہے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دو نور اور دو روشنیاں

حدیث ۱۰۲۲:-

وعن ابنِ عبَّاسٍ (رضی اللہ عنہما) بَيْنَما جبْرِيلُ (علیہ السلام) قَاعِدٌ عِنْدَ النبی ﷺ سَمِعَ نَقِيضاً مِنْ فوقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ اليَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلاَّ اليَوْمَ، فنزَلَ منهُ مَلَكٌ، فقالَ: هذا مَلَكٌ نَزَلَ إلى الأرضِ لم يَنْزِلْ قطّ إلاّ اليومَ فَسَلَّمَ وقال: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ البَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلاَّ أُعْطِيتَه. (رواہ مسلم)

((النَّقِيضُ)): الصَّوْتُ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل (علیہ السلام) بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے کھڑ کھڑاہٹ کی آواز آئی، حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے، اس سے پہلے کبھی وہ کھولا نہیں گیا تھا، اور اس میں سے ایک فرشتہ روئے زمین پر آج ہی اترا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ پھر اس فرشتے نے آکر نبیٔ کریم ﷺ کو سلام کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ان دو نوروں اور دو روشنیوں کی بشارت اور خوشخبری سن لیجئے جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے ہیں، اور آپ سے پہلے کبھی کسی نبی کو یہ دو نور اور دو روشنیاں نہیں دی گئیں۔ ایک تو سورۂ فاتحہ، اور دوسرا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں۔ ان میں ایسی دعائیں ہیں کہ ان کو جب پڑھا جائے گا تو اللہ تعالیٰ وہ عطا فرمائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ اِسۡتِحۡبَابِ الۡاِجۡتِمَاعِ عَلَى الۡقِرَاءَةِ

قرآنِ پاک کی تلاوت کے لئے جمع ہونے کا مستحب ہونا

درس وتدریس پر چار انعامات

حدیث ۱۰۲۳:-

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ مَا اجۡتَمَعَ قَوۡمٌ فِيۡ بَيۡتٍ مِنۡ بُيُوۡتِ اللهِ يَتۡلُوۡنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوۡنَهُ بَيۡنَهُمۡ اِلَّا نَزَلَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّكِيۡنَةُ وَغَشِيَتۡهُمُ الرَّحۡمَةُ وَحَفَّتۡهُمُ الۡمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيۡمَنۡ عِنۡدَهٗ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور آپس میں اس کے پڑھنے پڑھانے، درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتی ہے؛ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر سکینہ نازل ہوتا ہے، اور اللہ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس جو مجمع (فرشتوں کا) ہے اس میں اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

افادات:- یہاں گھر بول کر عام مراد ہے، چاہے وہ مسجد ہو، مدرسہ ہو، مکتب ہو، یا کوئی ایسی جگہ ہو جہاں بیٹھ کر لوگ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور سیکھتے سکھاتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

" سکینہ "کی تشریح کرتے ہوئے مختلف باتیں کہی گئی ہیں ، بعض حضرات فرماتے ہیں : یہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے ۔ بعض کہتے ہیں : یہ ایک طشت ہے جس میں انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے قلوب کو غسل دیا گیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں: اس سے مراد طمانینت وسکون کی وہ کیفیت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے قلوب پر نازل کی جاتی ہے۔

جو لوگ کہیں جمع ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں ، ان کے مختلف قسم کے اکرام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کئے گئے۔ ایک تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینہ نازل ہوا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، اور تیسرا فرشتے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں، اور سب سے بڑا اکرام یہ ہے کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کے سامنے تذکرہ کرتے ہیں، اس سے زیادہ بڑا انعام اور اکرام بندوں کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے:-

" ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے '

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

وضو کی فضیلت کا بیان

چوں کہ فضائل کا بیان چل رہا ہے، اس لیے اس باب میں وضو کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں۔ قرآنِ پاک کی ایک آیت پیش کی ہے، یہ وہ آیت ہے جس میں وضو کے اعضاء کا تذکرہ ہے اور وضو کی تفصیل بتائی گئی ہے، اس لئے علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کو یہاں ذکر کیا ہے۔

﴿یاأَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلَاۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ الخ﴾ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو، تو اپنے چہروں کو دھوؤ، اور ہاتھوں کو کہنیوں تک، اور سر کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اعضاءِ وضو چمک دار ہوں گے

حدیث ۱۰۲۴:-

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللهِ ﷺ يَقُوۡلُ: إِنَّ أُمَّتِي يُدۡعَوۡنَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيۡنَ مِنۡ آثَارِ الۡوُضُوۡءِ، فَمَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡكُمۡ أَنۡ يُّطِيۡلَ غُرَّتَهُ فَلۡيَفۡعَلۡ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی ٔکریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امّت قیامت کے روز ایسی حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کی پیشانیاں اور ان کے اعضاءِ وضو کے نشانات کی وجہ سے چمکدار ہوں گے (اس لیے) جو آدمی اپنے چمک کے نشان کو بڑا بنانا چاہے اس کو چاہئے کہ ایسا کرے۔

افادات:- چوں کہ وضو میں ہاتھ، پاؤں اور چہرہ دھویا جاتا ہے، تو وضو کے ان آثار کے نتیجہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ان اعضاء کو قیامت کے روز ایک مخصوص چمک اور نور عطا فرمائیں گے۔ یہ سارے اعضاء چمک رہے ہوں گے اور روشن ہوں گے۔

"غُرّ" اور "مُحَجَّل" دراصل ایسے گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی پیشانی بھی سفید ہو اور اس کے اگلے اور پچھلے پاؤں میں بھی سفیدی ہو، اور وہ گھوڑے بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ آدمی کو خاص اہتمام سے وضو کرنا چاہئے اور وضو میں جتنا حصہ دھویا جاتا ہے اس سے کچھ زائد حصہ دھونے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یعنی ہاتھ کہنیوں تک دھوئے جاتے ہیں، تو اس کو چاہیے کہ کہنیوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سے کچھ اوپر تک دھوئے۔اسی طرح ٹخنوں تک پاؤں دھوئے جاتے ہیں تو کچھ زیادہ اوپر تک دھوئے؛ تاکہ چمک کے نشانات بڑے ہو جائیں۔

حدیث ۱۰۲۵:-

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مؤمن کے زیور (اور اس کے لئے وہ چمکتی چیز جس سے اللہ تعالیٰ مؤمن کے اعضاء کو مزین کریں گے) اس جگہ تک پہنچیں گے جہاں تک وضو کا پانی جاتا ہے۔

اچھی طرح وضو کرنے کی فضیلت

حدیث ۱۰۲۶:-

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ

ترجمہ:- حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے، تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکلتے ہیں یہاں تک کہ ناخن کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے پانی منگوایااور باقاعدہ پورا وضو کیا،پہلے دونوں ہاتھ گٹّوں تک دھوئے،اس کے بعد چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھرپاؤں کو ٹخنوں تک تین تین مرتبہ دھویا،اس کے بعد فرمایا: حضور ﷺ کو میں نے اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔پھر نبیٔ کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جو آدمی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے،تواس کے گناہ اس کے جسم سے نکلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ناخن کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

اس لیے وضو کے اعضاء کو اچھی طرح دھونے کا اہتمام کرناچاہیے اور بڑے اطمینان اور پوری توجہ کے ساتھ وضو کرناچاہیے تاکہ جلد بازی میں کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ بعض لوگ آکر جلدی جلدی سے پانی چہرے پراور ہاتھوں پر پھیر دیتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سی مرتبہ دھوئے جانے والے اعضاء کا تھوڑاسا حصہ خشک رہ جاتاہے اور وضو نہیں ہوتا۔

البتہ اس سلسلہ میں علماء نے لکھاہے کہ وضو کی وجہ سے صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ دھلیں گے،کبیرہ گناہ تو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے،بلکہ جتنے بھی اعمالِ صالح کے نتیجے میں گناہوں کی معافی کا احادیث میں ذکر آیاہے، اس سے مراد صغائرہی ہیں ، اس لئے کہ بعض روایتوں میں "مَالَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ" کی قید آئی ہے کہ جب تک اس نے کبائر کا ارتکاب نہ کیا ہو۔اب کبائر کے معاف کرانے کے لئے توبہ ضروری ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے والد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ: مؤمن کی شان یہ ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں کبیرہ گناہ ہونے ہی نہیں چاہئیں، اس لئے کہ اس کے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جب اس سے کوئی کبیرہ گناہ صادر ہو جائے، تو جب تک کہ توبہ کرکے اور رو دھو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی نہ کروالے؛ وہاں تک اس کو چین ہی نہ آئے؛ اس لئے اس کے نامۂ اعمال میں کبائر ہوتے ہی نہیں۔ہاں! صغائر نادانستہ طور پر وجود میں آجاتے ہیں اور اس کو خیال بھی نہیں ہوتا، تو ایسے گناہ اس طرح کے اعمال سے دُھل جاتے اور صاف ہو جاتے ہیں

حدیث ۱۰۲۷:-

وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوْئِي هٰذَا .ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً.

ترجمہ:- حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح وضو فرمایا جیسا مَیں نے وضو کیا (جیساکہ ابھی اوپر بتلایا کہ انہوں نے پانی منگواکر باقاعدہ سنّت طریقہ کے مطابق وضو کرکے لوگوں کو بتلایا) اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اس طرح وضو کیا اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، اور اس کا اس وضو کے ذریعہ نماز پڑھنا اور مسجد تک چل کر جانا؛ یہ زائد رہے گا۔

افادات:- یعنی گناہ تو وضو سے ہی معاف ہو گئے اور نماز پڑھنا اور مسجد تک چل کر جانا گویا نفع میں رہے گا اور یہ اعمال مزید درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۰۲۸:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ(رضی اللہ عنہ)أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - أَوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ)) رواہ مسلم

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان یا مؤمن بندہ وضو کرتا ہے اور وضو میں اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ جس کی طرف اس نے اپنی آنکھوں کے ذریعہ سے نگاہ کی تھی (یعنی آنکھوں سے صادر ہوئے تھے) پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ڈھل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر کئے تھے، پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ۔ اور جب پاؤں دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جس کی طرف پاؤں چل کر گئے تھے وہ سارے گناہ ڈھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوتا ہے (یعنی ظاہری پاکی بھی ملتی ہے اور گناہوں سے روحانی پاکی بھی حاصل ہو جاتی ہے)

افادات:- امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور بعض دوسرے اللہ کے بندے ایسے بھی گزرے ہیں جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ لوگوں کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو وضو کے گرنے والے پانی سے ان کو پتہ چل جاتا تھا کہ اس سے فلاں فلاں گناہ صادر ہوئے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور ﷺ امتیوں کو قیامت میں کیسے پہچانیں گے؟

حدیث ۱۰۲۹:-

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ :اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ. وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا. قالوا: أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَارسول الله؟ قَالَ: أَنْتُمْ أَصْحَابِي،وَإِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ. قالوا : كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسولَ الله؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ،أَلا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قالوا : بَلَى يَارسول الله . قَالَ : فَإِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوءِ، وأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

ترجمہ مع تشریح: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں تشریف لائے اور قبرستان میں داخل ہوتے وقت آپ نے یہ دعا پڑھی: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ" (جب قبرستان میں داخل ہوں تو یہی دعا پڑھنی چاہیے، جس کا ترجمہ ہے کہ تم پر سلامتی ہو اے ایمان والوں کی بستی، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں) حضور اکرم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: میری دلی خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے (جب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا) تو حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم تو میرے صحابہ اور ساتھی ہو، ہمارے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے ہیں، بعد میں آئیں گے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے جو امتی ابھی تک دنیا میں تشریف نہیں لائے اور جن کو آپ نے اپنی مبارک آنکھوں سے نہیں دیکھا، قیامت میں آپ ان لوگوں کو دوسری امتوں کے درمیان میں کیسے پہچانیں گے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا بتلاؤ! اگر کسی آدمی کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانی اور پاؤں سفید

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہوں اور وہ ایسے گھوڑوں کے درمیان میں ہوں جو پورے سیاہ ہوں، یا ایک ہی رنگ کے ہوں (یعنی ان کی پیشانیوں اور پاؤں کے رنگ میں سفیدی نہ ہو) تو وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لے گا یا نہیں ؟ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (جب نشانی موجود ہے تو پھر ضرور پہچان لے گا) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امّت کے جو لوگ ہوں گے ان کے وضو کے نتیجے میں ان کے چہروں اور ان کے ہاتھوں پاؤں پر روشنی ہوگی اور وہ روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ، پاؤں لے کر آئیں گے، مَیں ان کو پہچان لوں گا کہ یہ میری امّت کے لوگ ہیں اور مَیں ان سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچوں گا (تاکہ ان کے لئے پانی کا انتظام کروں)۔

افادات:- موت تو ہر ایک کو آنے والی ہے، پھر ان شاء اللہ کہنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ تو اصل میں ایمان کے ساتھ موت آنے کی تو کوئی گارنٹی نہیں دی جاسکتی، اس لیے یہ جملہ بڑھایا کہ ان شاء اللہ ایمان پر موت آئے گی اور اللہ تعالیٰ نے اگر چاہا تو ہم تم لوگوں سے ملنے والے ہیں۔

”فَرَط“ جب کوئی قافلہ سفر میں جاتا ہے تو قافلہ والے جہاں آگے پڑاؤ ڈالنے والے ہوتے ہیں اس جگہ پر پہنچنے سے پہلے کچھ لوگوں کو پہلے سے بھیج دیا جاتا ہے، تاکہ وہ قافلہ کے پڑاؤ کے لئے قیام وغیرہ کی سہولتیں مہیا کریں۔ قافلہ والوں کے لئے آگے سے جاکر جو انتظام کرتے ہیں؛ ان کو فرط کہتے ہیں، جیسے ٹور کے جانے سے پہلے اس کا آرگنائزر (Organiser) وہاں جاکر مکان اور ساری سہولتوں کا انتظام کرلیتا ہے کہ ٹور کے آتے ہی ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ناپسندیدہ حالات میں اچھی طرح وضو کرنے کی فضیلت

حدیث ۱۰۳۰:-

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قالوا: بَلَى يَا رسول الله، قَالَ: إِسْبَاغُ الوُضُوءِ عَلَى المَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الخُطَا إِلَى المَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتے ہیں، اور درجات کو بلند کرتے ہیں؟ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (ضرور بتلایئے) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناپسندیدہ حالات میں وضو کو پورے پورے طور پر کرنا، اور مسجد کی طرف خوب قدموں کا اٹھانا (یعنی پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد کی طرف جانا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا؛ یہی ہے سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی، یہی ہے سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی۔

افادات:- ”اسباغ“ کا مطلب یہ ہے کہ تمام اعضاء پر پورے طور پر پانی پہنچانا اور اچھی طرح وضو کرنا۔ مثلاً: سردی کے زمانہ میں ٹھنڈا پانی ہو اور وضو کرنے کا موقعہ آئے تو آدمی کو ذرا بھاری معلوم ہوتا ہے، لیکن اس وقت بھی آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اس اجر وثواب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند کئے جانے والے ان درجات کی امید میں پورے اطمینان کے ساتھ اچھے طریقہ سے اعضاء کو دھوئے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یا تو نوافل کے بعد فرائض کا انتظار کرنا، یا ایک فرض نماز کے بعد دوسری فرض نماز کا انتظار کرنا کہ کب وقت آئے اور میں فرض ادا کروں۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ سات آدمی اللہ کے سائے میں ہوں گے جس روز اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس میں ایک وہ آدمی ہے جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو کہ نماز سے جب لوٹتا ہے تو دل مسجد ہی میں اٹکا رہتا ہے کہ دوسری نماز کا وقت کب آئے اور میں مسجد پہنچوں۔

بورڈر کی حفاظت اور سیکورٹی کے لیے فوج رکھی جاتی ہے جو وہاں ڈیوٹی دیتی ہے؛ اس کو "رباط" کہتے ہیں۔ گویا یہ اعمال وہ ہیں جو دشمن اور شیطان کی طرف سے کئے جانے والے حملے سے بچاؤ اور حفاظت کا سبب بنتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ہمیشہ باوضو رہتا ہے؛ شیطان اس پر حملہ نہیں کر سکتا، اس لئے ہمیشہ باوضو رہنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اور نمازوں کا دلی طور پر انتظار رہے اور مسجد کی طرف چل کر جانے کا اہتمام ہو۔ یہ تینوں اعمال وہ ہیں جن کو "رباط" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا ان اعمال کو شیطان کی طرف سے کئے جانے والے حملے سے بچاؤ اور حفاظت میں بڑا دخل ہے۔

پاکی آدھا ایمان ہے

حدیث ۱۰۳۱:-

وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:– حضرت ابومالک اشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پاکی آدھا ایمان ہے۔

افادات:– یہ روایت صبر کے بیان میں (جلد اول، ص:۲۴۳، ۲۴۲ پر بھی) گزر چکی ہے۔ اس جملہ کی ایک تشریح یہ بھی کی گئی ہے کہ اعمال کے دو درجے ہیں، ایک تخلیہ۔ دوسرا تحلیہ۔ جیسے: آپ غسل کریں تو اس کا ایک درجہ تو میل کچیل کو صاف کرنا ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد دوسرا درجہ خوشبو وغیرہ استعمال کرکے اپنے آپ کو مزیّن کرنا ہوتا ہے۔ تو ہر عمل میں پاکی کا اہتمام یہ آدھا عمل اور پہلا درجہ ہوا کرتا ہے، اسی لئے اس کو شطر الایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں

حدیث ۱۰۳۲:-

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. (رواہ مسلم)

وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ :- أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

ترجمہ مع تشریح وافادات:– یہ روایت مسلم شریف (باب الذِّكرِ الْمُسْتَحَبِّ عِقبَ الْوُضُوءِ) میں ہے، وہاں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس کو انہوں نے یہاں بیان نہیں کیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اونٹوں کو چرانے کے لئے ہم کئی لوگ ہوتے تھے، ہر ایک کی باری مقرر کردی گئی تھی کہ سب کی طرف سے ایک چرائے اور دوسرے لوگ اپنے کام میں مشغول رہیں۔ ایک مرتبہ اونٹوں کی چرانے کی میری باری تھی، شام کو سارے اونٹوں کو چرا کر میں گھر پہنچا اور اونٹوں کو چھوڑ کر سیدھا مسجد گیا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت کچھ ارشاد فرمارہے تھے، اس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی وضو کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء کے طور پر ادا کرے، اس کے لئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ جب میں مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو حضور اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد میں نے سنا اس پر مَیں بول پڑا: "مَا أَجْوَدَ هَذِهِ" یہ تو بہت عمدہ بات ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو پیچھے سے کسی کی آواز آئی: "الَّتِي قَبْلَهَا أَجْوَدُ" اس سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ اور زیادہ عمدہ اور بڑھیا تھی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ بات کہنے والے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ پھر انھوں نے کہا: تم ابھی آئے ہو، اس سے پہلے جو بات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ تم نے نہیں سنی، اور وہ بات یہی ہے جس کو اس روایت میں نقل کیا ہے کہ) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھے طریقہ سے وضو کرتا ہے، پھر کلمۂ شہادت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" پڑھتا ہے، تو جنّت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دئے جاتے ہیں، جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

افادات:- چھوٹا سا عمل ہے، وہاں تو دو رکعت پڑھنے کی بات تھی لیکن یہاں تو دو رکعت پڑھے بغیر صرف وضو کر کے کلمۂ شہادت پڑھ لینے پر یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ جنّت کے آٹھوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دروازے کھول دئے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس لئے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اس سے پہلے والی بات اس سے بھی بڑھیا اور عمدہ تھی۔

ترمذی شریف کی روایت میں یہ ہے کہ کلمۂ شہادت کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھ لے: "أَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَھِرِيْنَ" اے اللہ! مجھے زیادہ سے زیادہ تیری طرف رجوع ہونے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔ یہ ظاہری پاکی ہے اور توبہ روحانی اور باطنی پاکی ہے۔ اس سے وضو کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضلِ الْأَذَانِ

اذان کی فضیلت کا بیان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟

نبی کریم ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اس وقت پنج وقتہ نمازوں کے لیے بلانے کے واسطے کوئی مستقل نظام نہیں تھا، نماز کے اوقات میں لوگ اپنے طور پر اندازہ لگا کر مسجد میں حاضر ہوجایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح آنے میں بڑی دشواری تھی، کوئی بہت جلدی پہنچ گیا تو اس کو دیر تک انتظار رہتا تھا اور کوئی نماز ہوجانے کے بعد پہنچتا تھا، اس کی وجہ سے پریشانی لاحق ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اس سلسلہ میں مشورہ کے لئے جمع ہوئے کہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کی جائے کہ لوگ نماز کے وقت پر اس طرح پہنچیں کہ کسی کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو، اس مشورہ میں مختلف تجاویز سامنے آئیں کسی نے کہا: آگ جلادی جائے جس کو دیکھ کر لوگ آجایا کریں اس پر یہ بات آئی کہ آگ تو آتش پرستوں کا شعار ہے، وہ اس کی پوجا کرتے ہیں، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

کسی نے کہا: ناقوس بجادیا کریں۔ ناقوس کا مطلب یہ ہے کہ دو لکڑیاں ہوتی ہیں، ایک لمبی اور دوسری چھوٹی؛ اور چھوٹی والی لکڑی کو بڑی لکڑی پر مار کر بجایا جاتا ہے جس سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب ناقوس والی تجویز رکھی گئی تو نصاریٰ کا تذکرہ آیا کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ اور علامت ہے، وہ اپنے یہاں عبادت کے واسطے جمع کرنے کے لئے اسی کو استعمال کرتے ہیں، اگر ہم اس کو استعمال کریں گے تو ان کے ساتھ تشبہ لازم آئے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کسی نے کہا: سینگ کو منھ لگا کر اس سے آواز نکالی جائے۔ جب یہ تجویز پیش کی گئی تو یہودیوں کا تذکرہ آیا کہ یہودیوں کے وہاں عبادت کے واسطے بلانے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، ان سے مشابہت لازم آئے گی۔

اخیر میں حضرت عمر(رضی اللہ عنہ) نے یہ تجویز پیش کی کہ ایسا کیوں نہ کریں کہ ایک آدمی کو بھیج دیا جائے جو لوگوں کو نماز کے وقت بلالیا کرے، چناں چہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ آپ ایسا کیا کریں کہ ’’اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ‘‘ کے الفاظ سے اعلان کر دیا کریں۔ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) جگہ جگہ گھوم کر اس طرح لوگوں کو بلالیا کرتے تھے، لیکن پانچ وقت اس طرح کرنے میں ان کے لئے بڑی دشواری تھی۔ اس مجلس میں ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود تھے، ان کی طبیعت پر اس کا بڑا اثر ہوا اور وہ اس بارے میں بہت متفکر رہے کہ اس کے لئے کوئی مناسب تدبیر اللہ تعالیٰ ذہن میں ڈال دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قانون و دستور ہے کہ جب کوئی آدمی کسی بات کی فکر اوڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی کو اس کا ذریعہ بنادیا کرتے ہیں، اگرچہ کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں ان کو ایک فرشتہ دکھلایا جو ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اذان کے وہ کلمات کہے جو ہم سب جانتے ہیں کہ پہلے چار مرتبہ ’’أَللّٰهُ أَكْبَر‘‘ پھر دو مرتبہ ’’أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا الله‘‘ پھر دو مرتبہ ’’أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله‘‘ اس طرح پوری اذان دیکھی۔ جب وہ سو کر اٹھے تو بڑے خوش تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر انہوں نے خواب سنایا کہ اللہ کے رسول! میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ دوسرے حضرات نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا جنہوں نے آکر بیان کیا۔ نبی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کریم ﷺ نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: تم یہ کلمات اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر کہہ دیا کرو؛ اس طرح اذان کی شروعات ہوئی۔ اور اذان دینا بڑا نیکی کا کام ہے، اذان کو اسلامی شعار قرار دیا گیا ہے۔ اس باب میں اس کی فضیلت بتلاتے ہیں۔

اذان کا ثواب حاصل کرنے کے واسطے قرعہ اندازی

حدیث ۱۰۳۳ :-

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ. وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ. وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے میں اور پہلی صف میں نماز پڑھنے میں کیا فضیلت ہے، اور پھر ان کو ان دو کاموں کے لیے قرعہ اندازی اور چِٹھی ڈالنے اور ڈرو (Draw) کرنے کی ضرورت پیش آئے؛ تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ جلدی سے نماز میں حاضری کی کیا فضیلت ہے؛ تو لوگ دوڑتے ہوئے اور سبقت کرتے ہوئے مسجد میں آئیں گے۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کیا فضیلت ہے تو اس میں حاضری دینے کے واسطے لوگ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے مسجد میں آئیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- اذان اور پہلی صف کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ اگر اس کے ثواب کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے یکبارگی اتنے زیادہ لوگ آجائیں گے کہ ان کو مطمئن کرنے کے لئے سوائے قرعہ اندازی کے کوئی اور طریقہ اختیار نہ کیا جائے گا۔ اس لئے کہ کسی چیز کے کئی طلبگار ہوں اور وہ چیز سب کو مل نہ سکتی ہو، تو سب کو اطمینان دلانے کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ قرعہ اندازی کرو، جس کا نام نکلے گا اس کو دیں گے، پھر جس کا نام نہیں نکلتا تو وہ اپنی قسمت پر روتا ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جلدی سے نماز میں حاضری کی کیا فضیلت ہے، یہ معلوم ہو جائے؛ تو لوگ دوڑتے ہوئے آئیں۔ لیکن آج تو ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ نماز کے معاملہ میں بہت سستی برتتے ہیں، اگر کبھی جلدی آ بھی جاتے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تو بہت دیر ہے، تو وضو کر کے باہر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اور صحن میں باتیں کرتے رہتے ہیں، جماعت خانہ میں آکر دو رکعت پڑھنے کی یا تسبیح میں مشغول ہونے کی توفیق نہیں ہوتی، گویا جلدی آکر افسوس ہوتا ہے کہ ہم اتنی جلدی کیوں آگئے۔ ایسا ہمارا جو مزاج بنا ہوا ہے اس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

اور عام طور پر لوگ عشاء اور فجر میں سستی کرتے ہیں اس لیے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: عشاء اور فجر کی نماز کی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے مسجد میں آئیں۔

بہر حال! اس روایت میں سب سے پہلے اذان کی فضیلت کا حال معلوم ہوا، اسی کے پیشِ نظر اس باب میں ذکر کی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قیامت کے روز موذنوں کا اعزاز

حدیث ۱۰۳۴:-

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ (رضي الله عنه) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ:- حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبیٔ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اذان دینے والے قیامت کے روز لوگوں میں سب سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔

افادات:- جو آدمی اونچا ہوتا ہے، وہ کسی چیز کو اچھے طریقہ سے دیکھ سکتا ہے اور اس کو دیکھ کر اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ گویا یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اذان دینے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا نظارہ سب سے زیادہ اچھی طرح کر سکیں گے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھانے کا دوسروں کے مقابلہ میں ان کو زیادہ موقعہ ملے گا

بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے روز گرمی کی شدّت اور تکلیف کا یہ عالم ہوگا کہ لوگوں کو پسینہ آئے گا، کسی کا پسینہ اس کے منھ تک پہنچا ہوا ہوگا، گویا پسینے نے اس کو لگام دے رکھی ہوگی۔ لیکن اذان دینے والے اونچی گردن والے ہوں گے، تو گویا ان کو وہ تکلیف نہیں ہوگی اور ان کا پسینہ ان کی گردنوں کے اونچا ہونے کی وجہ سے منھ تک نہیں پہنچ پائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بلند آواز سے اذان دینا پسندیدہ ہے

حدیث ۱۰۳۵:-

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ .

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے ان سے کہا: میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو (یعنی تم کو بکریوں سے محبت ہے بکریاں پالتے ہو اور ان کو چرانے کے لئے جنگل میں قیام اختیار کرتے ہو۔ اب ظاہر ہے کہ جنگل میں رہو گے تو نماز بھی وہیں پڑھنے کی نوبت آئے گی) تو جب تم اپنی بکریاں چرا رہے ہو اور نماز کا وقت آئے تو نماز کے لئے اذان دو، اور اپنی آواز کو بلند کرو، اس لئے کہ مؤذن کی آواز کی گونج کو جو کوئی بھی سنتا ہے، چاہے جنّات ہوں، انسان ہوں؛ یا اور کوئی بھی چیز ہو؛ وہ سب قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دیں گی۔ حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے یہ ارشاد فرمانے کے بعد کہا: مَیں نے یہ ارشاد نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ اذان کو جتنی زیادہ بلند آواز سے دے سکتے ہوں دینی چاہیے؛ یہ پسندیدہ اور مطلوب ہے۔ اور جس کے بھی کان میں مؤذن کی آواز خواہی نخواہی پڑے گی، وہ سب لوگ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دیں گے، چاہے ان کا جی چاہے یا نہ چاہے کہ: اے اللہ!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس بندے نے تیرا نام بلند کیا تھا اور تیرے بندوں کو تیری عبادت کے لئے دعوت دی تھی۔ اس روایت سے اذان کی بہت ہی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔

اذان سے شیطان بھاگتا ہے

حدیث ۱۰۳۶:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ. فَإِذَا

قُضِيَ النِّدَآءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُوْلُ أُذْكُرْ كَذَا، وَاذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِيْ كَمْ صَلَّى.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر زور سے ریح نکالتے ہوئے بھاگتا ہے، پھر جب اذان پوری ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے، یہاں تک کہ جب نماز کی تکبیر (اقامت) کہی جاتی ہے (تو چوں کہ یہ بھی اذان ہی کا حصہ ہے) اس لیے پھر سے وہ بھاگتا ہے یہاں تک کہ جب اقامت پوری ہوجاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے، اور آدمی جب نماز شروع کرتا ہے تو اس کے دل اور نماز کے درمیان میں آڑ بن جاتا ہے، چناں چہ آکر وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ فلاں چیز یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو، اور وہ باتیں جو نماز سے پہلے اس کو کبھی یاد بھی نہیں آتی تھیں، وہ باتیں یاد دلاتا ہے، یہاں تک کہ آدمی کو یہ یاد بھی نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:-جیسا کہ اوپر بتلایا کہ جس کے کان میں بھی اذان کی آواز پڑے گی اس کو قیامت کے روز اذان دینے والے کے حق میں گواہی دینی پڑے گی۔ بھلا شیطان اس چیز کو کیسے گوارا کر سکتا ہے؟ جس چیز کے خلاف وہ ہمیشہ کوشش کرتا ہو اسی کے بارے میں مجبوراً گواہ بن کر جانا پڑے؛ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ اس لئے جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ اور اس پر اذان کا ایسا بوجھ پڑتا ہے کہ زور سے ہوا نکل جاتی ہے، جیسے کبھی کوئی آدمی زیادہ وزنی چیز اٹھالیتا ہے تو اس کی ریح خارج ہو جاتی ہے، اسی طرح شیطان کی طبیعت پر بھی اذان کا اتنا بوجھ پڑتا ہے کہ اس کی ریح خارج ہو جاتی ہے، اور اتنا دور چلا جاتا ہے کہ اس کو اذان کی آواز نہ آئے تاکہ قیامت کے روز اس کو گواہی دینی نہ پڑے۔ پھر نماز کے وقت آکر نمازی کے دل میں ایسے ایسے وسوسے ڈالتا ہے گویا کیسٹ چلتی رہتی ہے، حالاں کہ نماز سے پہلے اپنے کام میں مشغول تھا تب بھی کبھی ادھر دھیان نہیں گیا تھا، لیکن جہاں نماز شروع کی کہ سارے دن کی چیزیں اور ساری باتیں شیطان یاد دلاتا ہے، یہاں تک کہ آدمی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی۔

دو رکعت تو پوری کرلیتا

امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا: حضرت! میں نے ایک جگہ پر دراہم کی تھیلی دفن کی ہے، لیکن اب بھول گیا ہوں کہ وہ جگہ کونسی ہے، کوئی علاج بتلایئے تاکہ جگہ یاد آجائے؟ امام صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: ایسا کرو کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز کی نیت باندھ لو، اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

خوب توجہ اور دھیان سے نماز پڑھنا۔ چناں چہ اس نے جیسے ہی وضو کرکے نماز کی نیت باندھی کہ شیطان نے اس کو جگہ یاد دلادی۔ اب اس نے نماز بھی توڑ دی اور آکر شکریہ ادا کیا۔ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: اللہ کے بندے! وہ دو رکعت تو پوری کرلیتا۔

میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو

حدیث ۱۰۳۷:-

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (رضی اللہ عنہما) أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ . فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبیٔ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم اذان کی آواز سنو تو موذن جو کلمات کہے وہی تم بھی کہو (یعنی موذن نے کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر، تو آپ بھی اسی طرح اللہ اکبر اللہ اکبر کہو) اس کے بعد میرے اوپر درود بھیجو، پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو، یہ جنّت میں ایک اونچا درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی کو ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ بندہ جس کو یہ مقام دیا جائے گا وہ میں ہی ہوں۔ اس لیے جو میرے لئے وسیلے کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت ضروری اور واجب ہو جائے گی (یعنی قیامت کے روز میں اس کی سفارش کروں گا۔)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اذان کا جواب کیا دیا جائے؟

افادات:-" موٴذن جو کلمات کہے وہی تم بھی کہو" اس سے علماء نے یہ بتلایا کہ اس نے جہاں پہلے دو کلمے کہے اور خاموش ہوا، تو آپ بھی وہی کہہ دیجئے، اسی طرح ساتھ ساتھ جواب کا سلسلہ چلتا رہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر وہ آگے بڑھ گیا تو جواب نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر جواب دینے کا خیال نہیں رہا اور جواب دینا بھول گئے، پھر درمیانِ اذان خیال آیا تو شروع سے جو کلمات کہے گئے ہیں ان کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

اس روایت میں ہے **"موٴذن جو کلمات کہے جواب میں وہی کلمات کہتے جاؤ"** اس کا تو تقاضہ یہ ہے کہ جب موٴذن "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ" کہے، تو ہمیں بھی "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ" ہی کہنا چاہیے اور جب "حَيَّ عَلَى الفلاح" کہے تو ہمیں بھی "حَيَّ عَلَى الفلاح" ہی کہنا چاہیے؛ لیکن دوسری روایتوں میں یہ آتا ہے کہ جب موٴذن "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ" اور "حَيَّ عَلَى الفلاح" کہے تو آدمی کو بجائے "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ" اور "حَيَّ عَلَى الفلاح" کے "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم" کہنا چاہیے۔ دونوں روایتوں سے بظاہر الگ الگ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کے جواب میں بعضوں نے کہا کہ: کبھی یہ کہے، اور کبھی وہ کہے، یعنی کبھی "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ" کے جواب میں "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ" کہے، اور کبھی "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم" کہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ دونوں کہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک اشکال اور اس کا جواب

اب "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" کے جواب میں "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" ہی کہنے پر ایک اشکال ہوتا ہے، اس لیے کہ "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" کا مطلب تو ہوتا ہے کہ "آؤ نماز کے لئے" تو جیسے ایک آدمی ہمیں کہے: "آؤ نماز کے لئے" اور اس کے جواب میں ہم بھی کہیں: "آؤ نماز کے لئے" تو یہ جواب نہیں ہوتا بلکہ مذاق کی سی شکل ہو جاتی ہے۔

اس کا جواب دیا گیا ہے کہ وہ جو ہمیں کہتا ہے " آؤ نماز کے لئے " اس کی دو شکلیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جیسے کوئی بلانے کے لئے آتا ہے اور کہتا ہے کہ "چلیئے"۔ جب بلانے والا "چلیئے" کہتا ہے تو سامنے والا بھی کہتا ہے کہ "چلیئے" اور چلنا شروع کر دیتا ہے۔ اور دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ وہ آپ کو کہہ رہا ہے "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" "چلیئے نماز کے واسطے"۔ اور آپ اپنے جی میں کہہ رہے ہیں اور اپنے نفس کو خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" "چل نماز کے واسطے اُٹھ"۔ گویا مؤذن نے ہمیں خطاب کیا اور ہم اپنے نفس کو خطاب کریں؛ تو اس صورت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہے گا۔

اور جس روایت میں "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کہنا آیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی کے اندر گناہ سے بچنے کی قوت نہیں، اور کسی بھی عبادت کو کرنے کی طاقت نہیں، جب تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نہ دی جائے۔ گویا یہاں مؤذن کی طرف سے کہا جا رہا ہے: "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" نماز کے لئے آؤ۔ تو جواب میں یہ کلمات کہے جا رہے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک بہت اونچا عمل ہے، جب تک اللہ تعالیٰ اس کی توفیق نہ دے وہاں تک کسی آدمی کے بس کا کام نہیں ہے۔ گویا ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق طلب کرتے ہیں، اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی اُمت سے ایک فرمائش

حضور اکرم ﷺ ہم سے فرمارہے ہیں کہ میرے لئے وسیلہ مانگو۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب عارفی (نور اللہ مرقدہٗ) جو حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے خلفاء میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ: حضور اکرم ﷺ کے ہم پر بڑے احسانات ہیں آپ ہی کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان عطا فرمایا، اور ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے توسّل سے امّت کو عطا فرمائی ہیں، اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی امّت سے کبھی اپنے لئے ایسا کوئی کام نہیں کہا کہ میرے واسطے فلاں کام کرلو، سوائے ایک چیز کے؛ کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو؛ اور ہم اس میں بھی کوتاہی کریں جس کے صدقہ و طفیل ہمیں سب کچھ ملا، اس کے لئے ہم اتنا بھی کرنے کے روادار نہ ہوں؛ تو اس سے زیادہ بے مروّتی اور کیا ہوسکتی ہے؟ اس لئے اذان کی آواز سننے کے بعد اذان کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ اذان پوری ہونے پر اس دعا کو پڑھنے کا ضرور اہتمام کیا جائے۔ اور پھر اس میں ہمارا ہی بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا؛ اس کے لئے میری شفاعت ضروری اور واجب ہوجائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مقامِ وسیلہ، ایک نکتہ

"وسیلہ" وہی مقام ہے جس کے ملنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبیٔ کریم ﷺ کو شفاعت کا اختیار دیا جائے گا، جب کسی نے آپ ﷺ کے لیے اس مقام کے ملنے کی دعا کی، تو ظاہر ہے آپ ﷺ اس کے لئے ضرور شفاعت فرمائیں گے۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام حضورِ اکرم ﷺ کے لیے ہی تجویز کیا ہے، لیکن جب ہم ہمارے استاذِ محترم حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم کے پاس ابوداؤد شریف پڑھتے تھے اس وقت حضرت نے ایک بات ارشاد فرمائی تھی جو اس وقت سے مجھے یاد رہ گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ: دیکھئے! اصل تو یہ مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ ہی کی قسمت میں لکھا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے ایک شرط لگائی گئی ہے کہ جس کے لئے اس مرتبہ کو مانگنے والے اتنی تعداد میں ہوں گے، انہی کو یہ مقام دیا جائے گا، گویا جس کو اتنے ووٹ ملیں گے اسی کو یہ مقام ومنصب ملے گا۔ ویسے بھی امّتِ محمدیہ کی تعداد دوسری امتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے، پھر جب کہ دن میں پانچ مرتبہ اذان دی جاتی ہے تو ہر اذان کو سن کر اس امّت کے افراد آپ ﷺ کے لیے روزانہ پانچ مرتبہ یہ مقام ملنے کی دعا کرتے رہیں گے، تو ظاہر ہے آپ ﷺ کے لیے اس مرتبہ کی دعا کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ ہی کے لیے یہ مقام مقدّر فرمایا ہے، لیکن ظاہری طور پر جو سبب رکھا اس کو اختیار کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لئے وسیلہ مانگو، اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچنے پر نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ تو اس مقام کے ملنے میں جس نے بھی اپنی دعا لگائی ہو گی، حضور اکرم ﷺ اس کی سفارش ضرور فرمائیں گے، جیسے آپ کسی کو چن کر پارلیمنٹ میں بھیجیں، تو وہ آپ کا بھی کام کرتا ہے کہ اس نے ہم کو ووٹ دیا تھا تو اس کا یہ کام کر دو۔ خیر! یہ تو صرف ایک نکتہ کی بات ہے۔

اذان کے جواب کی حیثیت کیا ہے؟

حدیث ۱۰۳۸:-

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ.

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اذان کی آواز سنو تو جس طرح مؤذن کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔

افادات:- چوں کہ "قُوْلُوْا" امر کا صیغہ ہے، اس لیے اذان کا جواب دینا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ واجب ہے، سنّت ہے، یا مستحب؟ احناف میں سے مشائخ کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اذان کا جواب دینا واجب اور ضروری ہے، لیکن علامہ شامی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس پر بحث و تحقیق کرنے کے بعد آخری بات لکھی ہے کہ اذان کے جواب دو طرح دیئے جاتے ہیں، ایک تو زبانی، اور ایک عملی۔ اذان کا عملی جواب دینا تو ضروری ہے۔ اذان دینے والا اذان کے ذریعہ آپ کو اللہ کے گھر میں بلا رہا ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آجاؤ، اور مسجد میں آکر نماز ادا کرلو۔ گویا مسجد کی طرف چلنا عملی جواب ہے، اور یہ واجب اور ضروری ہے۔ اور زبان سے جواب دینا سنّت و مستحب کا درجہ رکھتا ہے۔

کون شفاعت کا محتاج نہیں؟

حدیث ۱۰۳۹:-

وَعَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ : مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ : أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّه؛ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اذان کی آواز سن کر یہ دعا پڑھی: أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا نِالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِالَّذِيْ وَعَدْتَّه، (حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں) قیامت کے روز اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہو جائے گی

افادات: اذان کا جواب دینے پر یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت حاصل ہوتی ہو۔ اور ہم میں سے کون ہے جو آپ کی شفاعت کا محتاج نہ ہو؟ اس لئے یہ بہت آسان طریقہ ہے، اس کی عادت بنالو کہ جہاں اذان کی آواز سنو، فوراً جواب دینے میں مشغول ہو جاؤ اور آخر میں یہ دعا بھی پڑھنے کا اہتمام کرو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک چھوٹا سا عمل؛ اور گناہ معاف

حدیث ۱۰۴۰:-

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبّاً، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً، وَبِالْإِسْلَامِ دِيناً، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت سعد بن أبي وقاص (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنے اور اس پر یہ کہے: "أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللهِ رَبّاً، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْناً" تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

افادات:- دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤذن جب "أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله" کہے، تو اس کے جواب میں "أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله" کہے، پھر یہ کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللهِ رَبّاً، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْناً"

بہت چھوٹا سا عمل ہے اور اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک چھوٹے سے رسالہ میں ایسے چھوٹے چھوٹے اعمال جمع کئے ہیں جن پر احادیث میں سارے گناہوں کے معاف ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے اور ان کو شائع کیا ہے، اُسی میں ایک عمل یہ بھی ہے، اس کی بھی عادت بنالو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

یہ دربار کھلنے کا وقت ہے

حدیث ۱۰۴۱:-

وَعَنْ أَنَسٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا رَد نہیں کی جاتی۔

افادات:- یہ بھی ایک اہم فضیلت ہے کہ اذان کے بعد سے لے کر نماز کھڑی ہونے تک کے وقفہ میں جو دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کی جاتی ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یہ دربار کھلنے کا وقت ہے، جیسے بادشاہوں کے یہاں دربار کے اوقات ہوتے ہیں اور اس وقت جو آدمی جاکر اپنی درخواست پیش کرتا ہے تو اس کی وہ درخواست رد نہیں کی جاتی، اسی طرح اذان ہوتے ہی گویا اللہ تعالیٰ کا دربار کھل گیا، اب اقامت ہونے تک جو دعا کی جائے گی وہ ان شاء اللہ قبول ہی ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ

نمازوں کی فضیلت کا بیان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نماز کی تاثیر/ایک عمدہ مثال

باری تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا:﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ یقیناً نماز بے حیائی اور گناہ کے کاموں سے روکتی ہے۔

"فَحْشَآء" اس گناہ کے کام کو کہتے ہیں جس کا گناہ ہونا ہر آدمی سمجھتا ہے، چاہے وہ عالم ہو یا جاہل، پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ؛ جیسے: زنا، شراب، قتل، چوری؛ یہ سب ایسے کام ہیں کہ ان کا برا ہونا ہر آدمی سمجھتا ہے؛ ایسے کاموں کو "فَحْشَآء" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جس کام کو تمام شریعت والے برا کہتے ہوں؛ اس کو "مُنْكَر" کہتے ہیں۔ اس آیت میں نماز کی ایک خاصیت بتلائی گئی ہے کہ جو آدمی نماز کو اس کے شرائط، حدود و قیود کے ساتھ ادا کرتا ہے، یہ نماز اس کو گناہ اور برائی کے کاموں سے روکنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

بعضوں کو اشکال ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، اس کے باوجود گناہ میں مبتلا رہتے ہیں؟ جیسا کہ حدیثِ پاک میں بھی آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبیِ کریم ﷺ سے بھی پوچھا گیا کہ: فلاں آدمی نماز کی پابندی کرتا ہے، اس کے باوجود چوری کا ارتکاب بھی کرتا ہے، حالاں کہ قرآنِ کریم میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ نماز بے حیائی اور گناہ کے کاموں سے روکتی ہے؟ تو نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عنقریب یہ نماز اس کو گناہ سے روک دے گی، چناں چہ بعد میں وہ آدمی اپنی حرکت سے تائب ہوا۔ اس لیے ایسا ہوتا ہے کہ عمل کرتے کرتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک وقت آنے پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ آدمی کا جیسا جیسا مزاج ہوتا ہے، ویسا ویسا اثر ظاہر ہونے میں وقت لگتا ہے، جیسے: دوائیوں کا اثر کسی پر جلدی ہوتا ہے اور کسی پر دیر سے ہوتا ہے۔ آدمی اگر دوائی کا استعمال جاری رکھے گا تو ایک وقت آئے گا کہ دوائی اپنا اثر دکھلائے گی، اور بیماری دور ہوگی۔ اسی طریقہ سے نماز کی اپنی تاثیر ہے، اگر ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاتی رہے گی تو ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ آدمی کو برائیوں سے روک دے گی۔

پانچوں نمازوں کی مثال

حدیث ۱۰۴۲:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضي الله عنه) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْراً بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟ قَالُوْا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ. قَالَ: فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے سوال کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اچھا یہ بتلاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر ایک نہر بہہ رہی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو؛ تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟ حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے جواب میں عرض کیا: کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: پانچوں نمازوں کا حال بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے ذریعہ گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۰۴۳:-

وَعَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّةٍ.

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کا حال ایسا ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازہ پر بہنے والی گہری نہر ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔

مثال ایک علمی قوت

افادات:- مثال ایک علمی قوت ہے جس کے ذریعہ دقیق سے دقیق اور باریک سے باریک اور مشکل سے مشکل چیزوں کو موٹی موٹی مثالوں کے ذریعہ اس طرح آسان اور حل کردیا کرتے ہیں کہ اَن پڑھ سے اَن پڑھ اور جاہل سے جاہل آدمی بھی اس کو سمجھ لیا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ یہ علمی قوت حضراتِ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرماتے ہیں، پھر ان کے صدقہ اور طفیل میں ان کے جانشین اہلِ علم کو بھی یہ چیز عطا کی جاتی ہے۔ اسی لئے حدیث کے موضوع پر لکھی جانے کتابوں میں مستقل ایک عنوان ''کتاب الامثال'' کا آتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے جن جن مسائل کو مثالوں کے ذریعہ سے حل فرمایا اور سمجھایا ہے، ان ساری مثالوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ حدیث کے موضوع پر جو کتابیں لکھی جاتی ہیں اس کی مختلف قسمیں ہیں، انہی میں ایک قسم ''جامع' ہے، یعنی حدیث کی ایسی کتاب جس میں حدیث کے آٹھوں عنوانات سے تعلق رکھنے والی حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔ ان آٹھوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عنوانات میں سے ایک عنوان ”امثال“ کا بھی ہے۔ تو نبیٔ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت علیٰ وجہ الاتم عطا فرمائی تھی کہ آپ مشکل سے مشکل اور باریک سے باریک مسائل کو مثالوں کے ذریعہ سے پیش فرماتے تھے، تاکہ سننے والے آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس روایت میں بھی نماز کی افادیت کو نبیٔ کریم ﷺ نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر / ایک واقعہ

حضرت قاری محمد طیب صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی تقریر میں مثال کی افادیت کو واضح کرنے کے لئے حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مریدین اور خدّام میں ایک صاحب ”اللہ دین“ نامی تھے، وہ اَن پڑھ آدمی تھے، لیکن حضرت کی صحبت پائے ہوئے تھے۔ ان کا پیشہ اور کاروبار جانور ذبح کرکے گوشت فروخت کرنے کا تھا جس کو قصاب کہا جاتا ہے۔ ویسے بھی اَن پڑھ تھے اور پیشہ و کاروبار بھی ایسا تھا کہ جس میں علم کی ضرورت نہیں پڑتی ہے، لیکن حضرت کی صحبت کی وجہ سے ان کی سمجھ بڑی اعلیٰ تھی۔ اہل اللہ اور اہلِ علم کی صحبت کی یہ تاثیر ہے کہ جو آدمی ان کے پاس بیٹھتا رہتا ہے، چاہے وہ پڑھا لکھا ہوا نہ ہو، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی برکت سے اس کی سمجھ کو بھی مجلّٰی اور مصفّٰی کر دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) سے ایک سوال کیا کہ: حضرت! نیک لوگوں کے پڑوس میں دفن ہونے کو شریعت نے پسندیدہ قرار دیا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آدمی انتقال کے بعد اپنے دفن ہونے کے لئے اور اپنی قبر کے لئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایسی جگہ تلاش کرے کہ جہاں نیک لوگ دفن ہوئے ہوں، حالاں کہ دفن ہونے والا اگر نیک آدمی ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ اس کے لئے مفید اور کار آمد ہوں گے، اور اگر وہ خود گنہگار ہے تو وہ اپنے گناہوں کے ساتھ دفن ہوگا، اور نیک آدمی کا پڑوس ملنے کے باوجود اس کے گناہ اس کے لئے عذاب کا سبب بن سکتے ہیں؛ تو پھر اس پڑوس کا فائدہ کیا ہو؟ اب دیکھو! انہوں نے عالمِ برزخ سے تعلق رکھنے والا ایک دقیق سوال کیا تھا، اگر حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) عالمِ برزخ کے احوال پر بحث کرتے؛ تو وہ بیچارے کیا سمجھتے؟ اس لیے حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے، پھر کبھی ہم تمہارے اس سوال کا جواب دیں گے۔ مجلس جاری تھی، گرمی کا زمانہ تھا، تھوڑی دیر بعد خود انہوں نے ہی محسوس کیا کہ گرمی زیادہ ہو رہی ہے، تو پنکھا لے کر جھلنے کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے پوچھا: اللہ دین! یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا: حضرت! پنکھا جھل رہا ہوں۔ پوچھا: کس کو جھل رہے ہو؟ کہا: آپ کو۔ پوچھا: میرے پاس جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی پنکھا جھل رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! میں ان کو پنکھا کیوں جھلنے لگا! یہ نہ تو میرے استاذ ہیں، نہ پیر؛ مَیں تو صرف آپ کو ہی پنکھا جھل رہا ہوں۔ حضرت نے پوچھا: ٹھیک ہے، تم پنکھا تو مجھے ہی جھل رہے ہو، لیکن ان کو بھی تو ہوا لگ رہی ہے یا نہیں؟ کہا: جی ہاں! لگ رہی ہے۔ تو حضرت نے فرمایا: یہی تمہارے سوال کا جواب ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کے جھونکے جب ان نیک لوگوں پر چلیں گے؛ تو وہ گنہگار جو ان کے پڑوس میں دفن ہے؛ وہ کیسے محروم رہ سکتا ہے! اس کو بھی ان جھونکوں سے ضرور نفع ہوگا۔ اس لیے دفن ہونے کے لئے نیک لوگوں کا جوار اور پڑوس تلاش کرنے کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نبی کریم ﷺ کے پڑوس میں دفن ہونے کی درخواست

اس پر ایک واقعہ یاد آگیا تو سنا دیتا ہوں۔ کتابوں میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا ایک واقعہ آیا ہے کہ جب ان پر حملہ ہوا اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اب مَیں زندہ نہیں رہوں گا اور اسی زخم میں مَیں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں، تو انہوں نے اپنی اس تمنّا کا اظہار کیا کہ نبی کریم ﷺ جہاں مدفون ہیں، وہیں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہو۔ اور چوں کہ وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا کمرہ تھا، اس لئے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو بھیجا کہ امّ المؤمنین حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جاؤ، اور ان کے سامنے میری اس خواہش کا اظہار کرو کہ عمر درخواست کرتا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو نبی کریم ﷺ کے پڑوس میں مجھے بھی دفن ہونے کی سعادت حاصل ہو۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) گئے، اور انہوں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے اس سلسلہ میں اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ: ویسے تو یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی اور میری تمنّا یہ تھی کہ مَیں یہاں دفن ہوتی، لیکن مَیں امیر المؤمنین حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ چناں چہ انہوں نے اجازت دے دی حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے آکر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی دی، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) بہت خوش ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کیا، لیکن پھر بھی تاکید کر دی کہ میرے انتقال کے بعد جب جنازہ لے کر جاؤ تو دوبارہ اجازت لینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میری زندگی میں میری آنکھوں کی شرم کی وجہ سے جی نہ چاہنے کے باوجود انہوں نے اجازت دے دی ہو۔ موت کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جب اجازت طلب کروگے تو وہ رکاوٹ باقی نہیں رہے گی، اگر اس وقت بھی اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کرنا، ورنہ عام قبرستان میں دفن کردینا۔ چناں چہ ایسا ہی کیا گیا، جب جنازہ لے کر وہاں پہنچے تو حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے دوبارہ اجازت مانگی، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں پہلے ہی اجازت دے چکی ہوں۔ چناں چہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جہاں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو دفن کیا گیا ہے، ان کے بعد ان کے پڑوس میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو دفن کیا گیا۔

پھر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی شدتِ احتیاط دیکھئے۔ مشکوٰۃ شریف میں روایت موجود ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرہ میں حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) مدفون تھے تب تک تو میں اندر جانے میں کسی قسم کے پردہ کا اہتمام نہیں کرتی تھی، اس لئے کہ اس میں ایک میرے شوہر ہیں، اور ایک میرے ابا ہیں اور ان سے پردہ کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن جب سے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) یہاں دفن ہوئے ہیں، کبھی بھی میں نے وہاں کوئی ایسا کپڑا نہیں ہٹایا جو حجاب اور پردہ کے خلاف ہو۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کتنی زیادہ احتیاط کرتی تھیں۔

بہر حال! یہ واقعہ میں نے نمونہ کے طور پر سنایا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ نبیٔ کریم ﷺ کے پڑوس میں دفن ہونے کی سعادت ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیز شریعت کی نگاہوں میں مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

خلاصہ کلام

خیر !تو مَیں عرض کر رہا تھا کہ مثال ایک عجیب و غریب چیز ہے۔ دیکھو! حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے عالمِ برزخ سے تعلق رکھنے والا جو مشکل مسئلہ تھا اس کو ایک حسّی مثال دے کر سمجھا دیا۔ نبیٔ کریم ﷺ بھی عالمِ آخرت اور دین کی بہت سی باتوں کو- جو معنویات سے تعلق رکھنے والی ہوا کرتی ہیں- ظاہری مثالوں کے ذریعہ سے سمجھاتے ہیں تا کہ سیدھی سادی سمجھ رکھنے والے ایک اُمّتی کے لئے دین کا مشکل مسئلہ سمجھنا آسان ہو جائے۔ تو نماز کی وجہ سے آدمی کے گناہ جو دھلتے ہیں اس کو سمجھانے کے لئے اس روایت میں بھی نبیٔ کریم ﷺ نے ایک مثال دی۔ البتہ علماء نے لکھا ہے کہ یہاں گناہوں سے مراد صغائر اور چھوٹے گناہ ہیں، اس لئے کہ کبیرہ گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔

دوسری روایت میں بھی نبیٔ کریم ﷺ نے وہی بات ارشاد فرمائی ہے جو پہلی روایت میں آئی تھی، لیکن اس میں نہر کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ بہنے والی نہر جو ۱ بہت زیادہ پانی والی ہو۔ اور ۲ گہری ہو۔ ویسے بھی جس نہر کا پانی بہتا ہو وہ صاف شفاف ہی ہوتا ہے، اور جو پانی بہتا نہیں ہے بلکہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے، اس میں میل کچیل اور بدبو سی آجاتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں

حدیث ۱۰۴۴:-

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى : أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (هود: ۱۱۴) **فَقَالَ الرَّجُلُ أَلِي هَذَا؟ قَالَ: لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ.** (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا، پھر (انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو) وہ فوراً حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مجھے پاک کیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (هود: ۱۱۴) نماز قائم کیجئے دن کے دونوں کناروں پر، اور رات کی کچھ گھڑیوں میں، بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں۔ اس آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم خاص میرے لئے ہے (یا پھر عام قانون ہے؟) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری پوری امّت کے لئے (یہ قانون عام) ہے۔

افادات:- دوسری روایتوں میں ہے کہ وہ کھجور بیچنے والا آدمی تھا، ایک عورت کھجور خریدنے آئی جس کو دیکھ کر اس کے دل میں اس کی طرف میلان اور کشش ہوئی، تو اس سے کہا کہ اندر اچھی کھجوریں ہیں، جب وہ عورت اندر گئی تو بوسہ لے لیا، پھر اس کو اپنی اس حرکت پر پچھتاوا ہوا کہ میں نے بڑے گناہ کا کام کر لیا، تو خود ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک ایسا گناہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے حد واجب ہو جاتی ہے، آپ مجھ پر حد جاری کیجئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

"حد" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے باقاعدہ سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں، جیسے: چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، زنا کرنے والا اگر شادی شدہ نہ ہو تو اس کو سو کوڑے لگائے جاتے ہیں، اور اگر شادی شدہ ہو تو اس کو پتھر مار مار کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس آدمی نے بھی چوں کہ عورت کا بوسہ لیا تھا جو منھ کا زنا ہی تھا، اور زنا کی اصل سزا یہی ہے، اس لیے وہ یوں سمجھا کہ میرے اوپر حد واجب ہو گئی، تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ: مجھ پر سزا جاری کر کے مجھے پاک کر دیجئے۔

حضراتِ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کا حال

حضراتِ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) معصوم نہیں تھے، اس لیے ان میں سے بعض حضرات سے گناہوں کا صدور ہوا ہے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صحبت اور تربیت کے اثرات سے گناہوں کے صدور کے بعد جب تک وہ اپنے آپ کو گناہ کی نجاستوں سے پاک وصاف نہیں کر لیتے تھے ان کو چین نہیں آتا تھا، یعنی ان کے دل میں ایک بے چینی سی پیدا ہو جاتی تھی، اور نیند حرام ہو جاتی تھی، ان کا کھانا پینا چھوٹ جاتا تھا، مجلسِ نبوی میں حاضر ہو کر درخواست کرتے تھے: اے اللہ کے رسول! مجھ سے یہ قصور اور کوتاہی ہو گئی ہے، اب آپ مجھے پاک کر دیجئے۔ اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم لوگ تو گناہ کرتے رہتے ہیں اور کبھی دل میں کوئی بے چینی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ان صحابی سے ایک گناہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وجود میں آیا لیکن ان کے قلب میں ایسی بے چینی پیدا ہوئی کہ فوراً وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مجھے پاک کیجئے۔

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ﴾ نماز قائم کیجئے دن کے دونوں کناروں پر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں۔ اس میں کون سی نمازیں مراد ہیں؟ بعضوں نے کہا کہ دو کنارے بول کر فجر و عصر کی نماز مراد لی گئی ہے، اور رات کی گھڑیاں بول کر مغرب اور عشاء مراد لی گئی ہیں۔ بعض حضرات نے دن کے دونوں کناروں سے فجر و مغرب مراد لی ہے، اور ﴿وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ﴾ سے عشاء مراد لی ہے۔

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ بیشک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس آیت نے آکر ایک اصول بتلا دیا کہ نیکی کے جتنے بھی کام ہیں وہ آدمی کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے یہ آیت ان صحابی کو سنائی اور اطمینان دلایا کہ تم نے ہمارے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لی تو تمہارا وہ گناہ معاف ہو گیا۔

پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام کفارۂ ذنوب

حدیث ۱۰۴۵:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَالَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ. (رواہ مسلم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں اورایک جمعہ کی نماز دوسرے جمعہ تک؛ درمیان میں ہونے والے گناہوں کے لئے کفّارہ ہیں؛ جب تک کہ کبائر کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

افادات:–"مَالَمْ تُغْشَ الْکَبَائِرُ" سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اگر کبیرہ گناہ کرتا ہے تو اس صورت میں پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ مطلق گناہوں سے معافی کے لیے کفّارہ نہیں بنیں گی۔ لیکن عام طور پر شرّاح اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کبائر معاف نہیں ہوں گے، ورنہ صغائر کے لئے یہ کفّارہ بن جائیں گی۔

حدیث ۱۰۴۶:

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَ رُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ.

ترجمہ:–حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان فرض نماز کے وقت اچھے طریقہ سے وضو کرتا ہے، اور نماز کے خشوع کا اہتمام کرتا ہے، اور تمام ارکان اچھے طریقے سے ادا کرتا ہے؛ تو یہ نماز اس سے پہلے جتنے بھی گناہ ہوچکے ہیں ان کے لئے کفّارہ بن جاتی ہے، جب تک کوئی کبیرہ گناہ نہ کیا گیا ہو، اور زندگی بھر کے لئے یہی قاعدہ ہے۔

افادات:–اس سے معلوم ہوا کہ وضو کی ادائیگی میں عجلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اطمینان کے ساتھ تمام فرائض اور سنن وآداب کی ادائیگی کے ساتھ بڑے اہتمام سے وضو کرنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

چاہیے۔اور نماز میں بھی خشوع کا اہتمام کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہونی چاہیے، نماز کے ارکان رکوع سجدہ وغیرہ بھی اچھے طریقہ سے ادا کرنے چاہئیں۔

ایسے تمام اعمال سے کبیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ صغیرہ ہی معاف ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک دن کی اورایک نماز کی بات نہیں ہے،بلکہ زندگی بھر کے لئے یہی قاعدہ ہے کہ آدمی اگرپانچوں نمازیں اچھے طریقہ سے پورے اہتمام کے ساتھ اس کے حقوق وحدود کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرتا ہے،تو اس سے آدمی کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

فجر اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فجر اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان

حدیث ۱۰۴۷:-

عَنْ أَبِي مُوسَى (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. ((البَرْدَانِ)) : الصُّبْحُ والعَصْرُ.

ترجمہ:- حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو دو ٹھنڈے وقت کی نماز پڑھے گا (یعنی فجر اور عصر) تو جنّت میں داخل ہو جائے گا۔

افادات:- اللہ تعالیٰ جس کو ان دو نمازوں کی توفیق دیں گے وہ ان شاء اللہ دوسری نمازوں کا بھی اہتمام کرے گا، اس لئے کہ فجر کا وقت عام طور پر سونے اور سستی کا ہوتا ہے اور آدمی نیند کی محبت میں اس نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ بہت سے دوسری نمازوں کو اہتمام سے ادا کرنے والے بھی فجر کے معاملہ میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور عصر کا وقت عام طور پر کاروبار و تجارت کی مشغولی، اور دنیا کے کاموں میں انہماک کا ہوتا ہے؛ تو اس وقت آدمی اپنی ان تمام مشغولیات کو چھوڑ کر اور کاروبار سے ہٹ کر نماز کا اہتمام کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی طبعی تقاضہ اور دنیوی تقاضہ نماز کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا، اور ان دونوں نمازوں کا اہتمام اس بات کی دلیل ہے؛ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آدمی پانچوں نمازوں کا بھی اہتمام کرے گا اور اس کی وجہ سے جنّت میں داخل ہو جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۰۴۸ :-

وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

ترجمہ:- حضرت عُمارہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی سورج کے طلوع ہونے سے پہلے (یعنی فجر) اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کی نماز (یعنی عصر) پڑھے؛ تو وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

افادات:- اس روایت میں بھی وہی بات ہے کہ جو ان دونوں کا اہتمام کرے گا اس کو دوسری نمازوں کے اہتمام کی توفیق بھی ان شاء اللہ آسانی سے نصیب ہوگی۔

فجر پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں

حدیث ۱۰۴۹ :-

وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ، فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ! لَا يَطْلُبَنَّكَ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ.

ترجمہ:- حضرت جندب بن سفیان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آگیا، پس اے انسان! اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے متعلق تم سے کوئی مطالبہ نہ کرے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:– مطلب یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم فجر کی نماز کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے نکل جاؤ۔ یا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس آدمی نے فجر کی نماز ادا کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیدیا ہے، اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کر کے تم اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے مورِد نہ بن جانا۔

فجر اور عصر میں فرشتوں کی حاضری

حدیث ۱۰۵۰:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ ، فَيَسْئَلُهُمُ اللهُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

ترجمہ:– حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری تمہارے درمیان حاضری دیتے ہیں، فجر اور عصر کی نماز میں دونوں وقت کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں، پھر جن فرشتوں نے تمہارے درمیان رات گزاری جب وہ آسمان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ خوب واقف ہیں کہ اے فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: باری تعالیٰ! ہم ان کو نماز پڑھتا ہوا چھوڑ کر آئے، اور جب ہم پہنچے تھے تب بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–رات کے فرشتے عصر کے وقت آجاتے ہیں جو فجر تک رہتے ہیں، اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں آجاتے ہیں اور عصر کی نماز تک رہتے ہیں۔ ظہر کی نماز میں صرف دن والے فرشتے ہوتے ہیں، اسی طریقہ سے مغرب اور عشاء کی نماز میں صرف رات والے فرشتے ہوتے ہیں، لیکن فجر اور عصر کی نماز میں دونوں وقت کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں، یہ گویا ان دونوں نمازوں کی خصوصیت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ باوجودیکہ خوب واقف ہیں پھر بھی فرشتوں کی زبان سے گواہی دلواتے ہیں، کیوں کہ یہی وہ فرشتے تھے جنہوں نے انسان کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی درخواست پیش کی تھی: ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَاوَ يَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ باری تعالیٰ! آپ زمین میں ایسی مخلوق کو پیدا کرنے والے ہیں جو فساد پھیلائے گی اور خون بہائے گی، حالاں کہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تکبیر کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ باقاعدہ فرشتوں سے پوچھ کر ان کی زبان سے اقرار کرواتے ہیں کہ یہی تو وہ مخلوق ہے جن کے متعلق تم کہتے تھے کہ فساد مچائے گی؟ دیکھو تم ہی آکر بتلا رہے ہو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اور جب گواہی دینے کی بات آہی گئی تو جو پوچھا گیا تھا وہ تو بتلایا ہی، ساتھ ہی ساتھ دوسری ایک چیز بھی بتلادی کہ جب ہم فجر کے وقت لوٹے تو نماز پڑھتا ہوا چھوڑ کر آئے تھے، لیکن عصر کے وقت جب ہم ڈیوٹی پر حاضری دینے کے واسطے گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز ہی میں مشغول تھے۔

”كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟“ اے فرشتو! تم جب یہاں آئے تو میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے؟ اس سے معلوم ہوا کہ آخری حالت ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دیدارِ باری تعالیٰ کی کیفیت و منظر

حدیث ۱۰۵۱ :-

وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا؛ فَافْعَلُوْا.

ترجمہ:- حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، نبیٔ کریم ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: تم لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی طرح کروگے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، کہ اس کو دیکھنے میں کوئی دھکّا پیل اور تکلیف نہیں ہورہی ہے۔ اس لیے اگر تم سے ہو سکے کہ وہ نماز جو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ہوتی ہے (یعنی فجر) اور جو نماز سورج کے غروب ہونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے (یعنی عصر) ان کے معاملہ میں مغلوب نہ بنو؛ تو ایسا کرو (یعنی ان دونوں کا خصوصی اہتمام کرو)

افادات:- اگر بڑے سے بڑا مجمع ہو، اور سب بیٹھے ہوئے ہوں، تب بھی ہر آدمی اپنے کسی ساتھی کو ذرا سا بھی نقصان اور تکلیف پہنچائے بغیر چاند کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر زمین پر کوئی چیز ہو، اور بڑا مجمع ہو تو اس کو دیکھنے میں دھکّا پیل ہو ہی جاتی ہے، کوئی سر اونچا کرتا ہے تو پیچھے والا کہتا ہے کہ بھائی! ذرا بیٹھ جاؤ، مجھے بھی دیکھنا ہے۔ اور جو چیز اوپر ہوتی ہے وہاں اس کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

"مغلوب نہ بنو" مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں (فجر اور عصر) تم سے کسی حال میں بھی چھوٹنی نہیں چاہئیں۔ معلوم ہوا کہ کل کو قیامت میں اہلِ جنّت کو اللہ تعالیٰ کا جو دیدار نصیب ہوگا اس میں ان دونوں نمازوں کو بڑا دخل ہے۔

ویسے حدیثِ پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ جنتیوں کو جنّت میں اللہ تعالیٰ کا جو دیدار ہوگا وہ انہی دو اوقات فجر اور عصر میں ہوگا، اور جو آدمی ان دونوں نمازوں کا اہتمام کرتا ہے اس کو دونوں اوقات میں دیدار نصیب ہوگا۔ اور جنّت میں جنتیوں کو جو سب سے اونچی چیز نصیب ہوگی وہ دیدارِ خداوندی ہوگا۔ باری تعالیٰ جنتیوں سے پوچھیں گے کہ تم خوش ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں! ہم بہت خوش ہیں۔ باری تعالیٰ پوچھیں گے: اور کوئی نعمت چاہیے؟ جنّتی کہیں گے: باری تعالیٰ! سب کچھ مل گیا ہے، اب کسی چیز کی کمی ہے، نہ ضرورت۔ باری تعالیٰ فرمائیں گے: اب میں تمہیں ایک ایسی چیز دیتا ہوں جس کا تم کو تصوّر بھی نہیں ہوگا۔ پھر باری تعالیٰ اپنا دیدار کروائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کا دیدار سب سے اونچی چیز ہے، اور سب سے بڑی نعمت ہے جو جنتیوں کو جنّت میں دی جائے گی، اور وہ انہیں دو نمازوں کے اہتمام پر نصیب ہوگی۔

حدیث ۱۰۵۲:-

وعن بُرَيْدَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی؛ اس کے سارے اعمال بے کار ہوگئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

مسجدوں کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

اسلام میں مساجد کی اہمیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادات میں نماز کا حکم دیا اور جو عبادات بندوں پر لازم کی گئی ہیں ان میں نماز بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور ان نمازوں کی ادائیگی کے لئے اسلام نے ایک نظام مقرر کیا گیا ہے۔ویسے تمام مسلمان پنج وقتہ نمازیں اپنے اپنے گھروں میں بھی ادا کرسکتے تھے، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی ادائیگی کے لئے مستقل مکانات تعمیر کروائے، جن کو مساجد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور یہ حکم دیا کہ ان مساجد میں ہی فرض نمازیں ادا کرو۔اسی لیے اسلام میں مساجد کی بڑی اہمیت اور خاص مقام و کردار ہے، اور نماز کی ادائیگی کے لئے جو مسجدیں بنوائی گئی ہیں اس میں بڑی حکمتیں و مصلحتیں بھی ہیں، جو لوگ ان نمازوں کو اپنے گھروں میں ادا کرلیتے ہیں تو اس سے اگرچہ فرض ادا ہو جاتا ہے، ان کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے، نماز کا ذمہ ساقط ہو کر ان پر نماز باقی نہیں رہتی، لیکن ان نمازوں کی ادائیگی کے لئے اسلام نے جو نظام مقرر کیا ہے کہ نمازوں کو باقاعدہ مسجدوں میں جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے، وہ مصالح حاصل نہیں ہوتی۔اس باب میں انہیں فضیلتوں کو بیان کرنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

چاہتے ہیں کہ جو لوگ نماز کی ادائیگی کے لئے چل کر مسجد جاتے ہیں ان کے اس عمل کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا قدر و قیمت ہے!

مسجد جانے والے کا عنداللہ اکرام

حدیث ۱۰۵۳:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلاً كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ. (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی صبح یا شام کے وقت (نماز کو ادا کرنے کے لئے) مسجد گیا؛ تو جب بھی وہ جائے گا، چاہے صبح یا شام کو؛ اللہ تعالیٰ جنّت میں اس کا اکرام کرتے ہوئے اس کے لئے کھانا تیار کرواتے ہیں۔

افادات:- جیسے: کوئی مہمان کسی کے گھر جاتا ہے تو گھر والا آنے والے مہمان کا اکرام کرتے ہوئے اس کی خدمت میں کھانے پینے کی کوئی بھی چیز پیش کرتا ہے۔ تو اس گھر والے کی طرف سے مہمان کے سامنے اس کے اکرام کے طور پر جو چیز پیش کی جاتی ہے؛ اسی کو عربی میں "نُزُل" کہتے ہیں۔ گویا مسجد کی طرف جانے والا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے، اور جیسے دنیوی اعتبار سے شریف میزبان اپنے گھر آنے والے مہمان کا اکرام کرتا ہے؛ اسی طرح جب بھی بندہ مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کے گھر جانے والے مہمان کا اکرام کرتے ہوئے جنّت میں اس کے لئے اکرام کے طور پر ناشتہ اور کھانا تیار کرواتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں تیار کروایا تو اس سے اس کو کیا فائدہ پہنچا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے علماء نے لکھا ہے کہ یا تو اس وقت اگر اس کو موت آگئی تو اس سے اس کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا۔ یا نبیٔ کریم ﷺ کے اس ارشاد کے ذریعہ سے بندوں تک یہ بات پہنچا کر یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جب آپ مسجد کی طرف جارہے ہیں تو اس تصور کے ساتھ مسجد پہنچیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنّت میں آپ کے واسطے خوان تیار رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا اکرام کیا جارہا ہے۔

گھر سے باوضو مسجد جانے کی فضیلت

حدیث ۱۰۵۴:-

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ، لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ، كَانَتْ خُطْوَاتُهُ إِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے گھر میں طہارت و پاکی حاصل کرے (یعنی وضو کرلے) اور پھر اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف آگے بڑھے (یعنی مسجد جائے) تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کو ادا کرے؛ تو وہ قدم جو مسجد کی طرف اٹھیں گے؛ ہر ایک قدم اس کے ایک گناہ کو مٹائے گا اور ہر دوسرا قدم اس کے درجہ کو بلند کرے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–ویسے مسجد میں بھی وضو کرنے کا انتظام ہوتا ہے اور وہاں وضو کرنا درست بھی ہے، لیکن اپنے گھر سے وضو کرکے طہارت مکمل کرکے مسجد کی طرف چلنا بہت زیادہ ثواب کا کام ہے، اس لئے ہمیں عادت یہی بنانی چاہئے کہ اپنے گھروں ہی سے تیاری کرکے مسجد جانے کے لئے نکلیں۔

مسجد سے دور گھر والے کے لیے خوشخبری

حدیث ۱۰۵۵:-

وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَتْ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ. فَقِيلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ. قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ. (رواہ مُسلِم)

ترجمہ مع تشریح:–حضرت اُبَی بن کعب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کا مکان مسجد سے بہت دور تھا، اس سے زیادہ دور مکان والا کوئی آدمی میرے علم میں نہیں ہے، اور ان کی کوئی بھی نماز نہیں چھوٹتی تھی (یعنی ہر نماز میں باقاعدہ پابندی سے جماعت کے ساتھ حاضری دینے کے لئے مسجد میں آتے تھے) ایک مرتبہ ان سے کہا گیا: اگر تم ایک گدھا سواری کے واسطے خرید لو، تاکہ اس پر سوار ہو کر مسجد آتے جاتے رہو، تو تمہارے لئے آسانی ہو جائے گی۔ اس لئے کہ رات کو اندھیرا ہوتا ہے، اور دن میں گرمی کے زمانہ میں دھوپ سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: میرے لئے یہ بات بھی خوش کن نہیں (یعنی مجھے یہ بھی پسند نہیں ہے) کہ میرا مکان مسجد کے برابر میں ہو (میرا مکان دور ہے اور وہاں سے میں آتا جاتا ہوں اور مسجد میں نماز کے لئے آنے جانے کی تکلیف اور مشقّت اٹھارہا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہوں، یہی مجھے زیادہ پسند ہے) اس لیے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا مسجد آنا اور مسجد سے واپس گھر لوٹنا؛ دونوں اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھے جائیں (حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم ﷺ کے سامنے اس گفتگو کا تذکرہ کیا تو) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس کو بتلادو کہ) اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ دونوں باتیں جمع فرمادیں (یعنی دونوں ثواب عطا فرمادئے)۔

افادات:-- عام طور پر ہم یہی سمجھتے ہیں کہ نماز کے لئے مسجد آنے کا ثواب لکھا جاتا ہے، لیکن اس روایت میں ان صحابی نے دوسری بات بھی کہی کہ میں نماز کے بعد جب واپس لوٹوں تو میری واپسی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھی جائے۔ یعنی مسجد آنا تو لکھا ہی جاتا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ واپس گھر لوٹنے کا ثواب بھی لکھا جائے، اور اپنی اسی خواہش کا اظہار کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا یہ جملہ کہ "**مجھے یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میرا مکان مسجد کے پڑوس میں ہو**" بڑا بھاری معلوم ہوا۔ اگرچہ انہوں نے پسند نہ ہونے کی وجہ آگے بتلائی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے گھر کے دور ہونے کے نتیجہ میں میرا مسجد آنا اور واپس گھر لوٹنا؛ دونوں اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب کے طور پر لکھے جائیں۔ پھر بھی حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے بتلادو کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں باتیں عطا فرمادیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا مکان مسجد سے دور ہوگا اس کے باوجود مشقّت اٹھا کر مسجد آئے گا اور تمام نمازوں میں جماعت کے ساتھ حاضری کا اہتمام کرے گا، تو اتنا ہی نہیں کہ مسجد آنے کا ثواب لکھا جائے گا، بلکہ ظاہر ہے کہ واپسی میں بھی اس کو اتنی ہی مشقّت ہوگی؛ تو اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔

دورِ نبوی کا واقعہ

حدیث ۱۰۵۶:-

وَعَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْسَلِمَةَ أَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ لَهُمْ: بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ. فَقَالَ: بَنِيْ سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ، تُكْتَبْ آثَارُكُمْ. دِيَارَكُمْ، تُكْتَبْ آثَارُكُمْ. فَقَالُوْا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا.

ترجمہ مع تشریح:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مسجدِ نبوی کے قریب کچھ زمینیں خالی تھیں (یعنی پہلے تو وہاں لوگ آباد تھے لیکن کچھ لوگ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں چلے گئے) تو قبیلۂ بنو سلمہ کے لوگوں نے (جو مسجدِ نبوی سے دور، شہر کے کنارہ پر آباد تھے) ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب (جو جگہیں خالی ہوئی ہیں ان کو خرید کر اپنے مکانات تعمیر کرلیں، اور یہیں) منتقل ہوجائیں (جیسے عام طور پر آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ مسجد کے قریب والا مکان مل جائے تو خرید لیں، تاکہ نماز کے لیے آسانی ہوجائے) جب نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا (کہ وہ لوگ قریب والی جگہ خرید کر یہاں منتقل ہونا چاہتے ہیں۔ حالاں کہ وہ لوگ شہر کے جس علاقہ میں آباد تھے وہ مدینہ منورہ کا بالکل کنارے والا حصہ تھا، اور مصلحت کا تقاضہ یہ تھا کہ شہر کے کنارے پر بھی آبادی باقی رہنی چاہیے تاکہ شہر کی حفاظت ہو۔ اگر وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لوگ یہاں منتقل ہو جائیں گے تو شہر کا کنارہ والا حصہ خالی ہو جائے گا اور شہر کو خطرہ لاحق ہو گا، اس لیے حضور اکرم ﷺ نے پہلے تو انہیں سے تحقیق فرمائی کہ یہ بات صحیح بھی ہے یا نہیں۔ چناں چہ دریافت فرمایا کہ اے بنو سلمہ! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنی آبادی چھوڑ کر مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو (کیا میں نے صحیح سنا ہے؟) انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ایسا ہی ارادہ ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے موجودہ مکانات کو لازم پکڑے رہو (یعنی وہاں سے مت ہٹنا) تم وہاں سے چل کر جو مسجد نبوی تک آتے ہو، تو تمہارے تمام نشاناتِ قدم اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھے جاتے ہیں، اور اس پر تم کو ثواب دیا جاتا ہے (پھر دوبارہ ارشاد فرمایا) تم اپنے مکانوں کو لازم پکڑے رہو؛ تم لوگ وہاں سے چل کر مسجد نبوی تک آتے ہو، تو تمہارے تمام نشاناتِ قدم اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھے جاتے ہیں (یہ سن کر) ان حضرات نے کہا: ہمارے لئے یہ بات خوشی کی نہیں کہ ہم وہاں سے منتقل ہو کر یہاں آجائیں۔

افادات:- اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر چہ مکان کا مسجد سے قریب ہونا آدمی کے لئے سعادت کی بات ہے، اور جماعت کے حاصل ہونے کے لئے آسانی کا ذریعہ بھی ہے، لیکن اگر دوسری کوئی مصلحتیں اس کے مقابلہ میں موجود ہوں، تو پھر ان مصلحتوں کو بھی ترجیح دی جائے گی۔ جیسے: دورِ حاضر میں بھی بعض جگہوں پر کالونیاں بنی ہوئی ہیں اور وہاں مسجد بھی بنی ہوئی ہے، اب مسلمان معمولی خطروں کی وجہ سے ان کالونیوں میں سے اپنے مکانات فروخت کر کے دوسری جگہوں پر منتقل ہو رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں وہاں کی مسجدیں ویران ہو جائیں گی۔ اس لئے مسجد کی آبادی کو برقرار رکھنے کے لئے وہاں کے رہنے والوں کو اس بات کی تاکید کی جائے کہ بھائیو! تم لوگ وہیں رہو؛ تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اس چیز کی طرف خاص طور پر دھیان و توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دیکھئے! قبیلۂ بنو سلمہ مدینہ منورہ کے جس حصہ میں آباد تھا، اگر وہ لوگ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب آجاتے تو وہ حصہ خالی ہو جاتا اور اُدھر سے دشمنوں کی طرف سے خطرہ لاحق ہو جاتا؛ جس سے حفاظت کے لئے نبیٔ کریم ﷺ نے ان کو مسجد نبوی کے قریب آنے کی اجازت نہیں دی، اور ان کو اس بات کی ترغیب دی کہ تم اپنی جگہوں پر ہی رہو۔ رہی یہ بات کہ دور پڑتا ہے، تو اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ جتنا دور سے چل کر آؤگے اس پر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنا ہی زیادہ ثواب بھی تو لکھا جائے گا، تمہارے تمام نقشِ قدم اللہ تعالیٰ کے یہاں محفوظ رہیں گے۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی خواہش ظاہر فرمائی کہ وہیں رہو، تو وہ لوگ فرمانے لگے: اب ہمیں بھی یہیں رہنا پسند ہے، اگر مسجد کے قریب آنے کے لئے ہمیں کہا بھی جائے تو ہم آنے کو پسند نہیں کریں گے۔

انفرادی تقاضہ پر اجتماعی مصلحت کو ترجیح

اس سے معلوم ہوا کہ کبھی انفرادی مصلحتوں کے مقابلہ میں اجتماعی مصلحتوں کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ مسجد کے قریب مکان ہونا اور اس کی وجہ سے آسانی پیدا ہونا؛ یہ انفرادی مسئلہ اور تقاضہ تھا، لیکن شہر کے باہر کا علاقہ خالی ہو جانے کی وجہ سے خطرات پیدا ہو جانا؛ یہ اجتماعی مصلحت تھی۔ تو نبیٔ کریم ﷺ نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

انفرادی تقاضہ کے مقابلہ میں اجتماعی مصلحت کو ترجیح دی، اور ان کو وہیں رہنے کی تاکید فرمائی، اور ان حضرات نے بھی بخوشی و مسرّت حضور اکرم ﷺ کے اس فیصلے کو قبول کرلیا۔

زیادہ ثواب پانے والے نمازی

حدیث ۱۰۵۷:-

وَعَنْ أَبِي مُوسٰی (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْراً فِي الصَّلَاةِ ؛ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى فَأَبْعَدُهُمْ. وَالَّذِیْ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتّٰی يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ، أَعْظَمُ أَجْراً مِنَ الَّذِیْ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت اَبو موسیٰ اَشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نمازیوں میں سب سے زیادہ ثواب پانے والا وہ آدمی ہے جو سب سے زیادہ دور سے چل کر نماز کے لئے آئے۔ اور جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ امام کے ساتھ (جماعت سے) نماز ادا کرتا ہے، تو وہ اس آدمی کے مقابلہ میں زیادہ ثواب پاتا ہے جو جلدی سے نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

افادات:- جماعت میں شریک ہونے والوں میں جس کا مکان مسجد سے جتنا زیادہ دور ہوگا اور وہاں سے چل کر مسجد میں آکر جماعت میں حاضری دے گا، وہ لوگوں میں ثواب کے اعتبار سے اتنا ہی زیادہ بڑھا ہوا ہوگا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اسی طرح عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوا تو کوئی آدمی سوچتا ہے کہ ابھی تو مسجد میں عشاء کی جماعت میں بہت دیر ہے، اس لئے گھر پر ہی نماز پڑھ کر جلدی سے سوجاتا ہے، اس کے مقابلہ میں دوسرا آدمی جماعت کا انتظار کرتا ہے اور جماعت سے عشاء پڑھتا ہے؛ تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس دوسرے آدمی کو زیادہ ثواب ملے گا۔

نورِ کامل کی بشارت

حدیث ۱۰۵۸:-

وَعَنْ بُرَيْدَةَ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَشِّرُوا الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواہ أبو داؤد والترمذی)

ترجمہ:- حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اندھیریوں میں مسجد کی طرف کثرت سے چل کر آتے ہیں، ان کو قیامت کے روز کے پورے پورے نور کی خوش خبری سنادو۔

افادات:- یعنی قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو کامل نور عطا فرمائیں گے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں بھی ہے کہ اہلِ ایمان جب قیامت کے روز چلیں گے تو ان کا نور ان کے آگے دائیں بائیں ہوگا، اسی روشنی میں وہ چلیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے آدمی مسجد نہیں جاتا اور گھر پر ہی نماز پڑھ کر سونے کی سوچتا ہے۔ یہاں بتلایا گیا کہ اگرچہ یہ مشقّت کی چیز ہے، لیکن اگر یہ مشقّت تم اُٹھالوگے تو اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تم کو اجر ومقام بھی ویسا ہی دیا جائے گا۔

کفارہ سیئات ورفعِ درجات کے تین اعمال

حدیث ۱۰۵۹:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ؛ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کو ایسا عمل نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرتے ہیں اور درجات کو بلند فرماتے ہیں۔ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! ضرور بتلایئے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تکلیف دہ حالات میں کامل طریقہ سے وضو کرنا۔ مسجد کی طرف کثرت سے پاؤں اُٹھانا۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ یہی سرحدوں کی حفاظت ہے۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ ٹھنڈی کے زمانہ میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا آدمی کے لئے نہایت ہی مشقّت کا سبب ہوتا ہے، اس کے باوجود ایک آدمی سردی کے زمانہ میں وضو کرتے ہوئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بڑے اہتمام کے ساتھ تمام سنتوں کو ادا کرتا ہے، جلدی میں سنتوں کو چھوڑ کر وضو نہیں کرتا۔ یا کبھی آدمی بیمار ہوتا ہے تو بیماری کی وجہ سے وضو کرنا اس کو بھاری معلوم ہوتا ہے، لیکن کوئی آدمی بیماری کے باوجود وضو کی مشقّت کو برداشت کرتا ہے اور سنت کے مطابق وضو کرنے کا اہتمام کرتا ہے؛ تو یہ چیز گناہوں کو معاف کرنے والی اور درجات کو بلند کرنے والی ہے۔ کسی کا گھر مسجد سے دور ہے اس کے باوجود جماعت سے نماز پڑھنے کا اتنا اہتمام کرتا ہے کہ ہر حال میں جماعت سے نماز کے لیے مسجد پہنچتا ہے؛ تو یہ چیز بھی گناہوں کو معاف کرنے والی اور درجات کو بلند کرنے والی ہے۔

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، جیسے مغرب کی نماز پڑھ لی، لیکن اب دل میں یہ انتظار رہے کہ کب عشاء کا وقت ہو اور عشاء پڑھ لوں۔ یا ظہر پڑھ لی اور اب دل میں یہ انتظار رہے کہ کب عصر کا وقت ہو اور عصر پڑھ لوں۔ گویا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے، اور ہر وقت دل پر یہی فکر سوار رہتی ہے۔

یہ تین چیزیں سرحدوں کی حفاظت ہیں۔ جیسے سرحدوں پر فوج کو بٹھا کر دشمن کے حملوں سے بچنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اسی طرح جو آدمی ان تین اعمال کا اہتمام کرے گا تو وہ نفس و شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو بچالے گا۔ اس لئے کہ انسان کے دو ہی دشمن ہیں، ایک نفس اور دوسرا شیطان؛ ان دونوں کی شرارتوں اور ان کی طرف سے پہنچنے والے ضرر سے بچنے میں یہ تین اعمال بہت زیادہ موئثر ہیں، چناں چہ جو لوگ ان کا اہتمام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اُس کے صاحبِ ایمان ہونے کی گواہی دو

حدیث ۱۰۶۰:-

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ. قَالَ اللهُ عزوجل: إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ: الآية. (رواه الترمذی، وقال: حديث حسن)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جب کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد میں برابر حاضری دیتا ہے (یعنی ہر نماز میں مسجد میں آتا ہے) تو تم اس کے لئے ایمان کی گواہی دو (یعنی ایسے آدمی کے متعلق تم کہہ سکتے ہو کہ یہ آدمی صاحبِ ایمان ہے) حضور اکرم ﷺ دلیل میں فرماتے ہیں کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں (اور یہ آدمی جب مسجد میں حاضری کا اہتمام کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کرنے والا ہے۔ اور قرآن میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے اہلِ ایمان ہیں؛ تو تم بھی اس کے صاحبِ ایمان ہونے کی گواہی دو۔)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضۡلِ إِنۡتِظَارِ الصَّلَاةِ

نماز کے انتظار کی فضیلت

نماز کے انتظار میں جو زحمت ہوتی ہے اس پر بھی بڑی فضیلت ہے، پہلے زمانہ میں جب گھڑیاں نہیں تھیں تو جماعت کھڑی ہونے کے اوقات بھی مقرر نہیں تھے۔ خود نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نماز اسی وقت کھڑی ہوتی تھی جب آپ تشریف لاتے تھے، اسی طرح خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی یہی معمول تھا کہ خلیفہ خود ہی نماز پڑھاتے تھے، جب وہ آتے تھے تو نماز کھڑی ہوتی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ اذان ہوئی تو دس منٹ کے بعد ہی جماعت کھڑی ہو گئی، کبھی دس منٹ کے بعد ہو جاتی تھی اور کبھی گھنٹہ آدھا گھنٹہ بھی لگ جاتا تھا، وقت کی کوئی تعیین نہیں تھی، اس لیے پہلے سے آنے والے کو کبھی انتظار بھی کرنا پڑتا تھا۔ آج کل ہم لوگوں سے یہ بھی برداشت نہیں ہوتا، مَیں پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ ہمارا مزاج ایسا بن گیا ہے کہ بالکل اخیری وقت میں مسجد پہنچتے ہیں، اور اگر کبھی جلدی پہنچ گئے تو جماعت خانہ میں داخل نہیں ہوتے، باہر ہی کھڑے رہتے ہیں، حالاں کہ جماعت کے اوقات مقرر ہیں اس کے باوجود مسجد میں داخل ہونا اور مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا بھی ہمارے لیے باعثِ مشقّت ہے، حالاں کہ اس کی بڑی فضیلت ہے اسی کو اس باب میں بتلاتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آدمی نماز ہی میں شمار ہوتا ہے

حدیث ۱۰۶۱:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَّنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ. (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی برابر نماز ہی میں شمار ہوتا ہے جب تک کہ وہ نماز کی وجہ سے مسجد میں رکا رہتا ہے، اس کو اپنے گھر جانے سے سوائے نماز کے اور کوئی چیز مانع نہ ہو۔

افادات:- یعنی وہ گھر اس لئے نہیں جارہا ہے کہ ابھی نماز نہیں ہوئی ہے۔ نماز کا جو انتظار کیا جارہا ہے، اس میں بھی اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا نماز پڑھنے میں ملتا ہے۔

فرشتوں کی دعائے رحمت

حدیث ۱۰۶۲:-

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ، مَالَمْ يُحْدِثْ، تَقُوْلُ: أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، أَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. (رواہ البخاریؒ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس آدمی کے لیے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو اپنی نماز کی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحمت نازل کر۔

افادات:- جو آدمی نماز پڑھنے کے بعد اسی جگہ باوضو بیٹھا رہے اس کو فرشتوں کی دعا حاصل ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ باوضو وہیں کیوں بیٹھا رہے گا؟ تو علماء نے لکھا ہے کہ دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے، اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض کے بعد دوسرے فرض ہی کے انتظار میں بیٹھے، بلکہ فرض کے بعد نفل کے انتظار میں بھی بیٹھے گا تو یہ فضیلت حاصل ہوگی، مثلاً: فجر کے بعد اشراق کے انتظار میں، یا عصر کے بعد مغرب کے انتظار میں وہیں بیٹھا رہے، اور تسبیح تلاوت وغیرہ میں مشغول رہے؛ تب بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

نماز کے انتظار میں جو وقت گزرا

حدیث ۱۰۶۳:-

وَعَنْ أَنَسٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَآءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَ مَاصَلَّى، فَقَالَ: صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا، وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا. (رواہ البُخَارِي)

ترجمہ:- حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کی (یعنی آپ ﷺ دیر سے تشریف لائے اور آدھی رات کو عشاء کی نماز پڑھائی) پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فرمانے لگے کہ: لوگوں نے تو اپنی اپنی نمازیں پڑھ لیں اور سو گئے، لیکن تم لوگ جب تک نماز کے انتظار میں رہے؛ نماز پڑھنے والوں ہی کے حکم میں رہے (یعنی تم کو اب تک نماز پڑھنے والوں جیسا ثواب ملتا رہا)۔

افادات:- خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے جماعت کے کھڑا ہونے میں تاخیر ہو جائے تو شور مچانے اور ہنگامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم لوگوں کا مزاج ایسا بن گیا ہے کہ بیچارے امام صاحب کبھی کسی وجہ سے دو چار منٹ لیٹ ہو گئے؛ تو مسجد میں ایک ہنگامہ قائم ہو جاتا ہے کہ یہ دو منٹ ہم کو انتظار کیوں کروایا۔ ارے بھائی! اتنا انتظار کرنے میں آپ کو ثواب ہی ملا، آپ کے یہ دو منٹ بے کار نہیں گئے۔ اگر آپ یہ سوچ لیں تو اس ہنگامہ سے بھی بچ سکتے ہیں، اور بلاوجہ امام صاحب کو مخدوش بنانے سے بھی اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ظاہر ہے قصداً تو ایسا ہوا نہیں ہو گا، کسی وجہ سے اگر کبھی ایسا ہوا تو ایسی چیزوں کو برداشت بھی کر لینا چاہیئے۔ لیکن ہم لوگوں میں یہ سوچ نہیں رہی۔ اگر ان چیزوں کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ یہ فضیلتیں بھی حاصل ہو جائیں گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حدیث ۱۰۶۴:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جماعت کی نماز تنہا نماز کے مقابلہ میں ستائیس (۲۷) درجہ بڑھ کر ہے۔

افادات:- یعنی اکیلے نماز پڑھنے کی صورت میں جو ثواب ملتا ہے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں اس کے مقابلہ میں ستائیس (۲۷) گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ ہم لوگوں کو دنیوی اعتبار سے اگر معمولی نفع حاصل ہوتا ہو تو اس کے لئے کتنی مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ جیسے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہاں نشاط سوسائٹی میں بیٹھ کر اپنا مال بیچیں گے تو اس کی قیمت سو روپیہ ملے گی اور اسٹیشن پر جا کر بیچیں گے تو وہاں ستائیس سو روپیہ قیمت ملے گی، تو اگر یہاں سو آدمی بھی ہم سے لینے کے لئے اصرار کریں گے تب بھی ہم اپنا مال فروخت نہیں کریں گے، وہیں جا کر ٹھیلہ لگائیں گے تا کہ ستائیس گنا قیمت حاصل ہو۔ یہ تو میں نے ایک مثال بیان کی ہے، ورنہ اگر یہاں سو ملتے ہوں اور وہاں دو سو ملتے ہوں تب بھی ہم کسی حال میں یہاں فروخت کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں گے۔ جب دنیوی معمولی نفع کے خاطر ہم اتنی مشقّت اٹھاتے ہیں؛ تو اخروی اعتبار سے کیوں نہیں اٹھاتے؟ ایک آدمی گھر پر تنہا نماز پڑھتا ہے تو اس کو جتنا ثواب ملتا ہے، اس کے مقابلہ میں مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے؛ تواب ظاہر ہے کہ اس ستائیس گنا ثواب حاصل کرنے کے لئے کتنا اہتمام کرنا چاہیے

جماعت کی اہمیت اسلاف کی نظر میں

آج ہم لوگوں کی نگاہوں میں اخروی اور دینی امور کی وہ اہمیت اور قدر نہیں رہی جو ہمارے اسلاف کی نگاہوں میں تھی، اس لئے ہم اس کا وہ اہتمام نہیں کرتے؛ جو وہ کرتے تھے، وہ حضرات تو اس کے لئے بڑی مشقتیں اٹھاتے تھے۔ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں، ان کے ایک شاگرد محمد بن سلمہ تھے، بڑے مشائخِ حنفیہ میں سے گزرے ہیں، بڑے عالم اور بزرگ تھے۔ ۱۰۲/ سال کی عمر پائی، اور روزانہ دوسو (۲۰۰) رکعات نفل ادا کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سوائے ایک مرتبہ کے چالیس سال تک تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوئی اور وہ ایک مرتبہ بھی اس وقت ہوئی جب ان کی والدہ کا انتقال ہوا تو ان کی تجہیز و تکفین کی مشغولی کی وجہ سے تکبیرِ اولیٰ فوت ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ ان کی جماعت کی نماز فوت ہوگئی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سوچ کر کہ جماعت کے ساتھ پڑھتا تو ستائیس گنا ثواب ملتا؛ اس نماز کو ستائیس مرتبہ ادا کیا (ہم میں کوئی ہے جو اس چیز کا اہتمام کرے؟) خیر! اس کے بعد جب میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اے ابن سلمہ!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فرشتوں کی آمین کا بدل کیا ہوگا؟ دراصل یہ ایک حدیثِ پاک کی طرف اشارہ تھا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، اور امام سورۂ فاتحہ پوری کرتے ہوئے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتا ہے؛ تو تم آمین کہو، اس لئے کہ فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں، جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے؛ تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ گویا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں امام کی قراءت میں سورۂ فاتحہ کے مکمل ہونے پر جو آمین کہی جائے گی، صرف اس آمین کی یہ فضیلت ہے۔ گویا ان کو خواب میں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ آپ نے ستائیس مرتبہ نماز تو پڑھ لی، لیکن جماعت کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں امام کی قراءت پر جو آمین کہتے ہیں، وہ فضیلت اب آپ کو کہاں حاصل ہوگی؟

حقیقت یہ ہے کہ جماعت کی نماز کا جو ثواب ہے اور اس پر جو مختلف چیزیں حاصل ہوتی ہیں، اگر کوئی آدمی تنہا ہزار مرتبہ پڑھ لے؛ تب بھی وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔

حدیث ۱۰۶۵:-

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْساً وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفاً. وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ. فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا يَزَالُ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ.

(متفقٌ عَلَیہِ، وھذا لفظ البخاری)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر، اس کے اپنے گھر میں، یا بازار میں (یعنی اپنی دوکان پر) نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچّیس گنا ثواب ملتا ہے (نبی کریم ﷺ اس کی وجہ بتلاتے ہیں کہ تنہا کے مقابلہ میں جماعت کا ثواب پچیس گنا کیوں ہے؟) اس لئے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور اچھے طریقہ سے (وضو کے تمام سنن وآداب کی پوری رعایت کرتے ہوئے) وضو کرتا ہے، پھر مسجد کے لئے چلتا ہے، اور اس کو گھر سے نماز کے علاوہ کوئی اور چیز نکال نہیں رہی ہے، تو وہ قدم نہیں اٹھائے گا مگر یہ کہ اس کے ہر ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ پھر نماز پڑھ کر (دوسری نماز کے انتظار میں، یا تسبیحات وغیرہ میں) اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہتا ہے (مثلاً: فجر کے بعد اشراق کے انتظار میں بیٹھا رہا، یا عصر کے بعد مغرب کے انتظار میں بیٹھا رہا) تو جب تک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا تب تک فرشتے برابر اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں (فرشتے یہ دعا کرتے ہیں) اے اللہ! اس پر اپنی رحمت بھیج، اور اس کے ساتھ مہربانی کا معاملہ فرما۔ اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو یوں سمجھا جائے گا کہ وہ نماز ہی میں ہے، اس کو وہی ثواب ملے گا جو نماز میں ملا کرتا ہے۔

افادات:- یہاں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اوپر کی روایت میں ستائیس گنا کا تذکرہ ہے، اور اس روایت میں پچّیس گنا بتلاتے ہیں۔

تو علماء نے ان دونوں روایتوں کو جوڑنے کے لئے مختلف باتیں کہی ہیں۔ بعضوں نے کہا: یہ لوگوں کے حالات کے اعتبار سے ہے، بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کو پچّیس گنا ثواب ملتا ہے، اور بعض لوگوں کو ستائیس گنا ملتا ہے۔ آدمی کے اخلاص، اس کے دل کی نیت، اور مشقت اٹھانے کی وجہ سے ثواب کی مقدار میں بھی فرق پڑ جاتا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بعضوں نے کہا: نمازوں کی وجہ سے فرق ہے کہ جہری نمازوں میں ستائیس گنا ثواب ملے گا، اور سرّی نمازوں میں پچیّس گنا ملے گا۔

اور بعضوں نے کہا: فجر اور عشاء کی نماز میں جماعت کی حاضری مخصوص حالات کے پیشِ نظر ذرا مشکل ہوا کرتی ہے، اس لئے ان دونوں میں ستائیس گنا ملے گا، اور باقی نمازوں میں پچیّس گنا ملے گا۔

بعضوں نے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے امّتِ محمدیہ پر نعمتوں، عنایتوں اور فضل وکرم کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا، اور اس میں اضافہ ہوتا رہتا تھا، اس لیے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتلایا گیا کہ پچیّس گنا ثواب ملے گا، پھر اس میں اضافہ کرتے ہوئے بتلایا گیا کہ اب ستائیس گنا ثواب ملے گا۔

یہاں ”خَمْساً وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفاً “کہا ہے۔ اوراوپر کی روایت میں ”دَرَجَةً“ کہا ہے۔ اس کی توجیہ بعض حضرات نے یہ فرمائی کہ پچیس گنا المضاعف ثواب ملے گا۔ یعنی ایک کا دو، پھر دو کا چار، اور چار کا آٹھ، آٹھ کا سولہ، سولہ کا بتّیس، بتّیس کا چوسٹھ، چوسٹھ کا ایک سو اٹھائیس؛ اس طرح بڑھاتے جاؤ؛ اس صورت میں ایک جماعت کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چوّن ہزار چار سو بتّیس (۳۳۵۵۴۴۳۲) درجہ ہوتا ہے۔

اور پہلے بھی بتلادیا تھا کہ شریعت کی نگاہ میں مطلوب یہ ہے کہ آدمی گھر ہی سے وضو کرکے نماز کے لیے چلے، کسی وجہ سے اگر کہیں باہر سے آرہاہے اور وضو کا موقع نہیں ہے تو مسجد میں کرلے،

یا کبھی مسجد کے اندر تھا اور وضو ٹوٹ گیا؛ تو الگ بات ہے، ورنہ کوشش یہی ہونی چاہیے کہ گھر ہی سے وضو کر کے نماز کے لئے چلے۔

"خالص نماز کے واسطے ہی مسجد آتا ہے" کوئی اور مقصد یا دنیوی غرض نہیں ہوتی ؛ مثلاً : آج مسجد چلو تا کہ فلاں کام بھی ہو جائے گا اور اس کے ساتھ نماز بھی پڑھ لیں گے؛ تو ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

"وضو نہیں ٹوٹا" کی قید اس لئے لگائی کہ وضو ٹوٹنے کے بعد نماز کا انتظار باقی نہیں رہتا۔ نماز کا انتظار تو نماز کی تیاری کے اسباب کے ساتھ ہی ہوا کرتا ہے، اس لئے وضو ٹوٹ جانے کے بعد فوراً وضو کر لینا چاہیے۔

پھر تو مسجد میں آؤ...

حدیث ۱۰۶۶:-

وَعَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمٰى فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ، فَيُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَجِبْ. (رواه مُسلِم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابوہریرہ(رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے مسجد تک لانے والا کوئی رہبر نہیں ہے۔ گویا انھوں نے حضور ﷺ سے یہ پوچھنا چاہا کہ ان کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟(یا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے مسجد ہی میں آنا پڑے گا)تو حضورِ اکرم ﷺ نے ان کے حالات کو دیکھتے ہوئے، ان کی یہ بات سن کر(کہ لانے والا کوئی رہبر ہے نہیں)ان کو گنجائش اور اجازت دی(کہ ٹھیک ہے، تم گھر پر نماز پڑھ لیا کرو)جب یہ جواب سن کر وہ جانے لگے تو حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا: کیا تمہارے کان میں اذان کی آواز آتی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آتی ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تو مسجد میں آؤ۔

افادات:- فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی آدمی نابینا ہو، تو اس کے لیے جماعت کی حاضری ضروری نہیں ہے، اگر جماعت کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت ہے، لیکن ایک مؤمن کی غیرتِ ایمانی کا تقاضہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے منادی کی آواز سنے تو اس کے بعد گھر پر ہی رہنے کے بجائے مسجد میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے جو اعلیٰ طریقہ ہے وہ ان کو بتلایا۔

حدیث ۱۰۶۷:-

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ وَقِيلَ عَمْرِوبْنِ قَيْسٍ أَلْمَعْرُوفِ بِابْنِ أُمِّ مَكْتُومِ الْمُؤَذِّنِ (رضی اللہ عنہ) أَنَّهُ قَالَ يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَحَيَّهَلًا.

ومعنى ((حَيَّهَلًا: ((تعال)) (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بإسناد حسن)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبد اللہ بن اُم مکتوم (رضی اللہ عنہ) (جو نبی کریم ﷺ کے موذن بھی تھے، ان) سے منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مدینہ منورہ میں زہریلے جانوروں (یعنی سانپ بچھو وغیرہ) اور درندوں کی کثرت ہے (درندے بھی قریب سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور وہ نابینا تھے، ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مسجد میں تنہا آنے کی صورت میں ان زہریلے جانوروں کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ مجھے کوئی تکلیف پہنچ جائے؛ اس لیے کہ مجھے نظر تو آتا نہیں؛ تو کیا مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کی آواز آتی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! آتی ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تب تو تم کو مسجد میں آنا چاہیے (ان کو بھی نبی کریم ﷺ کی طرف سے اعلیٰ مقام کی ترغیب دی گئی)۔

ائمہ کی نظر میں جماعت کی اہمیت

حدیث ۱۰۶۸:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ، فَيُحْتَطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ، فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ.

(متفقٌ عَلَيهِ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے؛ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، وہ جمع کی جائیں، اس کے بعد کسی سے کہوں کہ وہ نماز کے لئے اذان کہے، پھر کسی آدمی کو مقرر کروں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، جب جماعت کھڑی ہو تو پھر مَیں ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت کی نماز میں حاضری نہیں دیتے؛ اور ان کے گھروں کو آگ لگادوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:– اس سے جماعت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض ائمہ اس طرف گئے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے، امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک بغیر جماعت کے بھی نماز تو ادا ہو جاتی ہے، لیکن ادائے ناقص اور ادھوری ہو جاتی ہے، کامل نماز وہی ہے کہ آدمی جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اور احناف کے یہاں جماعت سنّتِ مؤکدہ ہے، اگر کوئی آدمی اس کے چھوڑنے کی عادت بنالے، اور کسی بستی کے سب لوگ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے تو حاکمِ وقت کو چاہئے کہ ان کو اس پر مجبور کرے، اور اگر وہ نہ مانیں تو ان کے ساتھ قتال و جہاد کرے، یا جنگ کر کے ان کو اس پر آمادہ کرے۔ اور کوئی آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کی عادت بنالیتا ہے، تو وہ فاسق کہلاتا ہے اور اس کی شہادت اور گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس لئے جماعت کی بڑی اہمیت ہے۔

جس کو یہ پسند ہو کہ قیامت میں...

حدیث ۱۰۶۹:–

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ مَنْ سَرَّهُ يَلْقَى اللهَ تَعَالَى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ. فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُم ﷺ سُنَنَ الْهُدَى. وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِى بُيُوتِكُم كَمَا يُصَلِّى هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ . وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُم لَضَلَلْتُمْ . وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ، يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. (رَوَاهُ مُسلِم)

فِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ.

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جس آدمی کو یہ پسند ہو کہ کل کو قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے؛ تو وہ ان نمازوں کی پابندی وہاں کرے جہاں نمازوں کے لئے آواز دی جاتی ہے (یعنی اذان کہی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے) اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ایسے طریقوں کو جاری فرمایا ہے جو ہدایت کا ذریعہ ہیں، اور (پانچوں وقت کی نماز) جماعت کے ساتھ ادا کرنا بھی ہدایت کے راستوں میں سے ہے۔ اگر تم ان نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں پیچھے رہنے والا گھر میں پڑھ لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنے نبی ﷺ کی سنّت کو چھوڑنے والے قرار دیئے جاؤ گے اور اگر نبی ﷺ کی سنّت کو (جو ہدایت کا ذریعہ ہے) چھوڑ دو گے؛ تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں) میں نے (دورِ صحابہ میں) دیکھا ہے کہ جماعت سے غیر حاضر نہیں رہتا مگر وہی آدمی جو ایسا منافق ہوتا تھا جس کا نفاق بالکل کھلا ہوا ہو (نبی کریم ﷺ کے زمانہ اور صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے دور میں جماعت کی غیر حاضری کی ہمت منافق لوگ بھی نہیں کرتے تھے، سب ہی مسجد میں آجاتے تھے) اور کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ کوئی بیمار آدمی جماعت کے لئے مسجد میں لایا جاتا تھا تو وہ دو آدمیوں کے درمیان گھسٹتا ہوا صف میں لا کر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک روایت میں ہے: حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ہمیں ایسے طریقے سکھائے ہیں جن میں سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے، اوران میں سے ایک طریقہ یہ بھی سکھایا ہے کہ ہم نمازوں کو ان مسجدوں میں ادا کرنے کا اہتمام کریں جہاں اذان دی جاتی ہے۔

شریعت کی نگاہوں میں فرائض کی اہمیت

افادات:–اس سے معلوم ہوا کہ جماعت بڑی اہم چیز ہے۔ فرائض کی اہمیت شریعت کی نگاہوں میں بہت زیادہ ہے، اس کو ادا کرنے کے لئے جو طریقہ بتلایا گیا ہے اس کا ہتمام ہونا چاہئے۔ خود نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں جماعت کا اتنا زیادہ اہتمام فرمایا کہ اس بیماری میں آپ پر بار بار بے ہوشی طاری ہوجاتی تھی، ہوش میں آنے پر آپ پانی منگوا کر وضو فرماتے تھے، یہاں تک کہ دو تین مرتبہ ایسا ہونے کے بعد آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لاتے۔ روایتوں میں ہے کہ ایسی حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے پیر زمین پر گھِسٹ رہے تھے،یعنی پیر اُٹھانے کی بھی آپ ﷺ میں سکت اور طاقت نہیں تھی، اس کے باوجود حضورِ اکرم ﷺ نے جماعت کا اہتمام فرمایا۔

حضرت سلیمان بن ابی حثمہ (رضی اللہ عنہ) چھوٹے صحابی ہیں، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوگئے تھے، تھے، لیکن کم عمر تھے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا معمول تھا کہ نماز میں کسی کو غیر حاضر پاتے تو اس کے متعلق تفتیش فرماتے کہ فلاں کیوں نہیں آیا۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان بن ابی حثمہ (رضی اللہ عنہ) فجر کی نماز میں غیر حاضر تھے، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) صبح میں جب بازار کی طرف نکلے تو ان کے گھر ہوتے ہوئے گئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اوران کی والدہ شفا سے پوچھا کہ آج صبح کی جماعت میں سلیمان حاضر نہیں تھے؛ کیا بات ہے؟ ان کی والدہ نے کہا: دراصل وہ رات بھر عبادت میں مشغول رہے، صبح صادق کے وقت ان کی آنکھ لگ گئی، اس لئے جماعت میں حاضر نہیں ہوسکے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس وقت ارشاد فرمایا: میں فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کروں، یہ مجھے اس کے مقابلہ میں زیادہ پسندیدہ ہے کہ رات بھر عبادت کروں اور میری فجر کی جماعت چھوٹ جائے۔

اس لئے باجماعت نماز کا بڑا اہتمام ہونا چاہیے، اس کی طرف سے غفلت اور لاپرواہی بہت مضر اور خطرناک چیز ہے۔

باجماعت نماز کا اہتمام شیطان سے حفاظت کا ذریعہ

حدیث ۱۰۷۰:-

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ.

ترجمہ:- حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کسی بستی، دیہات یا جنگل میں تین آدمی آباد ہوں، اور وہاں جماعت کے ساتھ نماز قائم نہ کی جائے تو شیطان ان پر قابو پالیتا ہے، اس لئے تم جماعت کو لازم پکڑو، اس لئے کہ بھیڑیا ان بکریوں کو کھالیتا ہے جو اکیلی ہوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:– مطلب یہ ہے کہ معمولی اور ایسی چھوٹی بستی جہاں صرف دو تین آدمی ہی رہتے ہوں؛ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم دو تین آدمی ہیں اس لیے تنہا نماز پڑھ لیں گے۔ نہیں! بلکہ ان کو بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی آباد ہوں، چاہے دو تین گھرانے ہی کیوں نہ ہوں؛ ان کو بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا انتظام کرنا چاہیے۔

جو بکریاں ریوڑ کی شکل میں ہوتی ہیں؛ بھیڑیا ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا، ہمیشہ بھیڑیا اسی بکری پر حملہ کرتا ہے جو تنہا اور اکیلی ہو۔ اگر آپ بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کریں گے تو شیطان کو آپ پر قابو پانے کا موقع نہیں ملے گا، اور اگر آپ تنہا رہیں گے تو شیطان کو آپ پر حملہ کرنے اور آپ کو گمراہ کرنے کا موقع ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز کا اہتمام شیطان کے اپنے اوپر مسلّط ہونے سے حفاظت کا بہت بڑا ذریعہ ہے، اسی لیے جو آدمی گھر میں نماز پڑھے گا اس کو نماز کا کوئی اہتمام نہیں رہے گا اور ایسے آدمی کو شیطان کبھی بھی کاہلی اور سستی میں مبتلا کر سکتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ الْحَثِّ عَلٰی حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِی الصُّبْحِ

فجر اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فجر اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

حدیث ۱۰۷۱:-

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ.

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيْ: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ وَالْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ.

ترجمہ:- حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس آدمی نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، گویا اس نے آدھی رات قیام کیا (یعنی آدھی رات تہجد پڑھنے پر جو ثواب ملے گا وہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے پر ملے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، گویا وہ پوری رات عبادت میں مشغول رہا (اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف صبح کی نماز پر پوری رات کا ثواب ملتا ہے) اسی لئے دوسری روایت لائے جس میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد اس بات کی وضاحت کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو آدمی عشاء کی نماز میں جماعت کے ساتھ حاضر ہوا؛ تو اس کو آدھی رات نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اور جو عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھے گا؛ گویا وہ پوری رات عبادت میں مشغول رہا۔

افادات:- دیکھئے! کتنا بڑا ثواب ہے کہ جماعت کے ساتھ اگر کوئی آدمی عشاء اور فجر کا اہتمام کرتا ہے تو گویا اس کو پوری رات عبادت کا ثواب ملے گا۔ جماعت کی نماز کی کتنی زیادہ اہمیت ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۰۷۲:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کیا فضیلت اور ثواب ہے؛ تو وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے سرین کے بل گھسٹ کر مسجد تک آئیں۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں پر کھڑے ہو کر چلنے کی طاقت نہ ہو تو جیسے بچّہ سرین سے گھِسٹ کر چلتا ہے اس طرح گھِسٹ کر مسجد آنا پڑے؛ تب بھی اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے لوگ مسجد میں آئیں گے۔

فجر اور عشاء منافقین پر بڑی شاق ہے

حدیث ۱۰۷۳:-

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ. وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہی سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی نماز منافقین پر فجر اور عشاء سے بڑھ کر بھاری نہیں ہے (یعنی فجر اور عشاء کی نماز کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا منافقین کے لئے بڑا شاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور گراں ہے) لیکن اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا فضیلت ہے تو وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے سرین سے گھِسٹ کر بھی آئیں گے۔ یا جیسے بچّہ گھٹنوں پر چلتا ہے اس طرح چل کر بھی آئیں گے۔

افادات:- بعض روایتوں میں ہے کہ ان منافقین کا حال یہ ہے کہ اگر ان کو یہ امید ہو کہ دو کھری ملے گی تو اس کے لئے بھی ضرور حاضری دیں گے۔

اس روایت میں انسان کا ایک مزاج بتلایا ہے کہ معمولی دنیوی نفع کو حاصل کرنے کے واسطے وہ مشقت برداشت کرتا ہے۔ جیسے اگر پتہ چل جائے کہ فجر کی نماز کے بعد نان خطائی تقسیم ہونے والی ہے تو سب لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے، یا اگر اعلان ہو جائے کہ آج عشاء کی نماز کے بعد کولڈڈرنک (ColdDrink) تقسیم ہونے والا ہے تو پوری مسجد بھر جائے گی۔ یہ سب دراصل اسی مزاج کا اثر ہے جو حضورِ اکرم ﷺ نے منافقین کا بتلایا ہے کہ دنیوی معمولی فائدہ کے لئے وہ اتنی کوشش کرتے ہیں، اور آخرت کا اتنا بڑا فائدہ مل رہا ہے اس کی طرف اہتمام اور توجہ نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الْأَكِيدِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي

پنج وقتہ فرض نمازوں کی پابندی کی تاکید

اور ان کو چھوڑنے پر سخت وعید

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پنج وقتہ فرض نمازوں کی پابندی کی تاکید اور چھوڑنے پر سخت وعید

پانچ وقت کی نمازیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی ہیں، ان کی پابندی کی قرآنِ پاک میں اور احادیثِ مبارکہ میں بڑی تاکید کی گئی ہے اور ان کے چھوڑنے پر سخت عذاب کی دھمکیاں سنائی گئی ہیں، اس باب میں انہیں کو بیان کر رہے ہیں۔

قرآنِ پاک کی ایک آیت پیش کی ہے: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ پانچوں وقت کی نمازوں کی پابندی کرو، اور خاص طور پر درمیانی نماز کا اہتمام کرو۔ روایتوں میں آتا ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔

دوسری آیت پیش کی ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ اس آیت سے پہلے کفّار اور مشرکین کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا تھا، پھر آگے فرمایا گیا کہ: اگر وہ اپنے کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور نمازوں کو قائم کرنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں؛ تو پھر ان کا راستہ چھوڑ دو، یعنی پھر ان کے ساتھ قتال نہ کیا جائے، اس لیے اب تو ان کو مسلمان ہو جانے کے ناطے سے وہی سارے حقوق حاصل ہیں جو ان مسلمانوں کو حاصل ہیں جو پہلے سے مسلمان ہیں۔ تو ایک کافر و مشرک کے ساتھ قتال کا جو حکم دیا گیا تھا، اس کے ختم ہونے کے لئے بھی جن چیزوں کو ضروری قرار دیا گیا، اس میں ایک چیز نمازوں کو قائم کرنا بھی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سب سے افضل عمل کون سا؟

حدیث ۱۰۷۴:-

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا. قلت: ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَيْنِ. قلت: ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ. (متفقٌ عَلَيهِ)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کونسا عمل سب سے بہتر ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے پھر سوال کیا: اس کے بعد سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا۔ میں نے پھر پوچھا: اس کے بعد کونسا عمل سب سے بہتر اور افضل ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

افادات:- اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز کے لیے کچھ اوقات مقرر کئے گئے ہیں، نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا سب سے افضل عمل ہے، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حدیث ۱۰۷۵:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ ؛ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (متفقٌ عَلَيهِ.)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:— حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، ایک تو اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور نبی کریم ﷺ اللہ کے رسول ہیں (یعنی کلمۂ شہادت کا اقرار کرنا) دوسرا نماز کو قائم کرنا، تیسرا زکوٰۃ کو ادا کرنا، چوتھا بیت اللہ شریف کا حج کرنا، اور پانچواں رمضان کے روزے رکھنا (گویا یہ پانچ اعمال دین کی بنیاد ہیں)

حدیث ۱۰۷۶:-

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ. (متفقٌ عليه)

ترجمہ:— حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ (یعنی کفّار و مشرکین کے ساتھ) قتال کروں، یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، پس اگر وہ ان اعمال کو کرنے لگیں تو ان کے ساتھ قتال کا سلسلہ موقوف کیا جائے گا۔ اور وہ لوگ مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کرلیں گے؛ البتہ اسلام کا مطالبہ ان پر باقی رہا۔ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

افادات:— یہاں تو یہ روایت اس بات کو بتلانے کے لیے لائے ہیں کہ نماز قائم کرنا ان اعمال میں سے ہے جس کی وجہ سے آدمی کا جان و مال محفوظ ہوجاتا ہے۔ (اس روایت کی تفصیل حدیث کے اصلاحی مضامین ج ۶ / ۴۲۹ تا ۴۳۳ پر ملاحظہ کرلیں۔ مرتب۔)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نبی کریم ﷺ کی حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کو نصیحتیں

حدیث ۱۰۷۷:-

وَعَنْ مُعَاذٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: إِنَّكَ تَأْتِيْ قَوماً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ فَإِنْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ۔

ترجمہ:- حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کے ایک حصہ کا حکمران اور گورنر بنا کر بھیجا (اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے کچھ نصیحتیں فرمائیں) چناں چہ آپ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تم جن لوگوں کے پاس جارہے ہو وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس آسمانی کتاب موجود ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اگلے نبیوں پر اتاری تھی (وہ لوگ اس کے ماننے والے ہیں) اس لیے ان کو پہلے (اسلام کی) دعوت دینا، اگر وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں (یہی بتلانے کے لئے اس روایت کو لائے ہیں) پھر جب وہ ان نمازوں کو پڑھنے لگیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔ پھر جب یہ بات بھی مان لیں (اور زکوٰۃ دینے کے لئے آمادہ ہوجائیں) تو ان کے بہترین مال کو وصول کرنے سے بچیو۔ اور مظلوم کی بددعا سے بھی بچیو، اس لئے کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب اور آڑ نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- اس زمانہ میں عام طور پر مویشی اور جانوروں کی زکوٰۃ ہوا کرتی تھی، لوگوں کے پاس اونٹ، بکریاں، گائے وغیرہ ہی ہوا کرتے تھے جن کی زکوٰۃ کی وصول یابی کے لئے آدمی جاتا تھا۔ تو نبیٔ کریم ﷺ نے تاکید فرمائی تھی کہ جو جانور ایک دم عمدہ ہوں وہ نہ لئے جائیں، اور جو بالکل گھٹیا قسم کا ہو وہ بھی وصول نہ کیا جائے، بلکہ درمیانی قسم کا جانور لیا جائے جو نہ بالکل گھٹیا اور نہ بالکل بڑھیا ہو۔ گویا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب وہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنے لگیں تو پھر تم بھی ان کے مال میں جو سب سے اعلیٰ درجہ کا مال ہو، وہ مت لینا؛ بلکہ درمیانی قسم کا مال وصول کرنا۔

اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب اور آڑ نہیں ہے۔ مظلوم کی بددعا سیدھی پہنچتی ہے، بیچ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی:-

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

مظلوم کی آہ سے بچنا کہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے قبولیت استقبال کے لئے آتی ہے۔

ترکِ نماز؛ شرک وکفر تک پہنچنے کا سبب

حدیث ۱۰۷۸:-

وَعَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:– حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آدمی اور شرک و کفر کے درمیان نماز چھوڑنے ہی کا فرق ہے۔

افادات:– یعنی کوئی آدمی اگر نماز چھوڑ دے گا تو گویا وہ شرک و کفر تک پہنچ گیا، اس نے شیطان کو اپنے اوپر ان چیزوں کے آزمانے کا موقع دے دیا۔ جو آدمی نماز چھوڑتا ہے، شیطان کو اس کے اوپر تمام گناہوں میں مبتلا کرنے کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑی اہم چیز ہے۔

حدیث ۱۰۷۹:–

وَعَنْ بُرَيْدَةَ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.

ترجمہ:– حضرت بریدہ اسلمی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ عہد و پیمان جو ہمارے اور ان (منافقین) کے درمیان ہے؛ وہ صرف نماز ہے، جس آدمی نے نماز چھوڑ دی گویا اس نے دین کا انکار کیا۔

افادات:– مطلب یہ ہے کہ جب تک کہ وہ نماز ادا کرتے رہیں گے، ہم ان کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کرتے رہیں گے اور جب نماز چھوڑ دی تو اب ان کے ساتھ مسلمان والا معاملہ نہیں کیا جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تارکِ نماز کے متعلق صحابہ اور علماء کے نظریے

حدیث ۱۰۸۰:-

وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلَى جَلَالَتِهِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئاً مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ، غَيْرَ الصَّلَاةِ.

ترجمہ:- حضرت شقیق بن عبد اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) جو تابعی ہیں جن کے مقام اور جلالتِ شان پر تمام حضرات کا اتفاق ہے ان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ اعمال میں سے کسی چیز کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے، سوائے نماز کے۔

افادات:- یعنی نماز ایک ایسا عمل تھا کہ اگر کوئی آدمی اس کو چھوڑ دیتا تو حضراتِ صحابہ ایسے آدمی کو کافر سمجھتے تھے۔ نماز کے سلسلہ میں ائمۂ اربعہ کے یہاں بھی بڑی تاکید ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت عبد اللہ بن مبارک اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم اسے کافر کہتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ: کوئی آدمی اگر جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے؛ تو وہ کافر و مرتد ہو گیا، اسلام سے نکل گیا۔ اس کے ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کر دیا جائے، الّا یہ کہ وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لے اور نماز شروع کر دے؛ تب تو چھوڑا جا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔

حضرت امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کی وجہ سے مرتد تو نہیں ہو گا، لیکن ان کے یہاں ایسے آدمی کی سزا قتل ہے۔ ایسے آدمی کو زندہ نہیں رکھا جائے گا، بلکہ حاکمِ مسلمان ایسے آدمی کو قتل کر دے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جان بوجھ کر نماز چھوڑنے سے آدمی مرتد تو نہیں ہوتا، اوراس کو قتل بھی نہیں کریں گے، لیکن حاکمِ مسلمان ایسے آدمی کو جیل میں ڈال دے گا، اور جیل میں اس کو سزادی جاتی رہے گی، یہاں تک کہ وہ یا تو نماز پڑھنا شروع کردے، یا اسی حال میں اس کا انتقال ہو جائے، لیکن اس کو جیل سے چھوڑیں گے نہیں۔

اس تفصیل سے اندازہ ہوا ہوگا کہ نماز کتنی اہم چیز ہے۔ حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے یہاں تو اس کے چھوڑنے کو کفر سمجھا جاتا تھا۔ آج اس کی طرف سے اتنی غفلت ہے کہ ہمارے معاشرے کا ایک بڑا حصّہ وہ ہے جو نماز ادا نہیں کرتا۔ حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی نگاہوں میں وہ کفر تک پہنچا ہوا سمجھا جاتا تھا۔ بہر حال! یہ بڑی اہم چیز ہے جس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر ہر محلہ میں، اوراس کے تمام مکانوں میں، اور کم سے کم اپنے اپنے گھروں میں تو اس کا اہتمام کیا جائے اورایسی کوشش کی جائے کہ ہمارے گھر میں کوئی آدمی ایسا نہ ہو جو نماز چھوڑنے والا ہو۔ اگر ہر محلہ میں ایسی کوشش کی جائے گی؛ توان شاء اللہ اس میں کامیابی ہو سکتی ہے۔

نوافل بھی بہت کارآمد ہیں

حدیث ۱۰۸۱:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْئاً، قَالَ الرَّبُّ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عَزَّوَجَلَّ: أُنْظُرُوْا! هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ. فَيُكَمَّلُ مِنْهَا مَاانْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ. ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ أَعْمَالِهِ عَلَى هٰذَا.

ترجمہ:– حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کے اعمال میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز والا خانہ برابر نکلا تو وہ آدمی کامیاب اور بامراد ہو گا، اور اگر اس میں کوئی خرابی نکلی تو وہ ناکام اور نامراد ہو گا۔ اور اگر بندے کے فرائض میں کچھ کمی رہ جائے گی تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے پوچھیں گے: دیکھو! میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں یا نہیں؟ اگر کچھ نوافل ہوں گے تو فرائض کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کی جائے گی۔ پھر دوسرے تمام اعمال میں اسی قاعدہ کے مطابق حساب وکتاب ہو گا۔

افادات:– مدارس میں ایک کتاب "کریما" نامی پڑھائی جاتی ہے، اس میں نماز کے متعلق بیان کیا گیا ہے:-

روزِ محشر کہ جاں گداز بود ❖ اوّلیں پرسش نماز بود

محشر کے دن جب دھوپ اور شدّتِ گرمی کی وجہ سے آدمی پگھل رہے ہوں گے اس وقت سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق کیا جائے گا۔ اس لئے کوئی آدمی اگر نماز کا اہتمام کرلے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کی برکت سے کل کو قیامت میں اس کا معاملہ آسان ہو جائے گا۔

ہم میں سے بہت سے لوگ نوافل کا اہتمام نہیں کرتے۔ اگر کوئی سمجھاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارے فرائض ہی کا ٹھکانہ نہیں، تو پھر نوافل کہاں پڑھیں؟ حالاں کہ ایسا نہیں سوچنا چاہیے، جب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں فرائض میں ہونے والی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی؛ تو پھر اس کی بھی مقدور بھر کوشش اور اہتمام ہونا چاہیے۔

اسی طرح تمام اعمال کا معاملہ ہو گا کہ روزے کے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہوگی وہ نفل روزوں کے ذریعہ سے پوری کی جائے گی۔ زکوٰۃ میں جو کمی رہ گئی ہوگی؛ وہ نفل صدقات سے پوری کی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل اعمال کا بھی آدمی کو اہتمام کرنا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأُوَلِ وَتَسْوِيَتِهَا

پہلی صف کی فضیلت اور اگلی صفوں کو مکمل و درست کرنا اس میں خالی جگہ نہ چھوڑنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اگلی صفوں کو مکمل کرنا اور اس میں خالی جگہ نہ چھوڑنا

حدیث ۱۰۸۲:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ. (رواه مسلم)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے (مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ ہم لوگ ٹولیاں اور حلقے بنا بنا کر بیٹھے ہوئے تھے، حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تم کو حلقے بنا کر بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں) کیا تم اُس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگلی صفوں کو پہلے مکمل کرتے ہیں اور مل مل کر کھڑے رہتے ہیں (بیچ میں خالی جگہ نہیں چھوڑتے)۔

اذان دینے اور پہلی صف کی فضیلت

حدیث ۱۰۸۳:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا. (متفق عليه)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کی کتنی فضیلت ہے اور پھر وہ اس کو حاصل نہ کر سکیں سوائے اس کے کہ قرعہ اندازی ہو؛ تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

افادات:–مطلب یہ ہے کہ اگر اتنے لوگ اس کے طلب گار ہوں کہ سب کو پہلی صف میں جگہ نہیں مل سکتی، یا سب کو اذان دینے کا موقعہ نہیں دیا جا سکتا اور کہا جائے کہ اس کے لئے قرعہ اندازی کرنے کی ضرورت پڑے گی، تو اس کے لئے بھی لوگ آمادہ ہو جائیں گے۔

بہترین صف کون سی؟

حدیث ۱۰۸۴:-

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا. وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا. (رواہ مُسلِم)

ترجمہ:–حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے، اور ان کی سب سے بری صف آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف سب سے آخر میں ہے اور بری صف پہلی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- پہلی صف آگے ہوتی ہے اور امام کے قریب ہوتی ہے، عورتوں سے دور ہوتی ہے۔ عورتوں کو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں آنے کی اجازت تھی، بعد میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں ان کی خرابیوں کی وجہ سے ان کو روک دیا گیا۔ عورتوں سے دور ہونے کی وجہ سے پہلی صف میں ہر اعتبار سے خوبی ہی خوبی ہے۔ اور پچھلی صف عورتوں سے قریب ہوگی اس لئے اس کو برا بتلایا۔ اور عورتوں کی بہترین صف سب سے آخر میں ہوگی اور بری صف پہلی ہے کیونکہ وہ مردوں سے قریب ہوتی ہے، جتنی قریب ہوگی اتنے وسوسوں اور فتنوں کے مواقع زیادہ ہوں گے۔

جو پیچھے رہے گا؛ اس کو پیچھے ہی رکھا جائے گا

حدیث ۱۰۸۵:-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّراً، فَقَالَ لَهُمْ: تَقَدَّمُوا، فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ، حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ.

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں پیچھے رہنے کا جذبہ محسوس کیا تو ارشاد فرمایا: آگے بڑھو اور میرے پاس کھڑے رہو، پھر جو بعد میں آئیں وہ تمہارے پیچھے کھڑے رہیں، لوگ برابر پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے کر دے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- بعض لوگ بہت پہلے سے مسجد میں آجاتے ہیں لیکن مسجد کے کونے میں بیٹھے رہتے ہیں، جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو دوسروں کو پہلی صف میں جانے کا اشارہ کرتے ہیں اور پھر اخیری صف ہی میں کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں؛ یہ "تَأَخُّر" کہلاتا ہے۔ پیچھے رہنے والا یہ جو مزاج ہے اس کو نبیٔ کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا ہے۔ جب نبیٔ کریم ﷺ نے یہ محسوس کیا کہ صحابۂ کرام پہلی صف کا جیسا اہتمام کرنا چاہیے وہ نہیں کررہے ہیں، یا پہلی صف میں آکر بیٹھنا چاہیے وہ نہیں کرتے؛ تو اس پر ان کو ٹوکا۔

جو آدمی دین کے کاموں میں پیچھے رہنے کا مزاج بنائے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو پیچھے رکھیں گے۔ بلکہ بعض روایتوں میں تو ہے: لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ فِي النَّارِ (سنن أبوداود. باب صف النسآء و كراهية التاخر عن الصف الاول) جو آدمی ہمیشہ پہلی صف سے پیچھے رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے کرکے جہنم میں ڈال دے گا۔ یعنی ابھی تو پہلی صف سے پیچھے رہتا ہے لیکن ایک وقت آئے گا کہ پیچھے رہنے والا یہ جذبہ آدمی کو یہاں تک پہنچائے گا کہ نیکی کے کاموں کو چھوڑنے والا بن جائے گا اور یہی چیز عذابِ جہنم کا سبب بنے گی۔ اس لیے ایک مؤمن کا مزاج نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے والا ہونا چاہیے، پیچھے رہنے والا مزاج نہیں ہونا چاہیے۔ ہر ایک کی کوشش یہ ہو کہ وہ آگے بڑھے اور اس کو پہلی صف میں جگہ ملے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

صفوں کی عدمِ درستگی کا دنیوی نقصان

حدیث ۱۰۸۶:-

وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُوْلُ: اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

ترجمہ:- حضرت ابو مسعود انصاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے تھے (یعنی کندھے پر ہاتھ رکھ کر صفوں کو درست کرتے تھے) اور فرماتے تھے: صفیں سیدھی کرو، آگے پیچھے نہ رہو؛ ورنہ تمہارے دلوں میں اس کا اثر پہنچے گا تم میں جو بالغ اور عقلمند ہوں وہ میرے قریب رہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔

افادات:- دیکھو! صفوں کے درست نہ کرنے کا اثر دلوں تک پہنچتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ تسویۂ صفوف یعنی صفوں کی درستگی کا دنیوی اعتبار سے بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ صفوں کی درستگی کا اہتمام کرتے ہیں ان کے دلوں میں آپس میں جوڑ اور تعلق و محبت پیدا ہوتی ہے، اور جو لوگ صف درست نہیں کرتے ان کے دلوں میں آپس میں توڑ اور عداوت و نفرت پیدا ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر صفیں درست نہیں کروگے تو تمہارے دلوں میں بھی اسی طرح سے اختلاف اور نفرت پیدا ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پھر ایک اور بات ارشاد فرمائی کہ تم میں جو بالغ اور عقلمند ہیں وہ میرے قریب رہیں۔ یعنی بڑی عمر کے اہلِ علم اور سمجھدار لوگوں کو پہلی صف میں ہونا چاہیئے، اس لئے کہ کبھی امام کو لقمہ دینے کی ضرورت پیش آتی ہے اور کبھی مسائل کی ضرورت پیش آتی ہے، اگر اہلِ علم اور سمجھدار آگے نہیں ہوں گے تو پھر لقمہ کون دے گا؟ اور بوقتِ ضرورت جگہ کون سنبھالے گا؟ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بالغ اور بڑی عمر کے اور اہلِ علم ہیں، ان کو خود ہی صفوں میں آگے رہنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

صفوں کی درستگی تکمیلِ نماز کا حصہ

حدیث ۱۰۸۷:-

عَنْ أَنَسٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.

وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيْ: فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ.

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی صفیں درست کرو، اس لئے کہ صفوں کا درست کرنا؛ نماز کے مکمل ہونے کا ایک حصہ ہے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ صفوں کا درست کرنا نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

افادات:- چوں کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ﴿أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ نماز قائم کرو۔ تو نماز قائم کرنے میں جہاں نماز کے ارکان، فرائض، واجبات، سنتیں ادا کرنا داخل ہے؛ وہیں صفوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کو درست کرنا بھی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے جو لوگ صفوں کو درست کرنے کا اہتمام نہیں کرتے؛ یوں سمجھا جائے گا کہ وہ نماز کے قائم کرنے والے حکم میں کوتاہی کے مرتکب ہیں۔

حدیث ۱۰۸۸:-

وعنه، قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا؛ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) (رواه البُخَارِيُّ بلفظه، ومسلم بمعناه)

وفی روایة للبخاری: وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ (ایک مرتبہ) نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، اس کے بعد حضور اکرم ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا: اپنی صفیں درست کرو، اورآپس میں خوب لگ کر کھڑے رہو اس لیے کہ میں تم کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

افادات:- یعنی میں نماز کے لیے قبلہ کی طرف رخ کرکے کھڑا ہوگیا، یہ سمجھ کر صفوں کی درستگی کے معاملہ میں غفلت و کوتاہی سے کام نہ لو کہ مجھے معلوم نہیں، بلکہ میں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔

صفیں درست کرو؛ ورنہ...

حدیث ۱۰۸۹:-

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ، حَتّٰى رَأٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْماً فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأٰى رَجُلاً بَادِياً صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ. فَقَالَ: عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.

ترجمہ:- حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم یا تو اپنی صفوں کو درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں اختلاف ڈال دیں گے، یا تمہارے چہروں کو پھیر دیں گے۔

مسلم شریف کی روایت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد کس موقع پر فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ ہماری صفوں کو درست کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے ذریعہ تیروں کو درست کیا جا رہا ہو (اور آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ صفیں اسی طرح درست فرمالیا کرتے تھے) یہاں تک کہ جب نبیٔ کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم لوگ یہ بات بخوبی سمجھ اور سیکھ گئے ہیں (تو پھر روزانہ صفوں کو سیدھا کرنا چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ جس چیز کی عادت ڈالنی تھی اس کی عادت پڑ چکی، اور صحابہ از خود صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام کرنے لگے؛ تو نبیٔ کریم ﷺ نے کندھے پکڑ کر صفیں درست کرنا چھوڑ دیا، صرف دیکھ لیا کرتے تھے کہ صفیں درست ہیں یا نہیں) پھر ایک دن نبیٔ کریم ﷺ تشریف لائے اور اپنے مصلّے پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کرنا چاہتے ہی تھے کہ آپ کی نظر پڑی کہ ایک آدمی کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! صفیں درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو پھیر دیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- ”قِدَاح“ تیروں کی جو لکڑیاں ہوتی تھیں ان میں لوہا ڈالنے سے پہلے بڑے اہتمام سے ان کو پوری طرح سیدھا کیا جاتا تھا، اس لئے کہ اگر لکڑی برابر سیدھی نہ ہو، تو پھر تیر نشانہ پر نہیں جائے گا۔ تو صحابی فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کی صفوں کو نبیٔ کریم ﷺ اتنے اہتمام سے درست کرتے تھے کہ ان صفوں پر تیروں کی لکڑیاں رکھ کر معلوم کیا جا سکتا تھا کہ وہ سیدھی ہیں یا نہیں۔

چہروں کو پھیرنے کا مطلب بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ: دلوں میں نفرت بیٹھ جائے گی اور دلوں میں آپس میں بغض پیدا ہوگا جس کے نتیجہ میں تم میں سے ہر ایک اپنا چہرہ دوسرے سے پھیرنے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ آپس میں جب اختلاف ہوتا ہے تو ایک کو دیکھ کر دوسرا اپنا منھ پھیر لیتا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ: صفوں کو درست نہ کرنے کا نتیجہ چہروں کے بگڑنے کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ گویا یہ چیز چہروں کے مسخ ہو جانے کا سبب بن سکتی ہے، اس لئے اس سے خاص طور پر بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں

حدیث ۱۰۹۰:-

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُوْلُ لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ يَقُوْلُ إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْأُوَّلِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صف میں ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک تشریف لے جاتے تھے، اور ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے تھے کہ سیدھے کھڑے ہیں یا نہیں۔ اور یہ بھی ارشاد فرماتے تھے: آگے پیچھے مت کھڑے رہو، ورنہ تمہارے دلوں پر اس کا اثر پڑے گا۔ اور فرماتے تھے کہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتے ہیں اور فرشتے ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں)۔

بڑا وعدہ اور سخت وعید

حدیث ۱۰۹۱:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الخَلَلَ، وَلِينوا بِأَيْدِي إِخْوانِكُمْ، ولاَ تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفّاً وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفّاً قَطَعَهُ اللهُ. (رواه أبوداؤد بإسناد صحيح)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صفیں سیدھی کرو اور کندھے ایک دوسرے کے برابر رکھو (یعنی تمہارا اور پاس والے کا کندھا سیدھا ہونا چاہیے) اور بیچ میں خالی جگہ ہو تو اس کو پُر کر لو (ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ دو آدمی کے بیچ میں ایک بالشت کی جگہ خالی رہ جائے) اور اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں نرم بن جاؤ۔ اور شیطان کے لئے خالی جگہ بیچ میں مت چھوڑو (اگر بیچ میں خالی جگہ رہ جاتی ہے تو شیطان آکر وہاں کھڑا ہو جاتا ہے) اور جو آدمی صف کو جوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے جوڑے گا، اور جو آدمی صف کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے کاٹے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- اس روایت میں صف سیدھی کرنے پر وعدہ بھی بڑا ہے، بہت سخت وعید بھی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے ایک آدمی صف میں برابر کھڑا نہیں ہے، بعد میں آنے والا محسوس کرتا ہے کہ صف برابر نہیں ہے، تو اس کو ٹھیک کرنے کے لئے کبھی کسی کا کندھا پکڑتا ہے، ایسے موقعہ پر بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اکڑ جاتے ہیں، نماز میں کچھ کہہ تو سکتے نہیں، لیکن اپنے کندھے اور جسم کو اکڑا کر اس سے گویا اپنے اختلاف کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا مت کرو، بلکہ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ یعنی اگر کوئی صف درست کرنے کے لئے کبھی کسی موقعہ پر تم کو ہاتھ لگائے تو اس سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ جو کروانا چاہتا ہے وہ کرلو اور صف کو برابر ٹھیک کرلو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صف کو جوڑنے کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، اور ذرّہ برابر بھی کوتاہی نہ ہو کہ جس کے نتیجہ میں صف کے ٹوٹنے کی نوبت آجائے۔

شیطان صف کی درمیانی خالی جگہ میں گھس جاتا ہے

حدیث ۱۰۹۲:-

وَعَنْ أَنَسٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ.

ترجمہ مع تشریح:- حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی صفوں کو مضبوط رکھو، اور صفوں کو قریب قریب رکھو (یعنی صفوں کے درمیان میں بھی جتنی ضرورت ہو اتنا ہی فصل ہونا چاہیے تاکہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پچھلی صف والے اطمینان سے سجدہ کر سکیں، ایسا نہ ہو کہ پہلی اور دوسری صف کے درمیان دس پندرہ فٹ کی دوری رکھی جائے)اور گردنیں آپس میں مقابلہ میں رکھو (کندھوں سے کندھا ملاکر رکھیں گے تو اس کے نتیجہ میں گردنیں بھی ایک لائن میں آجائیں گی۔ پھر حضوراکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، مَیں شیطان کو دیکھ رہا ہوں کہ صف کے درمیان اس طرح داخل ہو جاتا ہے جیسے چھوٹی بکریاں (گھس جاتی ہیں)۔

افادات:- ”رُصُّوْ““رَصَاصٌ“ سے ماخوذ ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے، اسی طرح درمیان میں کوئی خالی جگہ نہ رہے

”حَذَفٌ“ یمن میں چھوٹی چھوٹی سیاہ بکریاں ہوا کرتی ہیں جو معمولی جگہ بھی پاتی ہیں تو گھس جاتی ہیں، اسی طرح شیطان بھی جب صف میں ذرا سا فصل دیکھتا ہے تو اندر گھس کر اپنی کاروائی شروع کر دیتا ہے، اس لئے نمازیوں کو چاہیے کہ صفوں کے درمیان میں ذرّہ برابر بھی فصل اور خالی جگہ نہ چھوڑیں۔

صفوں کی ترتیب

حدیث ۱۰۹۳:-

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ. (رواه أبو داؤد بإسناد حسن)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلی صف کو مکمل کرو، پھر اس کے بعد والی (اسی طرح ترتیب سے یکے بعد دیگرے صفوں کو مکمل کرتے رہو) یہاں تک کہ جو کمی رہ جائے وہ اخیری صف میں رہے۔

افادات:- ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ پہلی صف بھی ادھوری ہے، دوسری بھی ادھوری ہے، تیسری بھی ادھوری ہے، بلکہ جب تک کہ پہلی صف مکمل نہ ہو وہاں تک دوسری صف شروع نہ کی جائے۔

صفوں کی ترتیب کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "وَسِّطُوا الْإِمَامَ" امام کو بیچ میں رکھو۔ فقہاء نے اس کا طریقہ یہی بتلایا ہے کہ جب امام کھڑا ہو تو پہلا آدمی امام کے پیچھے کھڑا ہو، اس کے بعد پھر دائیں طرف، پھر بائیں طرف، پھر دائیں طرف، پھر بائیں طرف؛ اسی طرح ہر آنے والا دیکھتا رہے کہ کس طرف زیادہ لوگ کھڑے ہیں، جدھر کم لوگ ہوں اس طرف وہ کھڑا ہو جائے، اسی طرح پہلی صف مکمل ہوگی۔ چوں کہ نبی کریم ﷺ نے امام کو بیچ میں رکھنے کا حکم دیا ہے، اس لیے ہر مصلّی اس بات کا خیال رکھے کہ امام بیچ میں رہے، اور اس کا طریقہ وہی ہوگا جو ابھی بتلایا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ دائیں طرف آٹھ دس آدمی کھڑے ہوتے چلے گئے اور بائیں طرف ایک دو آدمی ہی ہیں، اس صورت میں تو دائیں طرف والا صف کا حصہ لمبا ہو گیا اور بائیں طرف والا چھوٹا رہا؛ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام بیچ میں نہیں آپایا۔

ہاں! اگر قریب ہی میں یہ کمی پوری ہونے کی امید ہو، مثلاً نمازی مسلسل آرہے ہیں، تو اس صورت میں اگر ایک طرف دو چار آدمی زیادہ ہو گئے، اور ایک دو منٹ بعد دوسری طرف بھی آ گئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تو کوئی اشکال کی چیز نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسی امید نہیں ہے، بلکہ خیال یہ ہے کہ صف اسی طرح آخر تک رہے گی، تو اس صورت میں پہلے ہی سے ہر آنے والے کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور پہلی صف جب مکمل ہو جائے اس کے بعد دوسری صف شروع کی جائے، پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف شروع کرنا درست نہیں ہے۔

دائیں جانب کی صف والوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی رحمت

حدیث ۱۰۹۴:-

وَعَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ. (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيْهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِيْ تَوْثِيْقِهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دائیں جانب کی صف والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

افادات:- لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صف کی دائیں جانب والا حصہ حاصل کرنے کے لئے صفوں کی اس ترتیب کی خلاف ورزی کی جائے جو نبی کریم ﷺ نے بتلائی ہے، بلکہ اسی طریقہ اور ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اگر دائیں طرف کھڑے رہ سکتے ہیں؛ تب ہی یہ فضیلت حاصل ہو گی، اس لیے وہ طریقہ تو ملحوظ رکھنا ہی چاہیے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اگرچہ اس روایت پر امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کلام کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: صحیح اس طرح ہے: ”اِنَّ اللہَ وَمَلَآئِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ صُفُوْفاً“ (پہلے بھی ایک روایت آچکی ہے کہ) جو لوگ صفوں کو جوڑنے کا اہتمام کرتے ہیں، اور بیچ میں خالی جگہ نہیں رہنے دیتے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتے ہیں اور اللہ کے فرشتے بھی ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اس صورت میں تو پھر کوئی اشکال باقی ہی نہیں رہے گا۔

سلام کے بعد امام صاحب کس طرف رخ کریں؟

حدیث ۱۰۹۵:-

وَعَنِ الْبَرَاءِ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ.

ترجمہ:- حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے تو اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی دائیں طرف کھڑے رہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ اپنے چہرے سے اسی طرف متوجہ ہوتے تھے، اور (سلام کے بعد) میں نے حضورِ اکرم ﷺ کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: **اے اللہ! تو اپنے بندوں کو جب قیامت کے روز دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے گا؛ اس روز مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھیو۔**

افادات:- سلام پھیرنے کے بعد جب مصلّیوں کی طرف رخ پھیرنے کا وقت آتا تھا تو عام طور پر نبی کریم ﷺ دائیں طرف رخ پھیرتے تھے۔ یہ طریقہ پسندیدہ تو ہے لیکن آدمی اس کو ضروری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نہ سمجھے، اس لیے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی روایت موجود ہے کہ کوئی آدمی اگر ضروری سمجھتا ہو کہ دائیں طرف ہی سے گھومنا چاہیے، تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ رکھ دیا، اس لیے کہ میں نے بہت سی مرتبہ حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ بائیں طرف چہرہ گھماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ طریقہ بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، البتہ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا تھا کہ آپ دائیں طرف گھوم کر نمازیوں کی طرف اپنا رخ فرما کر بیٹھا کرتے تھے۔

یہ محبت کی بات ہے

حضراتِ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جو محبت اور تعلق تھا اس کی وجہ سے وہ لوگ ہر وقت آپ کے دیدار کے متمنی رہا کرتے تھے، اسی کے پیشِ نظر وہ حضرات اس بات کو پسند کرتے تھے کہ دائیں طرف کھڑے رہیں تاکہ سلام پھیرنے کے بعد مصلّیوں کی طرف جب چہرہ پھیرنے کا وقت آئے تو چوں کہ اکثر حضور اکرم ﷺ دائیں طرف رخ پھیرتے ہیں تو آپ کے چہرے پر ہماری نظر پہلے پڑ جائے۔ یہ محبت کی بات ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ یہ دعا امّت کی تعلیم کے لئے کیا کرتے تھے، اس لئے کہ اصل میں تو یہ دعا امّت ہی کے لئے ہے۔

بہر حال! اس روایت کو اور اگلی روایت کو لا کر صف کے دائیں طرف والے حصہ کے بہتر ہونے کی نشان دہی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتلا دیا کہ دائیں طرف کو حاصل کرنے میں صفوں کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترتیب کے سلسلہ میں جو ہدایتیں دی گئی ہیں اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ اگر صف کی بائیں طرف کوئی نہیں ہے اور آپ دائیں طرف کھڑے ہو گئے، تو گویا صف کے بنانے میں جو ترتیب بتلائی گئی ہے اس کی رعایت نہیں ہو گی، اور ویسے بھی یہ برا معلوم ہوتا ہے۔

امام کو بیچ میں رکھو، اور خالی جگہ پُر کرو

حدیث ۱۰۹۶:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام کو بیچ میں رکھو، اور خالی جگہ پُر کرو۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ ہر آنے والا اس انداز سے کھڑا ہو کہ امام بیچ میں رہے، امام تو اپنی جگہ پر رہے گا لیکن مصلّی ایک ہی طرف کھڑے ہونا شروع کریں گے تو اس صورت میں امام بیچ میں نہیں رہے گا، اس لئے یہ بتلایا گیا کہ ہر آنے والا صف کی پوزیشن کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے کھڑے ہونے کا فیصلہ کرے۔ اگر دیکھ رہا ہے کہ دائیں طرف لوگ زیادہ ہیں تو بائیں طرف کھڑا رہے، اور اگر بائیں طرف زیادہ ہیں تو دائیں طرف کھڑا رہے؛ تاکہ امام کو بیچ میں رکھنے والا نبی ٔ کریم ﷺ کا جو حکم ہے اس پر عمل ہو جائے۔ اور صفوں کی خالی جگہوں کو پُر کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے، پہلے بھی روایت گزر چکی ہے، نبی ٔ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی صف کو جوڑے گا؛ اللہ تعالیٰ اس کو جوڑے گا، اور جو صف کو کاٹے گا؛ اللہ تعالیٰ اس کو کاٹے گا۔ صف کو نہ جوڑنے پر بہت سخت وعید بھی ہے، اس لئے اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فَضْلُ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقَلِّهَا وَأَكْمَلِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا

سننِ موکدہ کی تعداد اور اس کی فضیلت

فرض نمازیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے لازم کی گئی ہیں ان کو اپنے اوقات میں ادا کیا جاتا ہے، اس میں فرض کے علاوہ بھی کچھ نمازیں اس سے پہلے اور بعد میں رکھی گئی ہیں، جیسے: فجر میں دو رکعات فرض ہے، لیکن اس سے پہلے دو رکعات بطورِ سنّت ادا کروائی جاتی ہیں۔ اسی طرح ظہر میں اصل فرض تو چار رکعات ہے، لیکن اس سے پہلے چار رکعات اور بعد میں دو رکعات ہیں۔ تو فرض نماز کے علاوہ جو رکعتیں سنّت اور نفل کے طور پر ادا کی جاتی ہیں ان کی فضیلت کو اس باب میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روزانہ بارہ رکعات سنتِ موکدہ پڑھنے پر جنت کا مکان

حدیث ۱۰۹۷:-

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَمْلَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ تَعَالٰى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ الْفَرِيْضَةِ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (رواه مُسلِمٌ)

ترجمہ:- امّ المؤمنین حضرت امّ حبیبہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر روز بارہ رکعتیں نفل فرض کے علاوہ ادا کرے گا؛ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت میں ایک مکان بنائے گا، یا یہ کہ اس کے لئے جنّت میں ایک مکان بنایا جائے گا۔

افادات:- اس سے مراد سنتِ موکدہ ہے جو فرائض کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ فجر سے پہلے دو سنّت، ظہر سے پہلے چار رکعت اور بعد میں دو، مغرب کے بعد دو، اور عشاء کے بعد دو؛ یہ کل بارہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی ادائیگی کی بڑی تاکید آئی ہے، اور ان میں بھی فجر کی دو سنتوں کی سب سے زیادہ تاکید آئی ہے، حتّٰی کہ سفر میں بھی نبیٔ کریم ﷺ اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ فجر کی سنّت کا اہتمام کرو، چاہے تمہیں گھوڑے روند ڈالیں (ابوداود، ۱/ ۴۰۲) مطلب یہ ہے کہ چاہے کیسے ہی حالات اور تکلیف کیوں نہ ہو، اس کو پابندی سے ادا کرنا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بہر حال! یہ سننِ مؤکدہ جن کو سننِ رواتب بھی کہتے ہیں، ان کی ادائیگی کی بڑی تاکید ہے۔ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ جو آدمی ان سنتوں کو چھوڑے گا وہ ملامت کے قابل ہے، اور جو اس کا عادی بن جائے گا اس کی شہادت بھی قابلِ قبول نہیں۔ آج کل اس کی طرف سے بڑی بے رغبتی برتی جاتی ہے، بہت سے لوگ مسجد میں آتے ہیں اور وقت ہونے کے باوجود ان کو پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے؛ یہ بالکل غلط طریقہ ہے جو قابلِ ترک ہے۔ بہر حال! ان کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

حدیث ۱۰۹۸:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، اور ظہر کے بعد دو رکعتیں، اور جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعتیں، اور مغرب کے بعد دو رکعتیں، اور عشاء کے بعد دو رکعتیں ادا کیں۔

افادات:- اس روایت میں ظہر سے پہلے دو رکعت کا تذکرہ ہے، اور فجر سے پہلے کی دو رکعت کا تذکرہ سرے سے ہے ہی نہیں۔ دوسری روایتوں میں ہے، اس لیے فقہاء نے ان ساری روایتوں کے مجموعے کو سامنے رکھتے ہوئے ان بارہ رکعتوں کی تاکید فرمائی ہے جو مَیں اوپر بتلا چکا ہوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اذان واقامت کے درمیان سنتیں

حدیث ۱۰۹۹:-

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ. (متفقٌ علیہ)

اَلْمُرَادُ بِالْأَذَانَيْنِ: اَلْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مغفّل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دونوں اذانوں کے درمیان میں نماز ہے، دونوں اذانوں کے درمیان میں نماز ہے، دونوں اذانوں کے درمیان میں نماز ہے۔ تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ جو آدمی پڑھنا چاہے۔

افادات:- دواذان سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ اوران کے درمیان میں جو نماز کا تذکرہ کیا ہے اس سے مراد نفل یا سنّت ہے۔ ویسے تو تمام نمازوں میں فرض سے پہلے سنن ہیں، جیسے: فجر سے پہلے دو، ظہر میں چار، عصر میں بھی چار یا دو سنتِ غیر مؤکدہ ہیں، اسی طرح عشاء میں بھی فرض سے پہلے چار غیر مؤکدہ ہیں، لیکن مغرب کی نماز سے پہلے سنّت ہے یا نہیں ؟ یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے۔ احناف کے نزدیک مغرب کی اذان کے بعد اور مغرب کی فرض سے پہلے کوئی سنّت نہیں ہے۔ حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ مباح کا درجہ ہے یعنی جائز ہے، کوئی آدمی اگر پڑھنا چاہے؛ تو پڑھ سکتا ہے، باقی اس کے مستحب اور سنّت ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے۔ ہاں! شوافع کے نزدیک مستحب ہے۔ اس کی تفصیل مغرب کی سنتوں کے بیان میں آگے آئے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ تَاكِيْدِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

فجر کی دو سنتوں کی تاکید

جیسا کہ ابھی بتلایا کہ بارہ رکعتیں سنت ادا کی جاتی ہیں، ان میں فجر کی دو سنتیں بھی آجاتی ہیں، لیکن اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اس باب میں اس کو الگ سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث ۱۱۰۰:-

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو، اور فجر سے پہلے دو رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

افادات:- دیکھو! اس روایت میں ظہر سے پہلے کی چار رکعت کا تذکرہ آیا ہے۔ اور فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کا بڑا اہتمام ہے۔

حدیث ۱۱۰۱:-

وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرض کے علاوہ دوسری نمازوں میں کسی نماز کا اتنا زیادہ اہتمام اور پابندی نہیں کرتے تھے جتنی فجر کی دو رکعتوں کا اہتمام فرماتے تھے۔

حدیث ۱۱۰۲:-

وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

ترجمہ:–حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی دو رکعتیں؛ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہے۔

افادات:–ویسے تو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر تو ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا بھی ہے، لیکن عام طور پر آدمی دنیا کے حصول میں مشغولی کے نتیجہ میں جن چیزوں کو چھوڑا کرتا ہے ان میں سنتیں بھی ہیں، اس لئے خاص طور پر اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ کا فجر کی سنتوں کا اہتمام / ایک واقعہ

حدیث ۱۱۰۳:-

وَعَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ بِلَالِ بْنِ رِبَاحٍ (رضی اللہ عنہ) مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ (رضی اللہ عنہا) بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا فَقَامَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ أَذَانَهُ. فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جِدّاً ، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ . فَقَالَ يَعْنِيْ النَّبِيَّ ﷺ : إِنِّيْ كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ ! إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدّاً . قَالَ : لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا وَأَحْسَنْتُهُمَا وَأَجْمَلْتُهُمَا .

ترجمہ مع تشریح:- حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) جو حضور اکرم ﷺ کے مؤذن تھے ان سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ وہ نبیٔ کریم ﷺ کے پاس فجر کی نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوئے (حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کا معمول تھا کہ وہ اپنے وقت پر اذان دے دیا کرتے تھے اور جب جماعت کا وقت قریب ہوتا تو نبیٔ کریم ﷺ کو اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنی اسی عادت کے مطابق فجر کی نماز کی تیاری کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوئے تو) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت بلال سے کوئی بات دریافت کی اور اُس میں ان کو مشغول کر دیا (ان کے اس سوال وجواب کی گفتگو میں ذرا تاخیر ہو گئی) یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہو گئی (حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو جواب دینے کے بعد) حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) (نے محسوس کیا کہ آج اُجالا زیادہ ہو چکا ہے، تو) نبیٔ کریم ﷺ کو اطلاع دینے لگے (کہ اے اللہ کے رسول! فجر کا وقت ہو گیا ہے) اور مسلسل اطلاع دیتے رہے، لیکن ان کے بار بار اطلاع کرنے کے باوجود نبیٔ کریم ﷺ اپنے حجرہ سے فوراً نہیں نکلے، بلکہ کچھ دیر بعد باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) نے (بار بار متوجہ کرنے کی معذرت کے طور پر) نبیٔ کریم ﷺ سے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھ سے ایک بات پوچھی تھی، اس گفتگو میں مجھے ایسا مشغول کر دیا کہ صبح کا اُجالا زیادہ ہو گیا (پھر میں نے آپ کو وقت ہو جانے کی اطلاع دی) لیکن آپ نے بھی نماز کے لیے نکلنے میں دیر فرمائی۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جب تم نے مجھے جماعت کی اطلاع دی) اس وقت میں فرض سے پہلے کی دو رکعت سنتوں کی ادائیگی میں مشغول تھا۔ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! صبح تو بہت زیادہ ہو چکی تھی (اس کے باوجود آپ دو رکعت کی ادائیگی میں مشغول ہوئے؟) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جتنی دیر ہوئی اُس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی ؛تب بھی میں ان دو رکعتوں کو ادا کرتا اور (مختصر انداز میں ، لیکن ہر ہر رکن کو)پورے طور پر ادا کرتے ہوئے اچھے طریقے سے پڑھتا۔

افادات:–مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنی بھی دیر ہو جاتی، لیکن جب تک یہ دو رکعتیں ادا نہ کرلیتا؛ وہاں تک نماز پڑھانے کے لئے باہر نہ نکلتا۔اس سے فجر کی دو سنتوں کی تاکید اوراہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ
وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا وَبَيَانِ وَقْتِهِمَا

فجر کی دو سنتیں مختصر اور ہلکی پڑھی جائیں
اس میں قراءت کیا ہو؟ اس کا وقت کیا ہے؟

حدیث ۱۱۰۴:-

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا: يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان نبی کریم ﷺ بہت مختصر دو رکعت ادا فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہی سے دوسری روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی اذان سنتے تھے تو فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے تھے، اور بہت مختصر ادا فرماتے تھے۔ اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں (اتنی مختصر ہوتی تھیں کہ) میں اپنے جی میں سوچتی تھی کہ آپ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ ہے: جب آپ ﷺ اذان سنتے تھے (اور حضور ﷺ کے زمانہ میں صبحِ صادق ہوتے ہی فوراً اذان ہوتی تھی) تو فوراً آپ دو رکعت سنّت ادا فرماتے تھے اور ہلکی اور مختصر پڑھتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ صبحِ صادق طلوع ہوتے ہی آپ وہ ادا فرمالیتے تھے۔

افادات:– ان تمام روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو سنتوں میں نبیٔ کریم ﷺ طویل قرأت نہیں فرماتے تھے۔ اب کیا پڑھتے تھے تو آگے مستقل آرہا ہے۔ اسی دوسری روایت کے پیشِ نظر امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک ان سنتوں میں صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھی جائے گی، اور کوئی سورۃ نہیں ملائی جائے گی۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں صبحِ صادق طلوع ہوتے ہی پڑھنا پسندیدہ ہے، اور مختصر پڑھنا بھی پسندیدہ ہے، اور گھر پر پڑھی جائے یہ بھی پسندیدہ ہے۔ اس لیے ان تینوں چیزوں کا اہتمام کیا جائے۔

صبحِ صادق تا طلوعِ آفتاب صرف دو سنتیں اور دو فرض

حدیث ۱۱۰۵:-

وَعَنْ حَفْصَةَ (رضی اللہ عنہا) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ صَلَّى الْفَجْرَ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–امّ المؤمنین حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ جب مؤذن فجر کی اذان دیتا تھا اور صبحِ صادق نمودار ہوتی تھی تو نبی کریم ﷺ دو رکعت (فجر کی سنتیں) مختصر ادا فرماتے تھے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جب صبح صادق طلوع ہوتی تھی تو حضور اکرم ﷺ صرف یہی دو رکعتیں (یعنی سنتیں) مختصر ادا فرماتے تھے۔

افادات:– ویسے مسئلہ بھی یہی ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد فجر کی فرض پڑھنے تک درمیان میں صرف یہ دو سنتیں ہی پڑھ سکتے ہیں، اور کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے، ہاں! اگر کوئی آدمی قضاء نماز پڑھنا چاہے، تو پڑھ سکتا ہے۔

بعض لوگ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، اور بعض لوگ صبح صادق کے وقت کو صحیح طور پر معلوم نہ رکھنے کی وجہ سے صبح صادق ہو جانے کے بعد بھی تہجد کے نام سے نوافل پڑھتے رہتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ اگر صبح صادق ہو جانے کے بعد کسی نے تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھ لی، اور بعد میں گھڑی دیکھ کر معلوم ہوا کہ صبح صادق تو ہو چکی تھی؛ تو یہ دو رکعتیں سنّت کی طرف سے کافی ہو جائیں گی، اب اس کو الگ سے سنّت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور، یہ مسئلہ تو سب کو معلوم ہی ہے کہ فجر کے دو فرض پڑھنے کے بعد سے لے کر طلوعِ آفتاب تک کوئی نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ صبح صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب تک نوافل میں صرف دو سنتیں اور دو فرض ہی پڑھ سکتے ہیں، ہاں! کوئی آدمی قضاء پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فجر کی دو سنتیں اوّل وقت پڑھنا پسندیدہ ہے

حدیث ۱۱۰۶:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات میں (تہجد کی نماز) دو دو رکعتیں کر کے ادا فرماتے تھے (چوں کہ رات کا اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ کتنی باقی ہے، اس لئے ہر دو رکعت پر سلام پھیر دیا کرتے تھے) اور اخیر میں جب یہ اندازہ ہوتا کہ اب صبح صادق ہونے والی ہے، تو مزید ایک رکعت ملا کر وتر ادا فرمالیتے تھے۔ اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت ایسے وقت ادا فرماتے تھے گویا آپ کے کانوں میں اذان کی آواز آرہی ہے۔

افادات:- حضرت شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ملانے سے ہی ہوتی ہے، گویا دو دو رکعتیں پڑھتے رہے، اب آخری دو رکعت میں کھڑے ہو کر ایک رکعت کا اضافہ کرلیا تو وہ وتر ہوگئی۔ اور صبح صادق ہوتے ہی اذان ہوتی تھی، تو اذان کی آواز سنتے ہی آپ فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں بالکل اوّل وقت میں پڑھنی چاہئیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فجر کی سنتوں کی مسنون قراءت

حدیث ۱۱۰۷:-

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رضی اللہ عنہما) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُوْلٰى مِنْهُمَا : قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ. وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فِي الْآخِرَةِ الَّتِيْ فِيْ آلِ عِمْرَانَ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی آیت "قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا" پڑھتے تھے، اور دوسری رکعت میں "آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ" تلاوت فرماتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دوسری رکعت میں سورۂ آلِ عمران کی آیت "تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" پڑھتے تھے۔

افادات:- ان سب آیتوں میں ایمانیات، ایمان اور اخلاص سے متعلق مضمون ہے، اس لئے ان کے پڑھنے کو پسند فرماتے تھے۔

حدیث ۱۱۰۸:-

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" و "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ".

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں میں (یعنی سنتوں کی) پہلی رکعت میں "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور دوسری میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" پڑھی۔

حدیث ۱۱۰۹:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْراً، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" و "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ".

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ میں مہینہ بھر تک نبی کریم ﷺ کو برابر دیکھتا رہا کہ آپ فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" تلاوت فرماتے تھے۔

افادات:- بعض روایتوں میں ہے کہ چوبیس روز تک دیکھا۔ اور بعض روایتوں میں چالیس روز تک کا ذکر بھی آیا ہے کہ چالیس دن تک میں آپ ﷺ کو برابر دیکھتا رہا کہ آپ ہمیشہ فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" تلاوت فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ عام طور پر انہیں دو سورتوں کو پڑھتے تھے، اور کبھی کبھی سورۂ بقرہ والی آیتیں بھی ہوتی تھیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اِسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ أَمْ لَا

فجر کی دو سنتوں کی ادائیگی کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا مستحب و پسندیدہ ہونا اور اس کی ترغیب؛ چاہے رات کو تہجد پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دو سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا مستحب و پسندیدہ ہونا

حدیث ۱۱۱۰:-

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی دو سنتیں ادا فرمالیتے تھے؛ تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

افادات:- یہ نبی کریم ﷺ کا عمل تھا، آگے قولی روایت بھی آرہی ہے۔

فجر کی دو سنتوں کے بعد تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جانا اور پیر لمبے کرنا کیسا ہے؟ یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان اختلاف والا ہے۔ ائمہ میں سے امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) اس کے سنّت ہونے کے قائل ہیں۔ دوسرے بعض حضرات اس کے سنّت ہونے کے قائل نہیں ہیں، چوں کہ امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) شافعی المسلک ہیں اس لئے اس کی سنیت کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے یہ عنوان قائم کیا ہے۔

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے بعض حضرات جیسے: حضرت ابو ہریرہ، حضرت أنس حضرت أبو موسیٰ أشعری (رضی اللہ عنہم) اس کے استحباب کے قائل ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بعض علماء اُس کے واجب ہونے کے قائل ہیں، چناں چہ علامہ ابن حزم (رحمۃ اللہ علیہ) جو ظاہری المسلک ہیں، وہ تو یوں فرماتے ہیں کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد تھوڑی دیر لیٹنا ضروری ہے، اگر نہیں لیٹو گے تو فجر کی فرض ہی ادا نہیں ہو گی، اگر چہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

بعض حضرات نے اس کو بدعت کہا ہے، چناں چہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) اور ائمہ میں سے امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) اس کے بدعت ہونے کے قائل ہیں۔ بعضوں نے اس کو خلافِ اولیٰ بتلایا ہے۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ فجر کی سنّت اور فرض کے درمیان فصل کرنے کے لئے لیٹ جائے یا اور کوئی کام کر لے، یعنی چاہے تو لیٹ جائے، چاہے تو گھر والوں کے ساتھ بات چیت کرے، یا اور کوئی کام کر لے۔

بعضوں نے کہا کہ گھر میں ہو تو لیٹنا سنت ہے، مسجد میں نہیں، ورنہ تو مسجد مسافر خانہ بن جائے گی۔ اور بعضوں نے کہا کہ جو لوگ رات کو تہجد پڑھتے ہیں اور تہجد میں مشقت اٹھاتے ہیں ان کے لئے سنت ہے، دوسروں کے لئے نہیں۔

لیکن احناف کا قول اس بارے میں یہ ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سننِ عادیہ میں سے ہے، سننِ تشریعیہ میں سے نہیں۔ لہٰذا کوئی آدمی حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں ثواب کی نیت سے ایسا کرے تو امید ہے کہ اس کو ثواب ملے گا، باقی ہم اس کو سنت قرار نہیں دیتے۔ اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی ایک روایت مصنّف عبد الرزّاق اور طبرانی میں موجود ہے جس میں صاف فرمایا گیا ہے کہ نبیؐ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کریم ﷺ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹتے تھے لیکن اس لئے نہیں کہ سنّت ہے، بلکہ اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ تہجد کی ادائیگی میں بہت مشقت اٹھاتے تھے اور بہت دیر تک تہجد میں مشغول رہتے تھے جس کی وجہ سے تھک جاتے تھے، تو تھوڑی دیر آرام کے لئے اور جسم کو کچھ راحت پہونچانے کے لئے لیٹ جاتے تھے۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی اس روایت نے بات صاف کر دی کہ آپ ﷺ کا یہ عمل سنّت ہونے کی وجہ سے نہیں تھا۔ اس لیے کوئی آدمی رات بھر عبادت میں مشغول رہا، یا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک نوافل اور عبادت کی وجہ سے تھکن ہوئی اور فجر کی سنتوں کے بعد پانچ سات منٹ لیٹ جائے؛ تو اجازت ہے۔
یہاں لفظ اضطجاع آیا ہے جس کا مطلب نیند لینا نہیں ہوتا، بلکہ تھوڑی دیر سستانا یعنی لیٹ جانا ہوتا ہے۔

حدیث ۱۱۱۱:-

وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ هٰكَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ.

قَوْلُهَا: ((يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ)) هٰكَذَا هُوَ فِي مُسْلِمٍ. وَمَعْنَاهُ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک یعنی درمیان رات کا جو وقت ہوتا ہے اس میں گیارہ رکعتیں تہجد کے طور پر پڑھتے تھے، اور اس میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے پھر اخیر میں ایک رکعت ملا کر وتر پڑھتے تھے۔ پھر جب صبحِ صادق طلوع ہو جاتی اور موذن فجر کی اذان کہہ کر خاموش

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہو جاتا تو آپ دو رکعت ہلکی اور مختصر پڑھتے، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ اقامت یعنی تکبیر کا وقت آتا تو مؤذن آکر اطلاع کرتا۔

افادات:- پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ جب اقامت کا وقت آتا تھا تو حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) آکر حضور اکرم ﷺ کو اطلاع کرتے تھے پھر حضور گھر سے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔

حدیث ۱۱۱۲:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِيْنِهِ. (رواه ابوداود والترمذی بأسناد صحيحة)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جب فجر کی دو سنتیں ادا کرلے؛ تو دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔

افادات:- یہ قولی روایت ہے یعنی حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں محدثین نے کلام کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا عمل تو یہ تھا لیکن حضور کے ارشاد کے طور پر اس کو صرف ایک راوی عبد الواحد بن زیاد ہی نقل کرتے ہیں، دوسرے تمام راویوں نے حضور اکرم ﷺ کے عمل کے طور پر اس روایت کو پیش کیا ہے، ارشاد کے طور پر نہیں۔

ویسے فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنے والی یہ روایت امام زہری سے ان کے تمام شاگرد نقل کرتے ہیں، لیکن ان کے ایک شاگرد امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) بھی ہیں جو یہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تہجد کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے، اس کے بعد دو رکعت ادا فرماتے تھے، اسی لئے امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنے کے بدعت ہونے کے قائل ہیں۔

بہر حال! یہ مسئلہ روایتوں کے اختلاف کی وجہ سے ائمہ میں بھی اختلاف والا ہے، امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) اس کی سنیت کے قائل ہیں۔ تفصیل اوپر بتا چکا ہوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ سُنَّةِ الظُّهرِ

ظہر کی سنتوں کا بیان

حدیث ۱۱۱۳:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا.

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں ادا کیں۔

افادات:- ظہر کے بعد دو رکعت سنّتِ مؤکدہ ہونے پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، لیکن ظہر سے پہلے کتنی رکعتیں سنّتِ مؤکدہ ہیں؟ تو شوافع کے یہاں دو ہیں، جب کہ احناف اور حنابلہ کے یہاں چار ہیں۔

حدیث ۱۱۱۴:-

وَعَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات کبھی چھوڑتے نہیں تھے۔ (یعنی ہمیشہ چار رکعات پڑھتے تھے)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۱۱۵:-

وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً، ثُمَّ يَخْرُجُ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.
(رَوَاهُ مُسْلِم)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے میرے حجرہ میں چار رکعات ادا فرماتے تھے اس کے بعد مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، پھر نماز پڑھا کر جب گھر میں واپس تشریف لاتے تھے تو دو رکعات ادا فرماتے تھے۔ اور لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد مکان میں تشریف لا کر دو رکعات ادا فرماتے تھے۔ اور لوگوں کو جب عشاء کی نماز پڑھاتے تھے، پھر میرے کمرے میں تشریف لا کر دو رکعات ادا فرماتے تھے۔

افادات:- اب دیکھئے! حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) والی روایت میں ظہر سے پہلے دو رکعات کا تذکرہ ہے، اور اس روایت میں چار کا تذکرہ ہے۔ اس لئے جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں سنّت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اصل میں تو چار رکعات سنّتیں ہیں جو حضور ﷺ گھر میں ادا فرماتے تھے، اور جب مسجد میں تشریف لاتے تو آپ تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعت ادا فرماتے اور چوں کہ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) مسجد ہی میں حضور ﷺ کو دیکھتے تھے، اس لیے ان کی روایت میں جو دو رکعت کا ذکر ہے، اس کو تحیۃ المسجد پر محمول کیا جائے گا۔

شوافع یوں فرماتے ہیں کہ آپ نے گھر میں جو چار رکعت ادا فرمائی وہ فئِ زوال ہے، جیسے: اشراق، چاشت اور اوّابین ہیں، اس طرح ایک نماز فئِ زوال بھی ہے، یعنی زوال ہوتے ہی فوراً چار رکعات ادا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کرنی چاہیئے۔ چوں کہ جب سورج ایک دم سر پر ہوتا ہے، اس وقت نماز نہیں پڑھی جاتی، پھر جب سورج ڈھلتا ہے تو قبولیت کے دروازے کھلتے ہیں، تو اس وقت فیٔ زوال پڑھی جائے جس کا تذکرہ کتابوں میں آتا ہے تو وہ حضرات ان چار رکعات کو فیٔ زوال بتلاتے ہیں، اور ابن عمر (رضی اللہ عنہما) جو دو رکعت نقل کرتے ہیں اس کو سنّت بتلاتے ہیں۔ بہر حال دونوں باتیں ثابت ہیں۔

اور اس روایت میں ظہر کے بعد کی دو رکعات، مغرب کے بعد کی دو رکعات، اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعات کا تذکرہ ہے جو سنّتِ مؤکدہ ہیں۔ اور ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کا بھی تذکرہ آگیا جو کہ سنّتِ مؤکدہ ہیں، اور فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کا تذکرہ اس روایت میں نہیں آیا، لیکن پچھلے باب میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہی کی روایت گزری ہے جس میں فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کا تذکرہ آگیا تھا۔ اس طرح دن میں کل بارہ رکعتیں سنّتِ مؤکدہ ہیں، اسی کو اکثر حضرات نے اختیار کیا ہے، احناف و حنابلہ کے یہاں بارہ ہی سنتِ مؤکدہ ہیں۔ اور شوافع کے یہاں دس ہیں، وہ حضرات ظہر سے پہلے چار کے بجائے دو رکعات کے قائل ہیں۔

ظہر سے پہلے اور بعد کی سنتوں کی پابندی پر فضیلت

حدیث ۱۱۱۶:-

وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت امِّ حبیبہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی ظہر سے پہلے چار رکعتوں اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کی پابندی کرے؛ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم پر حرام قرار دیں گے۔

افادات:- اس روایت میں ظہر کے بعد بھی چار رکعتوں کا تذکرہ آیا ہے، لیکن چوں کہ عام طور پر حضور اکرم ﷺ ظہر کے بعد دو ہی پڑھتے تھے، اور قولی روایت میں بھی دو کا تذکرہ ہے، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ ظہر کے بعد دو سنّتِ موٴکدہ اور دو غیر موٴکدہ ہیں جس کو ہم نفل کہتے ہیں، اس طرح چار رکعتیں ہیں۔

اس وقت بھی آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں

حدیث ۱۱۱۷:-

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَائِبٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعاً بَعْدَ أَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَأُحِبُّ أَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن سائب (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے تھے، اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں؛ اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ ایسے وقت میں میرا کوئی نیک عمل اوپر جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:-اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت اعمالِ صالحہ کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا آدمی کو اس وقت بھی نیک اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ظہر سے پہلے کی سنتیں چھوٹ جائیں تو!

حدیث ۱۱۱۸:-

وَعَنْ عَائِشَةَ(رضی اللہ عنہا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا.

ترجمہ:-حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعات اگر نہیں پڑھ پاتے تھے، تو ظہر کے بعد ان کو ادا فرماتے تھے۔

افادات:-ظہر سے پہلے کی چار رکعت سنّتِ موکدہ ہے، اگر کسی وجہ سے ادا نہ ہو پائی، مثلاً: ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ جماعت کھڑی ہو چکی ہے، تو فرض کے بعد ان کو ادا کیا جائے۔ اب ظہر کے بعد کب ادا کرے؟ ظہر کے بعد کی دو سنتوں کے بعد یا اس سے پہلے؟ تو فقہ کی کتابوں میں دونوں باتیں لکھی ہیں۔ لیکن ابن ماجہ شریف میں نبی کریم ﷺ کا عمل بتلایا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ظہر سے پہلے کی چار رکعت کبھی چھوٹ جاتی تھیں تو آپ ﷺ اس کو ظہر کے بعد کی دو رکعتوں کے بعد ادا فرماتے تھے۔ اس لئے اسی کے مطابق پہلے دو رکعت پڑھ لے، اس کے بعد چھوٹی ہوئی چار سنتیں ادا کر لے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

عصر کی سنتوں کا بیان

عصر کے بعد تو کوئی سنت یا نفل نہیں ہے، لیکن عصر سے پہلے چار رکعتیں سنت ِ غیر موکدہ ہیں۔

حدیث ۱۱۱۹:-

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ(رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ:- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے تھے اور ان میں ملائکہ مقربین اور مسلمین و مؤمنین پر سلام بھیجتے تھے۔

افادات:- تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِاللهِ الصَّالِحِيْنَ" پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دو رکعات پر قعدہ کرتے تھے، اس سے عصر سے پہلے چار رکعات بتلانا چاہتے ہیں، لیکن میں بتلا چکا ہوں کہ وہ سنت ِ غیر موکدہ ہیں۔

حدیث ۱۱۲۰:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعاً۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:-- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔

حدیث ۱۱۲۱:-

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:-- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے دو رکعات ادا فرماتے تھے۔

افادات:-- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے چار کی روایت بھی منقول ہے، اسی لئے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عصر سے پہلے چار رکعت، یا دو رکعت ہیں۔ چار پڑھے تو اچھا ہے، ورنہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ لیکن چار یا دو جو بھی پڑھی جائے گی، وہ مؤکدہ نہیں، بلکہ غیر مؤکدہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

مغرب کے بعد اور پہلے کی سنتوں کا بیان

فضائل کا بیان چل رہا ہے اسی سلسلہ میں نمازوں کے فضائل بیان کئے، پھر پنج وقتہ نمازوں میں جو سننِ قبلیہ وبعدیہ ہیں ان کا بیان کیا۔ اس باب میں مغرب سے پہلے اور بعد کی سنتوں کو بیان کر رہے ہیں۔

احناف کے یہاں مغرب کے بعد دو رکعت سنّتِ موکّدہ ہے، اور دو رکعت مستحب کا درجہ رکھتی ہے۔ اور بہت سارے فقہاءِ احناف نے ان دو سنّتِ موکّدہ کے علاوہ بطورِ مستحب اور چھ رکعات لکھی ہے؛ جن کو اوّابین کہا جاتا ہے، کبیری وغیرہ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ تو مغرب کی نماز کے بعد تو سنتیں ہیں، البتہ مغرب کی اذان کے بعد فرض سے پہلے احناف کے یہاں نہ سنتیں ہیں اور نہ مستحب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کی فرض نماز ادا کرنے میں دیر کرنے کو منع کیا گیا ہے، اور اس سے پہلے نوافل میں مشغول ہونا فرض کی ادائیگی میں تاخیر کا سبب بنتا ہے، اس لئے حنفیہ مغرب کے فرض سے پہلے نماز کے استحباب یا سنّیت کے قائل نہیں ہیں۔ البتہ حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس وقت نفل پڑھنا جائز اور مباح ہے، اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس لیے اگر کبھی کسی وجہ سے جماعت کھڑی نہیں ہوئی، جیسے: رمضان میں اذان کے بعد روزہ دار افطار کر کے آجائیں اس حساب سے چند منٹ کے لئے انتظار کیا جاتا ہے، اس وقت اگر کوئی آدمی پہلے سے مسجد میں موجود ہے، روزہ افطار کر کے فارغ بیٹھا ہوا ہے اور اس کو معلوم ہے کہ ابھی جماعت کھڑی ہونے میں چار پانچ منٹ باقی ہیں، اس وقت اگر وہ نفل کے طور پر دو رکعت پڑھنا چاہے؛ تو اس کی اجازت ہے۔ ویسے بھی اس کے نماز پڑھنے کی وجہ سے جماعت کھڑی ہونے میں تاخیر کا سوال پیدا نہیں ہوتا، کیوں کہ جماعت تو روزہ داروں کی رعایت میں دیر سے ہی کھڑی ہونے والی ہے۔

اور امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں مغرب سے پہلے بھی دو رکعت سنّت ہے، اور بھی بہت سارے حضرات اس کے قائل ہیں، جب ہم لوگ حج و عمرہ کے لیے جاتے ہیں تو وہاں پر دیکھتے ہیں کہ مغرب کی اذان کے بعد لوگ دو رکعت پڑھتے ہیں، اس وقت ہم بیٹھے بیٹھے سوچیں کہ کیا کریں تو چلو! ہم بھی اگر دو رکعت پڑھ لیں؛ تو جائز ہے۔ یا جیسے کسی نے پہلے سے طواف کر رکھا تھا، اور طواف کی واجب نماز باقی تھی، اس وقت اگر وہ پڑھنا چاہے؛ تو اس کی بھی اجازت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ احناف کے یہاں مغرب کے فرض سے پہلے سنّت اور مستحب نہیں ہے، باقی بطورِ نفل کے اس وقت پڑھنا جائز ہے۔

اس کتاب ریاض الصّالحین کے مصنف علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) چوں کہ شافعی المسلک ہیں، اور ان کے مسلک کے اعتبار سے یہ سنّت یا مستحب کا درجہ رکھتی ہے، اس لیے انہوں نے اسی سلسلہ کی روایتیں اس باب میں پیش کی ہیں، چناں چہ فرماتے ہیں کہ مغرب کے بعد کی نوافل کے لئے حضرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) کی روایت پچھلے باب میں گزر چکی ہے، جس میں یہ آیا تھا کہ نبیٔ کریم ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت ادا فرماتے تھے۔ اور جن بارہ رکعتوں کی پابندی پر نبیٔ کریم ﷺ نے جنّت میں گھر کا وعدہ فرمایا ہے جن کو سُننِ رواتب اور سُننِ مؤکدہ کہتے ہیں، اس کی فہرست بھی آپ کو اس وقت بتائی گئی تھی، دیگر احادیث میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے، اس میں مغرب کے بعد کی دو رکعتیں بھی ہیں۔

یہاں مغرب کی فرض سے پہلے کے سلسلہ میں بھی کچھ روایتیں لاتے ہیں۔

مغرب کی فرض سے پہلے دو رکعت سنت ہے یا نہیں؟

حدیث ۱۱۲۲:-

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ. قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔ اور تیسری مرتبہ میں یہ فرمایا: جو پڑھنا چاہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔

افادات:- **"جو پڑھنا چاہے"** اسی جملہ کی وجہ سے احناف یہ کہتے ہیں کہ دراصل عصر کی نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک نوافل پڑھنے کی ممانعت تھی، اب جیسے ہی آفتاب غروب ہوا تو وہ ممانعت ختم ہو گئی۔ یہ بات اور رہی کہ آفتاب کے غروب ہونے کی وجہ سے اب ہمیں مغرب کی فرض ادا کرنی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہے، لیکن نوافل پڑھنے کی ممانعت جو عصر کے بعد سے شروع ہوئی تھی، وہ ممانعت غروبِ آفتاب پر ختم ہو چکی، اس لئے اب اگر کوئی آدمی اس طرح پر نفل پڑھنا چاہے کہ اس کی وجہ سے مغرب کی فرض نماز میں تاخیر کی نوبت نہ آتی ہو، تو اس کے لیے اس پابندی کو اٹھایا جا رہا ہے اور حضورِ اکرم ﷺ فرما رہے ہیں: "صَلُّوْا" پڑھو۔

اصولِ فقہ کا ایک قاعدہ

ویسے بھی فقہاء اور اہلِ عربیت کے یہاں یہ قانون ہے کہ "صَلُّوْا" امر کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ ہے "پڑھو"، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ واجب اور ضروری ہے۔ اس لیے کہ امر کے صیغہ سے اگرچہ ضروری ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن اصولِ فقہ کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی پابندی ہو، پھر اس پابندی کو اٹھانے کے لیے امر کا صیغہ استعمال کیا جائے، تو وہ اس کام کے ضروری ہونے کی دلیل نہیں ہوتی، بلکہ صرف جائز ہونے کی دلیل ہوتی ہے، جیسے: استاذ کے پاس سبق ہو رہا ہو تو سبق کے دوران طلباء کو اٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی، لیکن جب سبق پورا ہو گیا اور اب استاذ کہے کہ جاؤ۔ تو یہ "جاؤ" کہنا امر کا صیغہ تو ہے، جس سے ضروری ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن یہاں "جاؤ" کہنا ضروری قرار دینے کے لئے نہیں ہوتا، بلکہ یہ بتلانے کے لئے ہوتا ہے کہ اب تک تو سبق ہو رہا تھا اور آپ پر جانے کی پابندی اور ممانعت تھی، اب سبق ختم ہو چکا ہے؛ لٰہذا جو جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

یا جیسے: شریعت کا حکم یہ ہے ﴿لَاتَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُم﴾ جب احرام باندھ لو تو خشکی کے جانوروں کا شکار کرنے کی اجازت نہیں ہے، اور قرآنِ پاک میں یہ بھی ہے: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ جب تم اپنا احرام کھول دو، تو شکار کرو۔ فَاصْطَادُوْا" امر کا صیغہ ہے کہ شکار کرو۔ اس کا مطلب سب حضرات یہی بیان کرتے ہیں کہ حالتِ احرام میں شکار کی جو ممانعت تھی، اس آیت ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ وہ ممانعت ختم ہوگئی۔ وہاں "شکار کرو" کا مطلب کوئی بھی یہ نہیں بیان کرتا کہ جو بھی احرام کھولے اس کے لئے شکار کرنا ضروری ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ احرام کی وجہ سے شکار پر جو پابندی عائد ہوئی تھی وہ پابندی اب ختم کردی گئی، لہٰذا اب اگر کوئی آدمی شکار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

اسی طرح اس روایت میں بھی نبیٔ کریم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا: "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ" مغرب سے پہلے نماز پڑھو، اس کا مطلب یہی ہے کہ عصر کے بعد سے اب تک نفل پر پابندی عائد ہوئی تھی اور ممانعت تھی، لیکن غروبِ آفتاب کی وجہ سے وہ ممانعت ختم ہوگئی۔ اسی لیے اخیر میں حضورِ اکرم ﷺ نے وہ جملہ بڑھا دیا: "لِمَنْ شَاءَ" جو چاہے۔ یہ جملہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جو "صَلُّوْا" کہا گیا ہے وہ تاکید اور ضروری ہونا بتلانے کے لئے نہیں ہے، بلکہ لگی ہوئی اس پابندی کو اٹھانے کے لئے ہے، اور اسی لئے یہی جملہ حنفیہ کی دلیل بھی ہے۔ حنفیہ اسی جملہ کی بنیاد پر یوں کہتے ہیں کہ مغرب سے پہلے دو رکعت سنّت نہیں ہے، ہاں! البتہ جائز ہے، اگر کوئی پڑھ لے تو اس کو منع نہیں کریں گے، باقی اس کو ہم سنّت اور مستحب کا درجہ نہیں دیتے۔ البتہ شوافع کے یہاں یہ سنّت اور مستحب کا درجہ رکھتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۱۲۳:-

وَعَنْ أَنَسٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ:- حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ٔکریم ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ مغرب (کی اذان کے بعد) ستونوں کی (آڑ میں نماز پڑھنے کے لئے) سبقت کرتے تھے۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز سے پہلے وہ لوگ نفل پڑھا کرتے تھے۔ صاحبِ کتاب یہ روایت لاکر ان دونفلوں کا سنّت یا مستحب ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں، لیکن یہ یاد رہے کہ خود نبی ٔکریم ﷺ کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ کسی روایت میں نہیں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے خود پڑھی ہو۔ آپ ﷺ کا ارشاد تو آیا ہے، اور اس کے متعلق ابھی اوپر عرض کردیا کہ وہ فقط جواز کو بیان کرنے کے لئے ہے، سنّیت بتانے کے لیے نہیں ہے، اور صحابہ ٔکرام پڑھتے تھے لیکن حضور ﷺ نے منع نہیں فرمایا، یہ جواز کی دلیل ہے، اور احناف بھی جائز ہونے کے قائل ہیں۔

حدیث ۱۱۲۴:-

وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقِيْلَ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَّاهُمَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا، فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی ٔکریم ﷺ کے زمانہ میں غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کے فرض سے پہلے ہم لوگ دو رکعت پڑھتے تھے۔ حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا: کیا حضورِ اکرم ﷺ بھی پڑھتے تھے؟ حضرت اَنس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہم کو پڑھتا ہوا دیکھتے تھے، لیکن ہم کو نہ حکم کرتے تھے، نہ روکتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- خود حضورِ اکرم ﷺ نے نہیں پڑھی ہے، اسی لئے جیسا کہ میں نے عرض کیا احناف اس کو سنّت نہیں کہتے، البتہ جائز ہے اور پڑھ سکتے ہیں۔

حدیث ۱۱۲۵:-

وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ، فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ ہم لوگ مدینہ منورہ میں ہوتے تھے، اور مؤذن مغرب کی اذان دے کر فارغ ہوتا تھا تو صحابۂ کرام ستونوں کی آڑ میں (نماز پڑھنے کے واسطے) سبقت کرتے تھے، اور اس سے پہلے کہ حضورِ اکرم ﷺ آگے بڑھیں اور نماز شروع کریں؛ جلدی جلدی دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے، یہاں تک کہ (باہر سے آیا ہوا نیا اور) اجنبی آدمی ان حضرات کو اس کثرت سے نماز پڑھتا ہوا دیکھتا؛ تو اس کو گمان ہونے لگتا تھا کہ شاید مغرب کی نماز ہو چکی ہے۔ (مسلم شریف کی روایت ہے)

اس لیے کہ نماز کے بعد تو سب لوگ سنتیں پڑھتے ہی ہیں، ایسا ماحول بن جاتا تھا کہ نیا آدمی یہی سوچتا کہ کیا نماز پوری ہو گئی؟

افادات:- ان ساری روایتوں کی وجہ سے وہ حضرات تو اس کو مستحب اور سنّت کا درجہ دیتے ہیں، لیکن احناف ان ساری روایتوں کی وجہ سے بھی مستحب کا درجہ نہیں مانتے، البتہ جواز کے قائل ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سُنَّةُ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

عشاء کی نماز کے بعد اور اس سے پہلے کی سنتیں

فِيهِ حديث ابن عمر السابق: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وحديث عبد الله بن مُغَفَّلٍ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ. (متفق عَلَيْهِ. كما سبق)

اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کی روایت ہے جس میں عشاء کے بعد بھی دو سنتوں کا تذکرہ ہے۔ اسی لئے بارہ رکعتوں میں یہ دو بھی شمار کرائی گئی ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کے بعد دو رکعت سنّتِ مؤکدہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا گیا ہے کہ ہر دو اذان یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے عشاء سے پہلے بھی سنّت کا پتہ چلتا ہے، لیکن احناف کے یہاں عشاء سے پہلے چار رکعتیں مستحب ہیں، اور دو پڑھنا چاہے؛ تو فقہاء نے اس کی بھی اجازت دی ہے، جیسے عصر سے پہلے بھی چار اور دو کا تذکرہ آتا ہے۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی سنتوں کا بیان

فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

ترجمہ:–حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کے بعد میں نے دو رکعتیں ادا کی۔

حدیث ۱۱۲۶:-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعاً.

ترجمہ:–حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو آدمی جمعہ کی نماز پڑھ چکے، اس کو چاہیے کہ اس کے بعد چار رکعت ادا کرے۔

افادات:–پہلی روایت سے جمعہ کے بعد دو رکعتوں کا سنّت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس دوسری روایت سے جمعہ کے بعد چار رکعات کا سنّت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک تو جمعہ کے بعد چار رکعات ہی سنّتِ موکدہ ہیں، البتہ آپ کے دونوں شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں مزید دو رکعتیں ہیں۔ اسی لئے ہم سب عام طور پر چھ پڑھتے ہیں، اور پہلے چار، پھر دو رکعت پڑھنی چاہئیں۔ ویسے کوئی آدمی پہلے دو پھر چار پڑھے؛ تو اس کی بھی اجازت ہے۔ حضرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے دونوں ترتیب لکھی ہے، لیکن مناسب ترتیب یہی ہے کہ جمعہ کی فرض کے بعد پہلے چار پھر دو پڑھے، اور صرف چار پڑھ لے تب بھی کافی ہے، اور مزید دو پڑھے تو صاحبین کے قول کے مطابق وہ بھی سنّتِ مؤکدہ ہے، اور اس کے پھر دو رکعتیں نفل کا درجہ رکھتی ہیں۔

حدیث ۱۱۲۷:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے بعد جب تک لوٹ نہ جاتے تھے کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے، پھر گھر پہنچ کر دو رکعت پڑھتے تھے۔

افادات:- اس سے جمعہ کے بعد دو رکعت کا ثبوت ہوتا ہے جو صاحبین کا قول ہے۔ ویسے چار تو سب کے نزدیک ہیں، اور صاحبین کے قول کے مطابق مزید دو رکعتیں سنّتِ مؤکدہ ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ اِسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سَوَاءُ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا وَالْأَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيْضَةِ أَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ

نفل نمازوں کا گھر میں پڑھنا اور فرض ونوافل کی جگہوں کو بدلنا

یہاں ایک اور مسئلہ بتلانا چاہتے ہیں کہ نفل نمازوں کا گھر میں پڑھنا شریعت کی نگاہ میں زیادہ پسندیدہ ہے، نوافل میں سنّتِ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سب داخل ہیں، یہاں تک کہ پانچ وقت کی فرائض سے پہلے اور بعد میں جو سنّتِ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہیں ان کو بھی گھر میں پڑھنا مستحب اور زیادہ مناسب ہے۔ لیکن لوگوں کے حالات اور مشغولیات کو دیکھ کر سننِ رواتب کے چھوٹ جانے کی وجہ سے فقہاء نے سننِ رواتب کو مسجد میں پڑھنے کی اجازت دی ہے، بلکہ بعضوں نے کہا کہ مسجد ہی میں پڑھ لی جائے، اس لیے کہ ہم لوگوں کا مزاج گھروں میں نماز پڑھنے کا بنا ہوا نہیں ہے، سلام پھیر کر جب مسجد سے نکلتے ہیں تو باہر کھڑے رہ کر آدھا ایک گھنٹہ تو باتیں کریں گے، اسی میں سنتیں اور وتر تک بھی بھول جاتے ہیں، اس لیے کہا گیا کہ مسجد ہی سے پڑھ کر نکلو، تاکہ ثواب سے محرومی کی نوبت نہ آئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دوسری چیز یہ ہے کہ جہاں فرض نماز ادا کی ہے اس جگہ سے ذرا ہٹ کر نفل (سننِ موکّدہ یا غیر موکّدہ) کو ادا کیا جائے۔ اور اگر اسی جگہ پڑھتے ہیں تو فرض اور نفل کے درمیان میں گفتگو کا ذرا فاصلہ کر دیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت یہ بھی چاہتی ہے کہ نمازوں میں ہر نماز کا الگ الگ مقام باقی رہے، فرض نماز جو امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اس کا اپنا ایک مقام ہے، اور سنتیں، نوافل، مستحبات؛ الگ نمازیں ہے، تو دونوں کی الگ الگ حیثیتیں نمایاں اور ممتاز ہو کر لوگوں کے سامنے آجائے، اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر خلط ملط نہ ہونے پائے؛ تاکہ ہر آدمی فرق سمجھے کہ ابھی تک فرض ہو رہی تھی اور اب سنّت اور نفل پڑھی جا رہی ہے، اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ اسی جگہ ادا نہ کی جائے۔ اور خاص کر امام کو تاکید کی گئی ہے کہ سلام کے بعد اپنی ہیئت بدل دے، اور لوگوں کو بھی اپنی ہیئت ایسی بنالینی چاہیے تاکہ نئے آنے والے کو یہ معلوم و محسوس ہو جائے کہ فرض نماز ختم ہو چکی ہے۔ اگر سلام کے بعد امام اور مقتدی سب اسی طرح بیٹھے رہیں گے، تو نئے آنے والے کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ سلام پھیرا جا چکا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھ کر کہ ابھی تو اخیری قعدہ چل رہا ہے، نیت باندھ کر قعدہ میں بیٹھ جائے، اس لیے تاکید کی گئی کہ بیٹھک کو بدل دو اور امام بھی گھوم جائے، یا اپنی جگہ چھوڑ دے، پھر تو آنے والے کو احساس ہو جائے گا۔ یہ بھی ضروری ہے اور شریعت یہ بھی چاہتی ہے، تاکہ کسی کو غلط فہمی کی نوبت نہ آئے، اسی لیے یا تو جگہ بدل دو، یا درمیان میں بات چیت کے ذریعہ فصل کر لو، ویسے گفتگو کے مقابلہ میں جگہ بدلنے والی شکل زیادہ مناسب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گھروں کو قبرستان مت بناؤ

حدیث ۱۱۲۸:-

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ.

ترجمہ:- حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، اس لئے کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی بہترین اور افضل نماز وہ ہے جو گھر میں ہو۔

حدیث ۱۱۲۹:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُوراً.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی ہونا چاہئے، اور گھروں کو قبریں مت بناؤ۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ جیسے قبرستان میں مردے سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ نماز نہیں پڑھتے، ایسے ہی تمہارے گھر بھی قبرستان نہیں ہونے چاہئیں بلکہ نمازوں کا سلسلہ گھروں میں ہونا چاہئے ۔اس روایت میں تو صاف جملہ موجود ہے کہ اپنے گھروں میں نماز کا کچھ حصہ مقرر کرو، اور گھروں کو قبر نہ بناؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں نوافل کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بعض روایتوں میں مطلق آیا ہے کہ گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ اس حدیث کا ایک مطلب یہی بیان کیا گیا ہے جو ابھی اوپر گزرا۔ لیکن اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گھروں کو قبرستان مت بناؤ کہ جیسے ہم قبرستان جاتے ہیں تو مردے ہماری کوئی میزبانی نہیں کرتے، ایسے ہی آپ بھی اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کے گھر آئے اور خالی لوٹ کر جائے، بلکہ آنے والے کو کچھ کھلاؤ پلاؤ، اس کو روکھا سوکھا واپس مت بھیجو۔

گھر کی مسجد ہونی چاہیے

حدیث ۱۱۳۰:-

وَعَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْباً مِنْ صَلَاتِهٖ. فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْراً.

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کرلے (یعنی فرض ادا کرلے) تو اب نماز کا کچھ حصہ گھر میں بھی ادا کرے، اس لئے کہ نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گھر میں خیر وبرکت مقدر فرماتے ہیں۔

افادات:- اس سے یہ معلوم ہوا کہ گھر میں بھی نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حدیثِ پاک میں بھی اس بات کی تاکید آئی ہے کہ گھر میں ایک مقام اور جگہ نماز کی ادائیگی کے لئے مخصوص کرلینی چاہیے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جس کو گھر کی مسجد کہا جاتا ہے، پھر اس جگہ کو پاک صاف رکھنے اور وہاں پر خوشبو کی دھونی دینے کا اہتمام کیا جائے، اور گھر کے تمام لوگوں کو چاہیے جب بھی کوئی نماز ادا کریں تو اسی جگہ پر ادا کریں۔

نیا گھر بنانے والے متوجہ ہوں

بھائی! گھر میں جب ہر کام کے لئے الگ کمرے نام کے ساتھ متعین ہوتے ہیں، جیسے: کھانا پکانے کے لئے باورچی خانہ اور کچن (Kitchen) متعین ہے، اور کھانا کھانے کے لئے الگ کمرہ (Dining Room) متعین ہے، اور لیٹنے کے لئے الگ کمرہ (Bed Room) متعین ہے، اور مہمانوں کو بٹھانے کے لئے الگ کمرہ (Drawing Room) متعین ہے، اور ہم نے تو سنا کہ آج کل جتنے نئے مکانات بننے لگے ہیں تو نقشہ بنانے والے آرکیٹیکٹ اس میں ٹی وی رکھنے کے لئے بھی الگ روم رکھتے ہیں۔ جب ان ساری چیزوں کے روم موجود ہیں، اگر نہیں ہے تو صرف نماز کا روم نہیں ہے! حالاں کہ ایک مؤمن کی شان یہ ہے کہ اس کے گھر میں نماز والی جگہ پہلے ہونی چاہیے۔ اس لئے جو اہلِ وسعت ہیں، وہ جب اپنے مکان کا نقشہ بنانے کے لئے کسی آرکیٹیکٹ کو دیں تو اس کو پہلے ہی سے تاکید کردیں کہ ہمارے گھر میں ایک کمرہ نماز کے لئے الگ ہونا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہر آدمی یہ دو باتیں نوٹ کر لے

اور جیسے بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ بنائے جاتے ہیں اسی طرح وضو کی جگہ بھی الگ سے ہونی چاہیے، اس لیے کہ عام طور پر غسل خانوں میں وضو کے لئے بیٹھتے ہیں تو چھینٹے اڑتے ہیں، اور غسل خانہ میں پوری احتیاط کے ساتھ اپنے کپڑوں کو بچاتے ہوئے وضو کرنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے اگر آپ الگ سے بیٹھک والا وضو خانہ بنا دیں گے، جیسے: مسجدوں میں وضو خانے بنے ہوتے ہیں؛ تو اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ کوئی آدمی اگر غسل خانہ میں ہے تو وضو کرنے والے کو اس کے باہر نکلنے کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا، آدمی وضو کی بیٹھک پر وضو کر لے گا۔ اس لئے ہر ایک کو یہ چیز نوٹ کر لینی چاہئے تاکہ وہ آئندہ اپنے گھروں کی تعمیر میں ان دو چیزوں – وضو کی جگہ اور نماز کی جگہ کا خیال رکھے۔ اور جب نماز کی جگہ متعین ہو جائے گی تو رمضان المبارک میں گھر کی عورتوں میں سے اگر کسی کو اعتکاف کرنے کا ارادہ ہوگا تو اس کی جگہ متعین ہوگی، اور وہ آسانی سے اعتکاف بھی کر سکے گی۔

صحابی کا اہتمام / ایک واقعہ

بہر حال! نبی کریم ﷺ تاکید فرماتے ہیں کہ گھروں میں بھی نماز پڑھتے رہو، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گھروں میں خیر وبرکت مقدر فرمادیں گے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے گھروں میں مسجد بنانے کی بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تاکید فرمائی، اور گھر کی وہ جگہ جو نماز کے لئے متعین کی جائے اس کو خوشبو کی دھونی دے کر معطر رکھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے، صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) اس کا اہتمام کرتے تھے۔ بخاری شریف میں یہ قصہ موجود ہے۔

حضرت عتبان بن مالک (رضی اللہ عنہ) ایک صحابی ہیں، اخیر عمر میں ان کی بینائی کمزور ہو گئی تھی اس لیے وہ مسجد آنے جانے سے معذور تھے، حضور اکرم ﷺ سے انھوں نے اجازت طلب کی کہ: اے اللہ کے رسول! میری بینائی کمزور ہے، جب بارش ہوتی ہے تو راستے پانی سے بھر جاتے ہیں اور میرے لئے وہاں سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، اگر مجھے اجازت مل جائے تو مَیں گھر میں نماز پڑھ لوں۔ ان کو اجازت مل گئی، پھر انھوں نے ایک درخواست پیش کی کہ: اے اللہ کے رسول! آپ میرے گھر تشریف لائیں اور برکت کے طور پر کسی جگہ نماز ادا فرمالیں؛ تاکہ اس جگہ کو مَیں نماز کے لئے متعین کر لوں۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: کسی روز ہم آئیں گے، چناں چہ دوسرے روز نبیٔ کریم ﷺ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو ساتھ لے کر ان کے گھر تشریف لے گئے، اور داخل ہوتے ہی پوچھا: کون سی جگہ نماز پڑھوانی ہے؟ انھوں نے جگہ بتلائی، تو حضور اکرم ﷺ نے دو رکعت ادا فرمائی۔ روایتوں میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دو رکعت پڑھیں اس درمیان میں انہوں نے کچھ پکا کر تیّار کر لیا۔ محلے والوں کو بھی پتہ چل گیا تو وہ بھی جمع ہو گئے، اور جو کچھ پکا تھا اس میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ وہ سب بھی شریک ہو گئے (بخاری شریف/ کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد فی البیوت) ہمارے یہاں بھی کسی شخصیت کی آمد پر اس طرح کا جو اہتمام ہوتا ہے، اس روایت سے اس کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فرض کے بعد سنت یا نفل اس جگہ سے ہٹ کر پڑھنی چاہیے

حدیث ۱۱۳۱:-

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ. فَقَالَ: نَعَمْ، صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ. إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَّا نُوصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ.

ترجمہ:- عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے ان کو سائب کے پاس بھیجا جو نمر کے بھانجے ہوتے ہیں تاکہ ان سے پوچھے کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے نماز کے سلسلہ میں کوئی بات دیکھی یا سیکھی ہو، یا کوئی واقعہ تمہیں معلوم ہو؛ تو بتلاؤ۔ انہوں نے کہا: ہاں! ایک مرتبہ میں نے ان کے ساتھ جمعہ کی نماز ’’مقصورہ‘‘ میں پڑھی۔ جب امام نے سلام پھیرا تو جہاں میں نے جمعہ کی نماز ادا کی تھی وہیں کھڑا ہو گیا اور اسی جگہ بعد کی سنتیں پڑھیں۔ جب حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) گھر تشریف لے گئے تو میرے پاس ایک آدمی بھیجا اور مجھے بلوایا، جب میں گھر پہنچا تو مجھ سے کہا: آج تم نے جو حرکت کی وہ آئندہ مت کرنا۔ جب جمعہ کی نماز پڑھ چکو تو اسی جگہ دوسری نماز پڑھ کر دونوں کو جوڑ مت دیجیو، بلکہ اس جگہ سے ہٹ کر نماز پڑھنا یا کسی سے بات کر لینا، اس لئے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ہم کو اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ ہم ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ جوڑ نہ دیں۔ یا تو درمیان میں بات کر لیں یا جگہ بدل دیں۔

افادات: مقصورہ یعنی کیبن (Cabin)۔ دراصل جب حضرت علی (رضی اللہ عنہ) مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو ان پر حملہ ہوا، جس طرح حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) پر بھی ہوا تھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور اسی میں وہ شہید ہو گئے تھے، اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) پر بھی اس روز حملہ ہونے والا تھا، لیکن اتفاقاً اس روز حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) بیماری کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے، دوسرا آدمی آیا اور وہ اس حملہ کا شکار ہو گیا۔ اصل میں تین آدمیوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ ان تین یعنی حضرت معاویہ، حضرت علی اور حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہم) کو ختم کرنا ہے، جب یہ معاملہ سامنے آیا تو حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے مسجد میں جہاں وہ کھڑے رہتے تھے ایک کمرہ نما کیبن (Cabin) بنادی تھی تاکہ اس میں نماز پڑھنے والا محفوظ ہو جائے؛ اسی کو مقصورہ کہا ہے۔ اس کی ابتدا حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے زمانہ میں اپنی حفاظت کے لئے کی تھی، اسی کمرے میں نماز ادا فرماتے تھے اور دو چار آدمی جو خاص ہوتے تھے ان کو بھی شریک کر لیا جاتا تھا، باقی لوگ باہر رہتے تھے، اور یہ کمرہ اور کیبن (Cabin) پہلی صف میں ہوتی تھی۔ عام طور پر ایسی کیبن (Cabin) والی جگہ بادشاہانِ وقت بنایا کرتے تھے اور وہ پہلی صف ہی میں ہوتی تھی۔

اسی لیے فقہاء نے ایک بحث یہ بھی کی ہے کہ وہ جگہ پہلی صف میں داخل ہے یا نہیں؟ چوں کہ اس میں ہر ایک کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی اور پہلی صف کسی کے لئے مخصوص نہیں ہونی چاہیے، جو پہلے آئے اس کو حق ملنا چاہیے، اس لئے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ مقصورہ والی جگہ پہلی صف میں داخل نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے ان سب چیزوں کا بھی کتنا خیال کیا۔ یہ بحث شامی میں بھی ہے، اور اسی بحث کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا کہ صف کے بیچ میں اگر منبر آجاتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ پہلی صف نہیں رہتی، حالاں کہ وہ مسئلہ ہی دوسرا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

”حضور اکرم ﷺ نے ہم کو اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ ہم ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ جوڑ نہ دیں، یا تو درمیان میں بات کرلیں یا جگہ بدل دیں“ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد اسی جگہ پر سنت پڑھنے کے بجائے آدمی کو تھوڑا سا آگے پیچھے دائیں بائیں ہٹ جانا چاہیے، اس میں دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ کل کو قیامت میں وہ جگہیں جہاں آپ نے عبادات ادا کی ہیں اور نمازیں پڑھی ہیں آپ کے لئے شہادت اور گواہی دیں گی۔ تو جتنی جگہ بدل بدل کر نماز پڑھو گے اُتنے ہی زیادہ گواہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے تیّار ہوں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهِ

وتر کی نماز کی ترغیب، وتر سنّتِ مؤکدہ ہے اور اس کے وقت کا بیان

وتر کی نماز کے متعلق ائمہ کے درمیان اختلاف والا ایک مسئلہ یہ ہے کہ اس کی حیثیت کیا ہے؟ یعنی وتر واجب ہے، یا سنّتِ مؤکدہ ہے؟ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اس کو واجب قرار دیتے ہیں، اور دیگر حضراتِ ائمہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو سنّتِ مؤکدہ بتلاتے ہیں، اور ہر ایک کے پاس اپنے اپنے موقف کے دلائل موجود ہیں۔ چوں کہ اس کتاب ریاض الصالحین کے مصنف علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) شافعی المسلک ہیں، اس لئے انہوں نے عنوان میں یہ جملہ فرمایا کہ وتر سنّتِ مؤکدہ ہے۔ اور وتر کی نماز کے سنّت ہونے کے سلسلہ میں ائمۂ ثلاثہ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اسی کو پہلے پیش کیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۱۳۲:-

عَنْ عَلِيٍّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَأَوْتِرُوْا يَاأَهْلَ الْقُرْآنِ. (رواہ أبو داود والترمذی، وقال: ((حدیث حسن))

ترجمہ:- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز فرض نماز کی طرح لازم اور ضروری نہیں ہے، لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس کو سنّت قرار دیا ہے۔ پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یکتا (ایک) ہے، اور طاق عدد ہی کو پسند کرتا ہے، اس لئے اے اہلِ قرآن! تم وتر پڑھا کرو۔

افادات:- عدد دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک جفت یعنی جوڑی والا جیسے: دو، چار، چھ، آٹھ، دس؛ علیٰ ھٰذا القیاس۔ اور دوسرا "وتر" اور طاق عدد؛ جس کو "اِکائی" عدد بولتے ہیں، جیسے: ایک، تین، پانچ، سات، نو؛ علیٰ ھٰذا القیاس۔

حضراتِ ائمۂ ثلاثہ وتر کو سنّت قرار دیتے ہیں، واجب نہیں مانتے، اور ان کی دلیل یہی روایت ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ وتر؛ فرض نماز کی طرح ضروری اور لازم تو نہیں ہے، لیکن وتر کا درجہ فرض سے گھٹا ہوا اور سنّت سے بڑھا ہوا ہے۔ اصل میں بات یہاں جاکر اٹکی ہے کہ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں فرض اور سنّت کے درمیان میں بھی ایک درجہ وجوب کا ہے، یعنی بعض چیزیں فرض ہیں، بعض چیزیں سنّت ہیں، اور بعض چیزیں درمیانی درجہ یعنی واجب کی حیثیت رکھتی ہیں اور دوسرے ائمہ کے یہاں فرض اور سنّت کے درمیان کوئی اور درجہ نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تو اتنی بات تو طے ہے کہ وتر کی نماز فرض نہیں ہے، جیسا کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے: "اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ" وتر کی نماز فرض نماز کی طرح لازم اور ضروری نہیں ہے۔ جب اس درجہ کی نہیں ہے تو پھر حضور اکرم ﷺ نے جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وتر یعنی یکتا ہے، اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے، اس لئے اے اہلِ قرآن واہلِ ایمان! تم بھی وتر ادا کیا کرو۔ اس جملہ کی وجہ سے ائمۂ ثلاثہ نے فرمایا کہ جب فرض نہیں ہے، تو سنّت ہے، اس لیے کہ ان کے یہاں فرض اور سنت کے درمیان میں اور کوئی درجہ ہے ہی نہیں۔

لیکن امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ: اس کو وہ درجہ اور حیثیت تو حاصل نہیں جو فرض نماز کو حاصل ہے، البتہ سنّتِ مؤکدہ سے بڑھ کر ہے۔ اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے، وہیں آگے یہ بھی تو ارشاد فرمایا: "فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ" اور "أَوْتِرُوا" امر کا صیغہ ہے جو عربی گرامر کے لحاظ سے کسی کام کے کرنے کا حکم دینے کے لیے لایا جاتا ہے۔ گویا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اے اہلِ قرآن یعنی اے مسلمانو! تم وتر پڑھو۔ اس سے واجب اور ضروری ہونا معلوم ہوتا ہے، اگرچہ اس کو ضروری اور لازم کا وہ درجہ حاصل نہیں ہے جو فرض نماز کا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ایک اور روایت ہے جس کو انھوں نے یہاں ذکر نہیں کیا لیکن ابوداود شریف میں ہی موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: "اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا" وتر واجب اور ضروری ہے، جو آدمی وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روایت سے وتر کا واجب اور ضروری ہونا معلوم ہوتا ہے، اس لئے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اس کو واجب بتلاتے ہیں۔

اسی لئے بعض حضرات تو یوں کہتے ہیں کہ حقیقت میں جو حضراتِ ائمۂ ثلاثہ اس کو سنّت قرار دیتے ہیں تو ان کے نزدیک بھی وتر کو چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن چوں کہ ان کے یہاں واجب والا درجہ نہیں تھا، اس لئے انھوں نے اس پر سنّت والا حکم لاگو کیا، اور امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں واجب والا درجہ ہے، اس لئے انھوں نے واجب کا حکم لگایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک ضروری نماز ہے، اس پر تو سب کا اتفاق ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ سنّتِ مؤکدہ سے بڑھ کر اس کی تاکید ہے، اگرچہ فرض جتنا اس کا مقام نہیں ہے، اور کسی کے یہاں بھی اس کو چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

وتر کے متعلق آپ ﷺ کا معمول

حدیث ۱۱۳۳:-

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ أَوْسَطِهِ وَمِنْ آخِرِهِ وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. (متفق علیہ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ روزانہ رات میں وتر کی نماز ادا فرماتے تھے، بعض مرتبہ آپ نے رات کے ابتدائی حصہ میں وتر ادا فرمائی ہے، بعض مرتبہ رات کے درمیانی حصہ میں، اور کبھی رات کے آخری حصہ میں ادا فرمائی ہے؛ البتہ آپ ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ (رات کے آخری حصہ میں) سحر کے وقت ادا فرماتے تھے۔

افادات:- نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی وتر کی نماز نہیں چھوڑی۔ سننِ مؤکدہ تو کبھی آپ نے ادا نہیں بھی فرمائی، تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ ضروری اور واجب نہیں ہے، لیکن وتر کا چھوڑنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اسی لئے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کو وجوب کا درجہ دیا ہے۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی اس روایت سے وتر کی نماز کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے ادا کرنے کے بعد سے وتر کا وقت شروع ہوتا ہے، اور صبحِ صادق تک رہتا ہے، اس درمیان میں آپ جب چاہیں وتر کی نماز ادا کرسکتے ہیں، چناں چہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے وتر کی نماز رات کے شروع حصہ میں ادا فرمائی ہے، درمیانی حصہ میں یا اخیری حصہ میں؟ تو جواب میں انہوں نے یہ ارشاد فرمایا جو اوپر روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سارے ہی عمل ثابت ہیں، البتہ آپ ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ رات کے آخری حصہ میں سحر کے وقت ادا فرماتے تھے۔ اسی لئے وتر کی نماز کو رات کے آخری حصہ میں ادا کرنا پسندیدہ اور اچھا قرار دیا گیا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وتر کے متعلق آپ ﷺ کی تاکید

حدیث ۱۱۳۴:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔

افادات:- اگر کوئی آدمی تہجد پڑھنے کا عادی ہے، اور اس کو اطمینان ہے کہ تہجد میں آنکھ کھل ہی جائے گی، تو اس کو چاہیے کہ وتر کی نماز تہجد کے بعد ادا کرے۔ اور اگر خطرہ ہے کہ پتہ نہیں کہ آنکھ کھلے گی یا نہیں؛ تو پھر وتر کو خطرہ میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے، سونے سے پہلے پڑھ لو اور سو جاؤ؛ تو آخری نماز وتر ہو ہی جائے گی۔

حدیث ۱۱۳۵:-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَوْتِرُوْا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْا.

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لو۔

افادات:- گویا اس کا وقت صبحِ صادق تک رہتا ہے، اس سے پہلے پہلے پڑھ لیا کرو۔ اگر آخر رات میں پڑھے تو بہت مناسب ہے، لیکن اخیر رات میں پڑھنے کے معاملہ میں خطرہ ہو کہ ممکن ہے کہ آنکھ نہ کھلے اور چھوٹ جائے؛ تو اس صورت میں پڑھ کر سویا کرو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۱۳۶:-

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَالَ قُومِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات میں دیر تک تہجد ادا فرماتے تھے، اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سامنے لیٹی ہوئی رہتیں اور نبی کریم ﷺ اپنی نماز ادا فرماتے رہتے، جب آپ کی وتر باقی رہ جاتی تھی تو آپ ﷺ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو اُٹھادیا کرتے تھے اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بھی وتر ادا کرلیتی تھیں۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتی تو حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے فرماتے: اے عائشہ! اٹھو؛ اور وتر پڑھ لو۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ سامنے اگر عورت لیٹی ہوئی ہو تب بھی آدمی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی اٹھانے والا موجود ہے کہ ابھی اگر ہم سوجائیں گے تو فلاں وقت فلاں صاحب اٹھادیں گے اور ہم رات کے آخری حصہ میں وتر ادا کرلیں گے؛ تو سوسکتے ہیں اور رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر وتر ادا کرلی جائے۔

حدیث ۱۱۳۷:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: صبح آنے سے پہلے وتر پڑھنے میں سبقت کرو۔

افادات:–یعنی صبحِ صادق سے پہلے وتر ادا کرلو۔عشاء کے بعد سے وتر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور صبحِ صادق تک رہتا ہے،اوراس میں بھی جتنی تاخیر سے پڑھیں گے اتنا ہی پسندیدہ ہے۔

حدیث ۱۱۳۸:-

عَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ. وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ. فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ.

ترجمہ:–حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کو یہ ڈر ہو کہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا اس کو چاہیے کہ شروع رات میں وتر ادا کرلے۔اور جس کو یہ امید ہو کہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا تو رات کے آخر میں وتر ادا کرے،اس لئے کہ رات کے آخر میں جو نماز ادا کی جاتی ہے وہاں فرشتے بھی موجود رہتے ہیں اور یہ افضل وقت بھی ہے۔

افادات:–ہر آدمی اپنے متعلق فیصلہ کرلے کہ اٹھ سکے گا یا نہیں۔اگر اُٹھنے کی امید اور یقین ہو تو آخری حصہ میں پڑھی جائے۔اور جس آدمی کو یہ اندیشہ ہو کہ اٹھ نہیں پاؤں گا تو اس کو چاہیے کہ پہلے پڑھ لے،اس کے بعد سوئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحیٰ وَبَیَانِ أَقَلِّهَا وَأَكْثَرِهَا وَأَوْسَطِهَا وَالحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

چاشت کی نماز کی فضیلت۔اس کی کم سے کم مقدار، درمیانی مقدار، اور زیادہ سے زیادہ مقدار کا بیان اوراس کی پابندی کی ترغیب

چاشت کی نماز کی فضیلت۔اوراس کی پابندی کی ترغیب

سورج جب اونچے چڑھ جائے اور موسم میں گرمی آجائے اس وقت زوال سے آدھ پون گھنٹہ پہلے تک جو نماز پڑھی جاتی ہے؛اس کو صلوٰۃ الضحیٰ یعنی چاشت کی نماز کہتے ہیں، ویسے محدثین اور فقہاء کے یہاں اشراق اور چاشت الگ الگ نماز نہیں ہے، لیکن صوفیاء ان دونوں کو الگ الگ نماز بتلاتے ہیں۔سورج کے طلوع ہونے کے بعد وقتِ مکروہ نکلنے پر فوراً جو دو یا چار رکعت ادا کی جاتی ہے ؛وہ اشراق کہلائے گی، اورایک چوتھائی دن گزرنے کے بعد جب دھوپ میں تیزی آجاتی ہے اس وقت جو نماز ادا کی جائے؛اس کو چاشت کہتے ہیں۔یوں سمجھئے کہ طلوعِ آفتاب سے زوال تک کا جو وقت ہے اس کو آپ دو حصوں میں تقسیم کردیں،پہلے آدھے حصہ میں جو نماز پڑھی جائے گی؛وہ اشراق کہلائے گی۔اور بعد والے نصف حصہ میں جو پڑھی جائے گی وہ چاشت کہلائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

محبوب کی تین وصیتیں

حدیث ۱۱۳۹:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ مَیں ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھوں اور چاشت کی دو رکعت پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔

افادات:- اس روایت میں نبیِ کریم ﷺ نے تین باتوں کی تاکیدی نصیحت فرمائی ہے:-

[۱]:- ایک تو یہ کہ ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھے۔ اب تین دن کون سے ہوں؟ شروع میں، بیچ میں، اخیر میں۔ ایّامِ بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ میں بھی رکھ سکتے ہیں۔ پہلی، دوسری، تیسری تاریخ میں بھی رکھ سکتے ہیں۔ اور اخیر میں بھی رکھ سکتے ہیں؛ جیسا جیسا موقع۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک عمل پر دس گنا ثواب ملتا ہے، تو تین روزوں پر تیس روزوں کا ثواب ملے گا، اس طرح حکماً پورے مہینے کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔

[۲]:- چاشت کی نماز پڑھے۔ اب چاشت کی نماز کا حکم کیا ہے؟ تو احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں تو مستحب ہے، اور شوافع کے یہاں سنّت ہے، اور اس کی کم سے کم مقدار دو رکعت ہے۔

[۳]:- سونے سے پہلے وتر ادا کرلی جائے۔ چوں کہ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کا علمی مشغلہ رہتا تھا جس کی وجہ سے رات کو دیر سے سوتے تھے اور صبح میں تہجد کے وقت اُٹھنے کی توقع نہ ہوتی تھی، اس لئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور اکرم ﷺ نے ان کو سونے سے پہلے وتر کی تاکید فرمائی، لیکن جیسا کہ اوپر بتلایا تھا اگر آدمی کو رات کو اُٹھنے کی توقع وامید اور یقین ہو تو پھر اُٹھنے کے بعد وتر ادا کرے۔ اسی لئے امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: "وَالْإِيتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَّا يَثِقُ بِالْاِسْتِيقَاظِ آخَرَ اللَّيْلِ" جو آدمی آخری رات میں اٹھنے کی امید نہ رکھتا ہو، اس کے لئے سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا مستحب ہے اور اگر اٹھنے کی امید ہو تو آخری رات میں پڑھنا افضل ہے۔

ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ

حدیث ۱۱۴۰:-

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى.

ترجمہ:- حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر آدمی کے ہر جوڑ کی سلامتی پر صدقہ ضروری ہے، لہٰذا ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، کسی کو بھلی بات کا حکم کرنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے، کسی کو بری بات سے روکنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے، اور چاشت کی دو رکعت ان سب کی طرف سے کافی ہو جائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- بعض روایتوں میں ہے کہ آدمی کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، آدمی جب صبح کرتا ہے تو ہر جوڑ کی سلامتی پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے، گویا تین سو ساٹھ صدقے واجب ہوئے، حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہو جائیں گی۔ یعنی اگر آدمی چاشت کی دو رکعت ادا فرما لے تو تین سو ساٹھ جوڑوں کی سلامتی پر جو صدقے واجب ہوئے تھے وہ سب ادا ہو جائیں گے۔ اس سے چاشت کی فضیلت بھی معلوم ہوئی، اور ساتھ ہی ساتھ اس کی کم سے کم مقدار بھی معلوم ہوئی۔

چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں؟

حدیث ۱۱۴۱:-

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى أَرْبَعاً وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللهُ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ چاشت کی چار رکعت نماز ادا فرماتے تھے، اور کبھی اس میں زیادتی بھی فرما دیتے تھے۔

افادات:- زیادتی کتنی ہو؟ تو فقہاء نے بارہ تک کی اجازت دی ہے کہ چاشت کی زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت پڑھی جا سکتی ہے۔

حدیث ۱۱۴۲:-

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى.

ترجمہ:–حضرت امّ ہانی (رضی اللہ عنہا) جو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی بہن ہیں جن کا نام فاختہ تھا فرماتی ہیں کہ: فتحِ مکہ والے سال مَیں نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت آپ غسل فرمارہے تھے۔ جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا کی، اور وہ چاشت کا وقت تھا۔

افادات:–اس سے معلوم ہوا کہ چاشت کی آٹھ رکعت بھی ادا کی جاسکتی ہیں، چار یا آٹھ رکعات چاشت کا درمیانی درجہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ تَجْوِيْزِ صَلَاةِ الضُّحىٰ مِنْ اِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ اِلىٰ زَوَالِهَا وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلِّىٰ عِنْدَ اِشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحىٰ

چاشت کے وقت کی تفصیل

اس باب میں چاشت کا وقت بتلاتے ہیں۔ ویسے مختصراً یہی کہا جاتا ہے کہ جب سورج اونچا ہو جائے اور وقتِ مکروہ ختم ہو جائے، وہاں سے چاشت کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور زوال تک رہتا ہے، لیکن اس کی تفصیل کو ذرا ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔

دیکھو! پہلے مَیں آپ کو طلوع اور غروب کے وقت کے سلسلہ میں جو فرق ہے وہ بتلاتا ہوں۔ سورج طلوع ہونے کے بعد جب اس کی سرخی ختم ہو کر اس میں اتنی روشنی آجائے کہ آنکھیں اس کے سامنے ٹِکا نہ سکیں؛ تو وقتِ مکروہ ختم ہو گیا، اور اس میں اندازاً پندرہ بیس منٹ لگتے ہیں، لیکن یہ یاد رہے کہ منٹوں کی تعداد متعین نہیں ہے، اس لیے کہ گرمی کے زمانہ میں سورج کے طلوع ہونے کے بعد چند منٹوں ہی میں دھوپ میں تیزی آجاتی ہے، اور سردی کے زمانہ میں تیزی آنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ اس لیے جو لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ٹائم ٹیبل میں طلوع کا جو وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس پر دس منٹ بڑھا دیں تو کافی ہے؛ یہ صحیح نہیں ہے۔ حالاں کہ ٹائم ٹیبل بنانے والے ہمارے بھائی الحاج جناب عبدالحفیظ صاحب منیار نے اس کی ہدایات میں لکھا ہے کہ اس ٹائم ٹیبل میں سورج کے طلوع ہونے کا وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وقت لکھا ہے کہ جب سورج کا پہلا کنارہ نکلتا ہے، اس لئے کہ پہلا کنارہ نظر آتے ہی نماز پڑھنا ممنوع ہو جاتا ہے، اور غروب کے وقت میں لکھا ہے کہ جب سورج کا آخری کنارہ ڈوبتا ہے، اس لیے طلوع کے وقت میں سورج کا پہلا کنارہ نظر آنے کا وقت لکھا ہوا ہے، اور غروب میں سورج کا آخری کنارہ آنکھوں سے اوجھل ہو جائے اور پورا سورج چھپ جائے وہ وقت لکھا ہوا ہے۔ اور سورج کو پورا نکلنے میں تقریباً پونے تین منٹ لگتے ہیں، اب اگر آپ نے ٹائم ٹیبل میں لکھے ہوئے وقت سے دس منٹ کا حساب لگایا، تو پورا سورج نکلنے کے بعد سوا سات منٹ ہی رہ گئے، اور اتنی دیر میں کیا ہوتا ہے وہ دیکھ لیجئے۔ اس لیے یہ طے نہ کر لیا جائے کہ دس ہی منٹ بعد وقتِ مکروہ ختم ہو جاتا ہے، بلکہ جیسا موقع ہو اس کے مطابق معاملہ کیا جائے، اور اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

توجب سورج طلوع ہونے کے بعد اونچائی پر آجائے وہاں سے چاشت کا وقت شروع ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی بتلایا تھا کہ حضراتِ محدثین کے یہاں اشراق بھی چاشت ہی کا ایک حصہ ہے، گویا وہ حضرات چاشت اور اشراق میں فرق نہیں کرتے بلکہ اشراق کو بھی چاشت ہی کا نام دیتے ہیں، اسی لیے انہوں نے یوں کہا کہ سورج اونچا ہوتے ہی چاشت کا وقت شروع ہو گیا، اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ جب گرمی میں تیزی آجائے اس وقت چاشت پڑھو یعنی دیر سے پڑھو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اصلی صلاۃ الاوّابین

حدیث ۱۱۴۳:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّهُ رَأَى قَوْماً يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحَى، فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلَاةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ. (رواہ مسلم.)

((تَرْمَضُ)) بفتح التاء والميم وبالضاد المعجمة، يعني: شدة الحر.

وَ((الْفِصَالُ)) جَمْعُ فَصِيلٍ وَهُوَ: الصَّغِيرُ مِنَ الإِبِلِ.

ترجمہ:- حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے ہی چاشت کی نماز ادا فرمارہے تھے، ان کو اس طرح نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر فرمایا: ان کو معلوم ہے کہ یہ نماز اس کے علاوہ دوسرے وقت میں (یعنی سورج ذرا اونچا ہوجائے اور دھوپ میں تیزی آجائے اس وقت) پڑھنا بہتر ہے، اس لئے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ان کی نماز اُس وقت ہوتی ہے جب کہ اونٹ کے بچّوں کے پاؤں جلنے لگیں۔

افادات:- "فِصَال"، "فَصِيْلٌ"، کی جمع ہے یعنی اونٹ کا چھوٹا بچّہ۔ دھوپ میں جب تیزی آئے گی تو گرمی ہوگی، اور گرمی میں آپ کھلے پیر چلیں گے تو پاؤں جلیں گے، اور اونٹ کے پاؤں نہیں جلتے، لیکن بچّہ چوں کہ نازک ہوتا ہے اس لیے اس کے پاؤں جلتے ہیں، اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب دھوپ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

میں تیزی آجاتی ہے اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ تقریباً ساڑھے دس گیارہ کا وقت ہوتا ہے؛ یہی چاشت کا وقت ہے۔

دیکھو! حدیث میں لفظِ اوّابین چاشت کی نماز کے لیے بولا گیا ہے، اور مغرب کی نماز کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے جس کو ہم اوّابین کی نماز کہتے ہیں، وہ اطلاق حدیث میں نہیں آیا ہے۔ عربی زبان میں "اَوّاب" اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف خوب رجوع ہونے والا، اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔ جو بندے اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے رجوع ہوتے ہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں وہ چاشت کی نماز کا بھی، اور مغرب کے بعد پڑھی جانے والی نمازوں کا بھی اہتمام کرتے ہیں، اس لیے لغوی اور ڈکشنری معنیٰ کے اعتبار سے دونوں نمازوں کو "اوّابین" کہا جاسکتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي أَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَاةً فَرِيضَةً أَوْ سُنَّةً رَاتِبَةً أَوْ غَيْرَهَا

تحیۃ المسجد کی ترغیب اور وہ دو رکعت ہے،

جس وقت بھی مسجد میں داخل ہو،

اس کے پڑھنے سے پہلے بیٹھنا ناپسندیدہ ہے،

چاہے تحیہ کی نیت سے دو رکعت پڑھے، یا کوئی فرض نماز ادا کرلے،

یا سنّتِ مؤکدہ ادا کرلے، یا اور کوئی نماز ادا کرلے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تحیۃ المسجد کی ترغیب اور، اس کے پڑھنے سے پہلے بیٹھنا ناپسندیدہ ہے،

مسجد کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے فوراً دو رکعت پڑھ لے۔ شوافع کے یہاں تو اگر بیٹھ گیا تو تحیۃ المسجد کا وقت ختم ہو گیا، لیکن احناف کے یہاں بھی افضل تو یہی ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھے لیکن بیٹھنے کے بعد بھی دوبارہ اٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اور یہ تحیۃ المسجد دراصل تحیۃ ربِّ المسجد ہے، یعنی مسجد کا جو مالک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) اس کے حضور میں ہم سلام کر رہے ہیں۔ جیسے اگر ہم کسی کے مکان میں جائیں اور صاحبِ مکان سامنے موجود ہو پھر بھی اس کو ہم سلام نہ کریں اور ویسے ہی بیٹھ جائیں؛ تو یہ اچھی بات سمجھی جاتی ہے؟ نہیں؛ بلکہ یہ ایک طرح کی گستاخی بے مروتی اور بے ادبی سمجھی جاتی ہے، اسی طرح یہ دو رکعت دراصل تحیۃ ربِّ المسجد ہے کہ مالکِ مسجد (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حضور میں ہم سلام کر رہے ہیں؛ یہ بھی آدابِ مسجد میں سے ہے۔

لاج رہ جائے

ویسے بھی مسجد ایک ایسی جگہ ہے جو نماز کی ادائیگی ہی کے لئے بنائی گئی ہے، اب کوئی آدمی ایسی جگہ میں جائے اور نماز پڑھے بغیر ہی واپس چلا آئے؛ یہ اچھا نہیں سمجھا جاتا، جیسے مثال کے طور پر میں کہا کرتا ہوں کہ کوئی آدمی ہوٹل میں جائے اور ٹیبل پر پانچ دس منٹ بیٹھ کر واپس چلا آئے؛ تو لوگ کیا کہیں گے؟ ہوٹل تو اس لئے بنائی گئی ہے کوئی اس میں آئے تو کچھ ناشتہ کر لے، کچھ کھا لے اور کھانا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نہیں کھاتا تو کم سے کم ایک پیالی چائے ہی پی لے، تا کہ ہوٹل میں آنے کی لاج رہ جائے۔ اگر ویسے ہی بیٹھ کر واپس آجاؤ گے؛ تو یہ بڑا برا سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اور نماز ادا کرنے ہی کے لئے بنایا گیا ہے، اب اگر ایک آدمی مسجد میں آئے، کچھ دیر تک رکے، اور دو رکعت بھی نہ پڑھے، اور ویسے ہی واپس چلا جائے؛ تو یہ بھی برا سمجھا جائے گا۔ ہاں! اتنی بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ نماز چوں کہ نفل ہے، اس لیے احناف کے یہاں ضروری ہے کہ مکروہ وقت نہ ہو، اگر مکروہ وقت ہوگا تو نہیں پڑھ سکتے، لیکن شوافع کے یہاں فجر اور عصر کے بعد بھی اگر مسجد میں داخل ہو گیا تو پڑھ سکتا ہے، اس لیے کہ ان کے یہاں اس وقت نفل پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اسی لئے علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کوئی قید بھی نہیں لگائی۔

اب اگر کوئی آدمی مسجد میں آنے کے بعد سیدھا فرض نماز ادا کرنے لگا، جیسے ظہر کے لیے آیا اور دیکھا کہ جماعت ہو رہی ہے اور اس میں شریک ہو گیا۔ یا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بجائے سیدھی چار رکعت سنّتِ مؤکدہ کی نیت باندھ لی؛ تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اس صورت میں تحیّہ والا مقصد حاصل ہو گیا، جیسے: کوئی آدمی ہوٹل میں گیا اور سیدھے کھانے کا آرڈر دیدیا، پہلے چائے یا اسٹارٹر وغیرہ کوئی چیز نہیں لی؛ تب بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس چیز کی طرف توجہ دی جائے

حدیث ۱۱۴۶:-

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:- حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جب مسجد میں داخل ہو تو جب تک کہ دو رکعت نہ پڑھ لے تب تک نہ بیٹھے۔

حدیث ۱۱۴۷:-

عَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا: دو رکعت پڑھ لو۔

افادات:- آج کل اس کا رواج بہت کم ہو رہا ہے، مثلاً: شادی کی مجلس ہوتی ہے تو لوگ مسجد میں آکر بس بیٹھ جاتے ہیں، اور آدھ گھنٹہ، گھنٹہ بیٹھتے ہیں، اور مسجد میں آکر اپنا کام نمٹا کر چلے جاتے ہیں لیکن دو رکعت نہیں پڑھتے، حالاں کہ چاہیے تو یہ تھا کہ آتے ہی پہلے دو رکعت پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا۔ اس لیے اس کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ اِسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

وضو کے بعد دو رکعت مستحب ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وضو کے بعد دو رکعت مستحب ہے

اس باب میں وضو کے بعد دو رکعت کے استحباب کو بتلانا چاہتے ہیں جس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ کوئی آدمی اگر وضو کرے تو چوں کہ وضو نماز کی ادائیگی کا ذریعہ ہے، ویسے تو اُس وضو سے جب چاہے نماز پڑھ سکتے ہیں، لیکن وضو نماز ہی کے لئے کیا جاتا ہے، اس لئے وضو کرتے ہی اوّلین فرصت میں نماز ادا کرلی جائے، تو یہ اس سے فوری طور پر فائدہ اٹھانا ہوگا۔ اس کی بھی فضیلت ہے اسی کو بیان کرنے کے لئے روایت لائے ہیں۔

ایک قابلِ اُمید عمل

حدیث ۱۱۴۸:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: يَابِلَالُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) سے ایک مرتبہ پوچھا: اے بلال! تم نے اسلام میں کوئی ایسا عمل کیا ہو تو بتلاؤ جو تمہاری نگاہوں میں سب سے زیادہ قابلِ امید ہو، اس لئے کہ میں نے جنّت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ سنی ہے (اس کے جواب میں) حضرت بلال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

(رضی اللہ عنہ) نے کہا: میری نگاہوں میں سب سے زیادہ پُر امید عمل (جو میں نے کیا وہ) یہ ہے کہ رات دن میں کسی وقت جب مَیں وضو کرتا ہوں، تو اس وضو سے اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہوا اتنی نماز ادا کرلیتا ہوں۔

افادات:- کسی کو یہ اشکال نہ ہو کہ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) جنت میں نبیٔ کریم ﷺ سے آگے کیسے ہوگئے؟ جواب یہ ہے کہ خادم بھی مخدوم سے آگے چلا کرتا ہے، اور یہاں ان کا آگے چلنا گویا خدمت ہی کے طور پر ہے۔ اور یہ بھی خادم کے لئے شرف کی ایک چیز ہے۔

اس سے تحیۃ الوضو کی فضیلت معلوم ہوئی کہ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی وجہ سے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو جنت میں اتنا اونچا مقام عطا کیا گیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا وَالطِّيبِ وَالتَّبْكِيرِ اِلَيْهَا، والدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيهِ. وَبَيَانُ سَاعَةِ الْاِجَابَةِ، وَاِسْتِحْبَابِ اِكْثَارِ ذِكْرِ اللهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

یوم جمعہ کی فضیلت، جمعہ کی نماز کا فرض اور ضروری ہونا، جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے غسل کرنا، خوشبو کا استعمال کرنا، جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد جلدی پہنچنا، جمعہ کے دن دعاؤں کا اہتمام کرنا، نبی کریم ﷺ پر درود شریف کا اہتمام، ساعتِ اجابت کا بیان، جمعہ کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

یوم جمعہ کی فضیلت، جمعہ کے دن دعاؤں کا اہتمام، نبی کریم ﷺ پر درود شریف کا اہتمام، اور ساعتِ اجابت کا بیان،

جمعہ کے دن کے یہ سارے آداب واعمال ہیں جن کو علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس عنوان میں ذکر کیا ہے اور اُسی کے مناسب روایتیں پیش کریں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امّتِ محمدیہ کو جن مخصوص نعمتوں اور فضائل سے مالامال کیا ہے ان میں سے ایک جمعہ کا دن بھی ہے۔ ہفتہ میں یہ ایک دن ہے جو تمام دنوں کا سردار ہے اور بڑی فضیلت والا دن ہے۔ دن کے انتخاب کے متعلق اگلی امتوں کو اختیار دیا گیا تھا، چناں چہ یہود نے بجائے جمعہ کے ایک دن لیٹ (Late) یعنی سنیچر کو پسند کیا، گویا ان سے چوک ہوگئی۔ اور نصاریٰ نے ایک دن اور لیٹ (Late) کیا یعنی اتوار کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے امّتِ محمدیہ کو اصل فضیلت والا دن یعنی جمعہ عطا فرمایا۔ اسی لئے روایتوں میں آتا ہے، نبیؐ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہود تم پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کا دن دیا گیا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے یہاں جو پہلے سے منتخب اور پسندیدہ دن تھا؛ وہی امّتِ محمدیہ کو ملا۔

قرآنِ پاک کی آیت پیش کی: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ جب جمعہ کی نماز مکمل ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کا فضل تلاش کرو، یعنی روزی کے لئے کوشش کرو، اور اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو؛ تاکہ تم کامیابی سے ہم کنار ہو جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کا اہتمام کرنا چاہیے۔

سب سے بہترین دن

حدیث ۱۱۴۹:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمَ، وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا.

ترجمہ:– حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے، ان میں سب سے بہترین دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن میں حضرت آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے تھے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان کو جنّت میں داخل کیا، اور اسی دن جنّت سے نکالے بھی گئے۔

افادات:– ہفتہ کے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا ہے، اور سال کے دنوں میں افضل دن عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا ہے۔ اور اگر عرفہ کا دن جمعہ کو پڑ جائے؛ تو پھر نورٌ علیٰ نورٍ؛ دونوں فضیلتیں جمع ہو جائیں گی۔

ساری مخلوقات زمین و آسمان وغیرہ اور دنوں میں پیدا ہوئیں لیکن ساری کائنات کا خلاصہ اور پیدائش کا مقصود یعنی حضرت انسان کے جدِّ امجد حضرت آدم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پیدا کیا۔اور جمعہ ہی کے دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو جنّت میں داخل کیا اور جمعہ ہی کے دن جنّت سے نکالے بھی گئے۔

اب یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے دن پیدا کیا جانا، اور جمعہ کے دن جنّت میں داخل ہونا؛ تو ایک فضیلت کی بات تھی، لیکن جنت سے نکالے جانے میں کونسی فضیلت تھی جس کو یہاں ذکر کیا ہے؟ تو علماء نے لکھا ہے کہ جنّت سے نکال کر دنیا میں لائے گئے تب ہی تو انبیاء اور اولیاء وجود میں آئے، ان کا جنّت سے نکال کر دنیا میں بھیجا جانا اللہ کے مقبول بندوں، انبیاء و اولیاء وغیرہ کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنا؛ اس معنیٰ کر یہ خیر ہی کی چیز تھی۔

جمعہ کے اہتمام پر دس دنوں کے گناہ معاف

حدیث ۱۱۵۰:-

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ. فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ؛ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا (یعنی وضو کے تمام آداب اور سنتوں کی رعایت کرتے ہوئے وضو کیا) پھر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں آیا اور خطبہ کی طرف کان لگائے اور خاموش رہا (خطبہ کے دوران بات چیت یا لغویات میں مشغول نہیں رہا) تو اس جمعہ سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لے کر دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن (یعنی کل دس دن کے) اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور جس نے کنکریوں کو چھوا؛ اس نے لغو کام کیا۔

افادات:–خطبہ کے دوران کسی قسم کے کھیل میں مشغول نہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس زمانہ میں مسجد میں پختہ فرش اور قالین وغیرہ بچھے ہوئے نہیں ہوتے تھے، بلکہ عام طور پر ریت اور کنکریاں ہوتی تھیں، جو لوگ غفلت والے ہوتے تھے وہ کنکریوں میں مشغول رہتے تھے، جیسے: آج کل لوگ کپڑے اور انگلی، گھڑی، موبائل وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں اور ان سے کھیلتے رہتے ہیں۔ ان ساری چیزوں سے توجہ ہٹا کر پورے طور پر خطبہ سننے کی طرف توجہ دیں گے تب تو یہ فضیلت حاصل ہوگی، اور اگر اِدھر اُدھر مشغول رہا تو پھر یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

حدیث ۱۱۵۱:-

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ؛ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ.

ترجمہ:–حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ کی نماز، اور رمضان سے لے کر دوسرے رمضان؛ یہ سب درمیان کے گناہوں کے لئے کفّارہ ہیں جب تک کہ آدمی کبائر سے بچے۔

افادات:–یہ روایت پہلے بھی آگئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سارے اعمال وہ ہیں جن کی وجہ سے آدمی کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور پہلے بھی بتلایا تھا کہ وضو کی وجہ سے، نمازوں کی وجہ سے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور روزوں کی وجہ سے جو گناہ معاف ہوتے ہیں؛ وہ صغائر یعنی چھوٹے گناہ ہوتے ہیں، بڑے گناہ تو جب تک آدمی توبہ نہ کرے تب تک معاف نہیں ہوتے۔

جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ

حدیث ۱۱۵۲:-

وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہم) أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلَى قُلُوْبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے: لوگ جمعہ کی نمازوں کو چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے، پھر وہ ہمیشہ کے لئے غافل بن جائیں گے۔

افادات:- معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتے۔ اور جمعہ کی نماز چھوڑنے پر اتنی سخت وعید ہے کہ آدمی کے لئے دل پر مہر لگنے کا سبب بنتا ہے، اس کے بعد آدمی سے نیکی کی توفیق چھن جاتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جمعہ کے غسل کا حکم

حدیث ۱۱۵۳:-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ؛ فَلْيَغْتَسِلْ.

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے آئے؛ تو غسل کر لے۔

افادات:- جمعہ کا غسل ایک زمانہ میں ضروری اور واجب تھا جس زمانہ میں مسلمان خود ہی محنت مزدوری کا کام کرتے تھے، اور کپڑوں کی کمیابی کی وجہ سے کپڑے بدلنے کی نوبت بھی نہیں آتی تھی، پھر وہ ملک بھی گرم تھا اور مسجد کی چھت ایک دم سروں کے قریب تھی، اس کی وجہ سے اگر غسل نہ ہوتا اور کپڑے نہ بدلے گئے ہوتے تو بھیڑ کی وجہ سے ایک دوسرے کے پسینے کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی؛ تو نبی کریم ﷺ نے غسل کو ضروری قرار دیا تھا۔ لیکن پھر بعد میں مالی وسعت ہوگئی اور کپڑوں کی بھی بہتات ہوگئی، دیگر سہولتیں ہوگئیں، تو پھر اس کی فرضیت باقی نہیں رہی، لیکن اس روایت اور آگے والی روایت کی وجہ سے ظاہر یہ آج بھی جمعہ کے غسل کے وجوب کے قائل ہیں۔

حدیث ۱۱۵۴:-

وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ. (متفق علیہ)

المراد بِالْمُحْتَلِمِ: الْبَالِغُ. وَالْمُرَادُ بِالْوَاجِبِ وُجُوبُ اخْتِيَارٍ، كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے۔

حدیث ۱۱۵۵:-

وَعَنْ سَمُرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ،وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ.

ترجمہ:–حضرت سمُرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی آدمی نے جمعہ کے دن وضو کیا تو بہت اچھا کیا، اور اگر غسل کیا تو اور زیادہ اچھا کیا، اور یہی افضل ہے۔

افادات:–اکثر علماء فرماتے ہیں کہ اس روایت سے تاکید مقصود ہے، اگر کوئی آدمی غسل نہیں کرے گا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ ویسے جمعہ کا غسل سنّت ہے، اسی لئے علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یہاں وجوب سے مراد وجوبِ اختیاری ہے، یعنی ایسا واجب نہیں ہے کہ جس کے چھوڑنے پر گناہ ہو، بلکہ جمعہ کا غسل سنت اور آداب میں سے ہے۔

جمعہ کے غسل کا وقت

اب غسل کب کرنا چاہیے؟ ویسے صبحِ صادق کے بعد کبھی بھی کرسکتے ہیں، اگر اس سے پہلے کوئی آدمی غسل کرلے گا تو سنّت ادا نہیں ہوگی۔ اور جس غسل میں وضو کیا گیا ہے، اسی وضو سے جمعہ کی نماز ادا کرے تو زیادہ مناسب ہے۔ اگر کسی کو اطمینان ہو کہ صبح جلدی غسل کرلوں گا، اور اس میں کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہوا وضو جمعہ کی نماز تک باقی رہے گا؛ تو بہت اچھا ہے، اس کے باوجود اگر درمیان میں وضو ٹوٹ گیا تو پھر سے وضو کرلے، اور جمعہ کی سنّت کی طرف سے وہی غسل کافی ہے۔ اور اگر اسی وضو سے جمعہ کی نماز ادا کرنے کی غرض سے تاخیر کی اور ۹ یا ۱۰ ؍ بجے غسل کیا؛ تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں، بلکہ یہی زیادہ مناسب ہے۔

دوسری روایت کو لاکر یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ جمعہ کا غسل جو اوپر کی روایت میں واجب بتلایا ہے وہ واجب نہیں رہا، بلکہ صرف وضو پر بھی اکتفا کرلے تو درست ہے

جمعہ کی سنتیں اور آداب

حدیث ۱۱۵۶:-

وَعَنْ سَلْمَانَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى. (رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق پاکی حاصل کرتا ہے، بالوں میں تیل لگاتا ہے، گھر میں خوشبو ہو تو استعمال کرتا ہے (اور صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے پھر مسجد میں جاتا ہے) اور دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہیں کرتا (یعنی کسی کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پھلانگ کر آگے نہیں جاتا) پھر اللہ تعالیٰ نے جو مقدر فرمایا اتنی نماز پڑھتا ہے، اور جب امام خطبہ دیتا ہے تو خاموش بیٹھتا ہے؛ تو اس کے اِس جمعہ سے لے کر دوسری جمعہ تک کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

افادات:- جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے جانے پر بڑی سخت وعید آئی ہے، کوئی آدمی اگر ایسا کرے گا تو قیامت کے دن اس کو پُل بنایا جائے گا، لیکن اگر اگلی صفوں میں جگہیں خالی ہیں اور پیچھے کی صفوں میں بیٹھنے والوں نے وہ جگہیں پُر نہیں کی ہیں، تو پھر اس صورت میں فقہاء نے لکھا ہے کہ آگے کی صف کو پُر کرنے کے لئے سوائے اس کے اور کوئی علاج ہی نہیں ہے، اس لیے اگر کوئی آدمی لوگوں کو پھلانگ کر آگے جائے تو اس کی اجازت ہے، اس لیے کہ انہوں نے خود ہی پیچھے بیٹھ کر اپنی حرمت کو ختم کیا ہے۔

دیکھو! اس روایت میں جمعہ کی سنتوں اور آداب میں سے کئی چیزیں بتلائی گئی ہیں۔ ایک تو جمعہ کا غسل کرلے، اگر ناخن بڑھ گئے ہوں تو ان کو کاٹ لے، اگر بال بڑھ گئے ہوں تو ان کو ٹھیک کروالے، بغل کے بال بڑھ گئے ہوں تو ان کو صاف کرلے، زیرِ ناف کے بال صاف کرلے، پھر غسل کرے، اس کے پاس جو خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے، پھر صاف شفّاف دُھلے ہوئے کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہنے، ان میں بھی اگر سفید ہوں تو زیادہ پسندیدہ ہیں، اگر عمامہ استعمال کرے تو اس کو بھی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے، پھر مسجد کے لئے روانہ ہو جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جمعہ کی تیاری اور اہتمام جمعرات سے کرنی چاہیے

امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ قرنِ اوّل میں لوگ جمعہ کی تیاری جمعرات سے شروع کر دیتے تھے، اس لیے آدمی استغفار کا اہتمام کرے، اللہ کا ذکر بڑھا دے، دعائیں کرے کہ کل جمعہ کا دن آرہا ہے اس کو کما حقہٗ وصول کر پاؤں۔ اور کل جو کپڑے پہننے ہیں ان کو تیار کر کے ابھی سے رکھ دے تاکہ کل کپڑوں کی تیاری میں وقت ضائع نہ ہو۔ آج کل ہمارا حال تو یہ ہو گیا ہے کہ عین وقت پر استری لے کر کپڑوں کو استری کرنے کے لئے بیٹھیں گے، یہ تو وقت ضائع کرنا ہی ہوا، حالاں کہ پہلے سے تیاری کرنی چاہئے تاکہ جمعہ کے دن کی گھڑیاں ضائع نہ ہونے پائیں۔

امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکابر فرماتے تھے کہ جو آدمی جمعہ کی اگلے روز سے تیاری کرے یہ اس کی سعادت کی بات ہے۔ اور بڑا بد نصیب ہے وہ آدمی جو جمعہ کی صبح کو یہ پوچھے کہ آج کون سا دن ہے۔ مطلب یہ کہ اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آج کون سا دن ہے، اس لیے پہلے سے آدمی کو اس کی تیاری کرنی چاہئے۔

ایسے بھی تھے

اُس زمانہ میں بجلی تو تھی نہیں، اس لیے یہ بھی لکھا ہے کہ اس زمانہ میں لوگ سحری کے وقت سے چراغ لے کر جمعہ کی نماز کے لئے نکل جاتے تھے، اور بہت سے لوگ صبحِ صادق ہوتے ہی جمعہ کی نماز

کی ادائیگی کے لئے مسجد چلے جاتے اور جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹتے تھے۔ اور بعض لوگ تو فارغ ہونے کے بعد بھی وہیں ذکر میں مشغول رہتے تھے اور دیر سے واپس گھر لوٹتے تھے۔ بہر حال! اُس زمانہ میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے فجر کے وقت سے نکلنے کا عام رواج تھا۔

جمعہ کے لیے مسجد پہنچنے کے پانچ درجے

حدیث ۱۱۵۷:-

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ(رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الْأُولٰى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً. وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً. وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشاً أَقْرَنَ. وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً. وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً. فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

قَوْلُه: ((غُسْلُ الْجَنَابَةِ)) أَيْ غُسْلاً كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِى الصِّفَةِ.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن جنابت کی طرح غسل کیا (یعنی واجبات، سنتیں اور مستحبات کی پوری رعایت کے ساتھ مکمل طریقہ سے غسل کیا) پھر پہلی گھڑی میں مسجد پہنچ گیا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی۔ اور جو دوسری گھڑی میں پہنچا، گویا اس نے گائے کی قربانی کی۔ اور جو تیسری گھڑی میں پہنچا، گویا اس نے سینگ دار مینڈھے کی قربان کی۔ اور جو چوتھی گھڑی میں پہنچا، گویا اس نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مرغی کی قربانی کی۔اور جو پانچویں گھڑی میں پہنچا، گویا اس نے اللہ کے راستہ میں انڈا پیش کیا۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

افادات:- بعضوں نے کہا کہ دوسری حدیث میں "مَنِ اغْتَسَلَ وَغَسَّلَ"(۱) کے الفاظ آتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ بہتر قرار دیا گیا ہے کہ آدمی اگر اپنی بیوی سے شبِ جمعہ میں صحبت کر لے اور پھر غسل کرے تو بہت اچھا ہے، تاکہ نگاہ کی پاکیزگی اور طبیعت کی یکسوئی بھی حاصل ہو جائے۔

امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ پہلی گھڑی سے مراد صبحِ صادق کے بعد کا ابتدائی وقت ہے، یعنی صبحِ صادق ہوتے ہی غسل کر کے تیّار ہو کر جمعہ کی نماز پڑھنے کے ارادہ سے مسجد پہنچ جائے، تو اس کو اونٹ کی قربانی کرنے کا جو ثواب ملتا ہے اُتنا ثواب ملے گا۔ اور دوسری گھڑی سے مراد سورج طلوع ہونے کے بعد وقتِ مکروہ ختم ہونے سے پہلے کا وقت ہے۔ اور تیسری گھڑی سے مراد اشراق کا وقت ہے۔ اور چوتھی اور پانچویں گھڑی سے مراد چاشت کا وقت (یعنی دس، گیارہ بجے سے زوال سے پہلے پہلے تک کا وقت) ہے، اور جہاں زوال ہو گیا تو اب یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

---

(۱)

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا.

قَالَ مَحْمُودٌ قَالَ وَكِيعٌ : اغْتَسَلَ هُوَ وَغَسَّلَ امْرَأَتَهُ. قَالَ وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ : مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ، يَعْنِي غَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ. (سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل الغسل یوم الجمعة)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

قابلِ اصلاح طرزِ عمل

آج کل عام طور پر ہم لوگوں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ ہم زوال کے بعد ہی مسجد میں آتے ہیں، حالاں کہ اس وقت تو یہ ساری فضیلتیں ختم ہو جاتی ہیں، اس لیے اُس سے پہلے آنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اخیری درجہ میں زوال سے کم از کم ایک دو گھنٹہ پہلے تو مسجد میں آ ہی جائے۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ فرشتے رجسٹر لے کر مسجد کے دروازے پر بیٹھتے ہیں اور آنے والوں کا نام درج کرتے ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ چاندی کے اوراق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، اُس سے وہ لکھتے ہیں۔ اور جو آدمی ہمیشہ کا جلدی آنے کا عادی ہوتا ہے پھر کسی دن وہ نہیں آپاتا، تو فرشتے آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ فلاں آدمی اب تک نہیں آیا؛ کیا بات ہے، وہ تو ہمیشہ جلدی آتا ہے۔ پھر فرشتے دعا کرتے ہیں کہ: اے اللہ! اگر اس کو کوئی بیماری ہو گئی ہو؛ تو اچھا کر دے۔ کچھ تکلیف ہو؛ تو دور کر دے۔ کسی پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہو؛ تو اس کی پریشانی کو دور کر دے۔ اگر کسی غفلت میں پڑ گیا ہو؛ تو اس کی غفلت کو ختم کر دے تاکہ وہ جلدی سے آ جائے۔ جیسے جو آدمی دوستوں کی محفل میں ہمیشہ پہنچنے کا عادی ہو اور کسی دن نہ آئے تو سب کیسی فکر کرتے ہیں، فرشتوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ جو آدمی مسجد میں آنے کا عادی ہو اور کسی دن اپنے وقت پر نہیں پہنچ سکا تو فرشتے آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اس کی جو رکاوٹ ہو وہ اللہ تعالیٰ دور کر دے تاکہ وہ جلدی سے مسجد میں آ جائے، لیکن جب زوال ہو جاتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر کے مسجد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

میں آجاتے ہیں، اس کے بعد جو آتا ہے وہ نماز کے حق کی وجہ سے آتا ہے، اس کو جمعہ کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔

جمعہ کے دن ایک گھڑی

حدیث ۱۱۵۸:-

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: فِيهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ شَيْئاً، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. (متفقٌ عليه)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن کا تذکرہ کیا اور فرمایا: اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ کوئی مسلمان جب اس کو پالیتا ہے اس حال میں کہ وہ نماز میں ہو، یا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہو، اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا کر دیتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ: وہ وقت بہت کم ہوتا ہے۔

افادات:- مطلب یہ کہ چند سیکنڈوں یا کچھ منٹوں کا وقت ہوتا ہے، اس گھڑی میں جو مانگتا ہے وہ قبول ہوتا ہے۔ وہ گھڑی کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وہ گھڑی جمعہ کے دن میں رکھی ہے، اور اس سلسلہ میں بہت ساری باتیں کہی گئی۔ علماء نے لکھا ہے کہ جو آدمی زوال سے لے کر امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک، اور عصر سے لے کر مغرب تک مشغول رہے گا، یقیناً اس کو وہ گھڑی مل جائے گی اور یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، اس لئے اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہمارے حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) کو دیکھا کہ حضرت اس کا بڑا اہتمام فرماتے تھے کہ زوال سے پہلے مسجد پہنچ جاتے تھے اور پھر کسی سے بھی بات چیت نہیں فرماتے تھے۔ اسی طرح عصر کے بعد بھی کسی سے بات نہیں کرتے تھے اور مغرب تک مراقبہ و دعا وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔ اس لیے آدمی اگر ان دو اوقات کا اہتمام کرلے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ اس کو وہ گھڑی حاصل ہو جائے گی۔

حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا تو پہلے سے اپنی خادمہ کو بھیج دیتی تھیں کہ جاؤ اور سورج کو دیکھتی رہو، جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو تا یعنی دس، پندرہ منٹ باقی رہ جاتے تو وہ آکر اطلاع کرتی تھی، اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) دعا میں مشغول ہو جاتی تھیں اور فرماتی تھی کہ یہی وہ گھڑی ہے کہ جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

حدیث ۱۱۵۹:-

وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنَ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) : أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ! سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ.

ترجمہ:- حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) صحابی ہیں ان کے صاحبزادے حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا: تم نے اپنے ابّا کو جمعہ کی گھڑی کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے کوئی روایت بیان فرماتے ہوئے سنا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! میں نے ان کو سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ میں نے نبی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: وہ گھڑی امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک ہے۔ (جب امام خطبہ کے لئے بیٹھ جائے تو زبان سے دعا نہیں کر سکتے لیکن دل سے آدمی دعا کر سکتا ہے۔)

جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو

حدیث ۱۱۶۰:-

وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.

ترجمہ:- حضرت اَوس بن اَوس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اُس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

افادات:- جمعہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں نبیٔ کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھے۔ ویسے جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ایک مخصوص درود کی فضیلت آئی ہے، حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے اسّی مرتبہ اگر یہ درود شریف پڑھا جائے: ”أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلَى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً“ تو اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ جمعہ کے دن اور بھی درودوں کی فضیلت آئی ہے، اس لیے ان درودوں کے پڑھنے کا جمعہ کی رات میں جمعہ کے دن میں اہتمام کیا جائے۔ اکابر کے یہاں اس کا اہتمام ہوتا تھا کہ شبِ جمعہ میں وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

خصوصیت کے ساتھ درود پڑھا کرتے تھے۔ ویسے کوئی آدمی وظیفے یا معمول کے طور پر شبِ جمعہ میں کچھ مقدار مقرر کرلے تو زیادہ پسندیدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ میرے اوپر پیش ہوتا ہے، اور حضور ﷺ اس کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ بہر حال! آدمی کو اس کا بہت ہی اہتمام کرنا چاہیے۔

سورۂ کہف کا بھی اہتمام ہو

جمعہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں سورۂ کہف پڑھی جائے، شبِ جمعہ میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ علامہ شامی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن عصر سے پہلے پہلے پڑھ لے، اس لیے کہ عصر پر فرشتوں کی ڈیوٹی بدل جاتی ہے، اور اگلے دن والے فرشتے آجاتے ہیں، اس لئے اس سے پہلے سورۂ کہف آدمی پڑھ لے گا تو وہ اس کے لئے نور بنتی ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ اِسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ أَوِانْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

اگر کوئی نعمت حاصل ہوئی یا کوئی مصیبت ٹل گئی، تو اس پر سجدۂ شکر پسندیدہ اور مستحب ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں جو ہر آن اور ہر گھڑی ہمارے اوپر بارش کی طرح برستی رہتی ہیں، ان کے شکرانہ کے طور پر ہی تمام عبادات مقرر کی گئی ہیں، لیکن اس کے باوجود بعض موقعوں پر کوئی مخصوص نعمت اللہ تعالیٰ کی حاصل ہوتی ہے جس کو بندہ بھی محسوس کرتا ہے کہ خصوصی چیز مجھے حاصل ہوئی ہے، یا کوئی بڑی مصیبت جس کا اندیشہ تھا وہ ٹل جاتی ہے؛ تو ایسے موقعوں پر شکرانہ کے نام سے کم از کم دو رکعت نماز ادا کرلینا، یا اگر اس کا موقع نہیں ہے تو شکر کی ادائیگی کی نیت سے صرف ایک سجدہ ہی کرلینا سجدۂ شکر کہلاتا ہے جو مستحب وپسندیدہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکرانہ کے طور پر ایک اچھی چیز ہے، آدمی کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نبیٔ کریم ﷺ سے مختلف مواقع پر سجدۂ شکر ثابت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

غزوۂ بدر کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے جنگ کے ختم ہونے پر پوچھا تھا کہ ابو جہل کا کیا ہوا؟ کوئی اس کی خبر لے کر آؤ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: مَیں نے کہا کہ میں معلوم کر کے آتا ہوں۔ وہ میدانِ جنگ میں گئے جہاں زخمی پڑے ہوئے تھے، دیکھا کہ ابو جہل بالکل آخری حالت میں پڑا ہوا ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اس کے سینے پر چڑھ گئے اور کہنے لگے: تو ہی تو ابو جہل ہے؟ اس نے اس حالت میں بھی کہا: "لَقَدِ ارتَقَيتَ يَا رُوَيعَ الغَنَمِ مُرتَقًى صَعباً" اے بکریوں کے چرواہے! تو بڑے اونچے مشکل مقام پر چڑھ گیا ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کیا۔ اس نے کہا: کیوں؛ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تجھے ذلیل کیا، تو قتل ہوا اور اب مر رہا ہے۔ اس نے کہا: تم نے ایک آدمی ہی کو تو قتل کیا ہے، اس میں کونسا تیر مارا؟ خیر! اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے اس کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ تو ابو جہل نے کہا: میری طرف سے محمد (ﷺ) کو بتلانا کہ میرے دل میں تمہارا بغض اور کینہ پہلے جتنا تھا اس وقت اس سے بھی زیادہ ہے۔ پھر ابو جہل نے پوچھا: تیرا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں تو تیرا سر قلم کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: میری تلوار سے کاٹنا، وہ بڑی تیز ہے، اور ذرا نیچے سے کاٹنا تاکہ دوسرے سروں میں میرا سر اونچا نظر آئے۔ بہر حال! اس کا سر کاٹ کر حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا سر لا کر ڈالا، اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کے دشمن ابو جہل کا سر ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ یہ اسی کا سر ہے؟ کہا: جی ہاں۔ تو حضورِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فوراً سجدہ میں گر گئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بہر حال! مختلف مواقع پر نبی کریم ﷺ سے سجدۂ شکر کرنا یا شکرانہ کی دو رکعت ادا کرنا ثابت ہے ،بلکہ ابن ماجہ شریف کی روایت میں ہے کہ اِس موقع پر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا فرمائی۔ پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے ابو جہل کے ساتھ ہوئی گفتگو بھی سنائی تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ میری امت کا فرعون ہے جو حضرت موسیٰ کے فرعون سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ تو مرتے مرتے کلمہ پڑھنے پر آمادہ ہو گیا تھا، لیکن یہ تو مرتے مرتے بھی ایسی ہی باتیں کر گیا۔

اسی سلسلہ میں روایت پیش کرتے ہیں:

حدیث ۱۱۶۱:-

عن سعد بن أبي وقاص (رضی اللہ عنہ) قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيباً مِنْ عَزْوَرَاءَ، نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِداً، فَمَكَثَ طَوِيلاً، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِداً - فَعَلَهُ ثَلاثاً - وقال: ((إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي، وَشَفَعْتُ لأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ سَاجِداً لِرَبِّي شُكْراً، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ سَاجِداً لِرَبِّي شُكْراً، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الآخَرَ، فَخَرَرْتُ سَاجِداً لِرَبِّي)) (رواه أبو داود)

ترجمہ:- حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں ایک مقام "عَزْوَرَاء" پڑتا تھا، جب ہم وہاں پہنچے تو نبی کریم ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترے اور آپ نے ہاتھ اٹھا کر تھوڑی دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اس کے بعد آپ سجدہ میں گر گئے، اور دیر تک سجدہ میں رہے، پھر کھڑے ہوئے اور کچھ دیر تک آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی، پھر آپ سجدہ میں گر گئے اور دیر تک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سجدہ میں رہے، پھر اٹھے اور کچھ دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی، پھر سجدہ میں گر گئے، اور دیر تک سجدہ میں رہے (گویا تین مرتبہ ایسا کیا) اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلی مرتبہ جب میں نے دعا کی تو میں نے اپنی امت کی مغفرت کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سفارش کی اور سوال کیا، تو اللہ تعالیٰ ایک تہائی امت کی مغفرت کا وعدہ فرمادیا تو میں اس کے شکرانہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا اور دیر تک سجدہ میں پڑا رہا۔ پھر میں اٹھا اور دوبارہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے مزید ایک تہائی امت کے گناہوں کو معاف کرنے کا مجھ سے وعدہ فرمایا جس کے شکرانہ میں مَیں سجدہ میں گر گیا اور دیر تک سجدہ میں رہا، پھر میں نے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بقیہ امت کے لیے دعا کی، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے آخری تہائی حصہ کی بھی مغفرت کا وعدہ فرمادیا، تو اس کے شکرانہ میں بھی مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا۔

افادات:- تو دیکھئے! حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کی مغفرت اور ان کے گناہوں کی معافی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش فرمائی، اور جوں جوں قبول ہوتی گئی اس پر نبیٔ کریم ﷺ بطور شکرانہ کے سجدہ فرماتے رہے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی خصوصی نعمت کے حصول پر آدمی کو سجدۂ شکر بجالانا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

تہجد کی نماز کی فضیلت

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً.

وَقَالَ تَعَالٰى: تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ.

وَقَالَ تَعَالٰى: كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ.

تہجد کی نماز کی فضیلت بیان کرنے کے لئے یہ باب قائم کیا ہے۔

فرائض کے بعد نوافل و سنن نمازوں میں تہجد کی نماز بڑی اہمیت کی حامل ہے، ایک روایت میں ہے کہ فرائض کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز اگر کوئی ہے تو وہ تہجد کی نماز ہے۔ شروع اسلام میں جب کہ پنج وقتہ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں اس وقت سورۂ مزمل نازل ہوئی تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تہجد کی نماز کو فرض کیا تھا ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلاً نِصْفَهُ أَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً أَوْزِدْعَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً﴾ شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر اور اس وقت جو حضرات بھی ایمان لائے تھے ان سب کے لئے رات کی یہ نماز (تہجد) فرض قرار دی تھی، ان آیتوں کے ذریعہ آدھی رات یا رات کا دو تہائی حصہ یا ایک تہائی حصہ یعنی رات کا بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنے کی تاکید کی گئی، چناں چہ حضور اکرم ﷺ اور تمام اہلِ ایمان اس وقت اس کا اہتمام کرتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تھے اور رات رات بھر یا آدھی رات یا دو تہائی رات یا ایک تہائی رات تہجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے تھے، یہ سلسلہ ایک روایت کے مطابق ایک سال تک اور ایک روایت کے مطابق آٹھ یا نو مہینہ تک رہا، اس کے بعد اسی سورۂ مزمل کی آخری آیت ﴿عَلِمَ أَن لَّن تُحۡصُوهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ فَاقۡرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡآنِ﴾ نازل ہوئی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پھر تہجد کی فرضیت ختم ہوگئی، لیکن مفسرِ قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی فرضیت تو باقی ہی رہی، البتہ پوری رات یا آدھی یا پونی رات تک کھڑے رہنے کا جو حکم تھا وہ ختم ہوگیا، اگر کوئی آدمی تھوڑے سے حصہ میں بھی نماز کا اہتمام کرے گا تو فرض ادا ہو جائے گا، پھر شبِ معراج میں جب پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئی اس وقت تہجد کی فرضیت ختم ہوگئی۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے لئے فرض رہی یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں بعض حضرات تو یہ فرماتے ہیں کہ امّت پر سے یہ فرض ساقط ہوگیا لیکن نبی کریم ﷺ کے لئے فرضیت باقی رہی، لیکن راجح قول یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے بھی فرض نہیں تھی اس کے باوجود بھی آپ ﷺ اس کا بہت ہی اہتمام فرماتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

"مقامِ محمود" پر فائز فرمائیں گے

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ﴾ (بنی اسرائیل) قرآنِ کریم کی تلاوت کے لیے رات کے کچھ حصہ میں آپ اپنی نیند کو قربان کیجئے ﴿نَافِلَةً لَّكَ﴾ یہ فرض کے علاوہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے زائد فریضہ ہے ﴿عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً﴾ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائیں گے۔

"مقامِ محمود" یہ ایک مقام ہے جو نبیٔ کریم ﷺ ہی کو عطا کیا جائے گا، آپ کے علاوہ کسی اور کو یہ مقام حاصل نہیں ہو گا۔ یہی وہ مقام ہے جس پر آپ فائز ہونے کے بعد پوری انسانیت کے لئے سفارش فرمائیں گے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ قیامت میں جب انسانوں کو دوبارہ صور پھونک کر پیدا کیا جائے گا اور میدانِ حشر میں اوّلین و آخرین سب جمع ہوں گے، حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوں گے سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حساب وکتاب کے لئے پیش کیا جائے گا، اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تجلّی افروز ہوں گے، سورج بالکل سروں پر سوا نیزے کے قریب ہو گا، گرمی کی شدّت کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، ابھی حساب وکتاب کا سلسلہ شروع نہیں ہو گا، سب لوگ انتظار میں ہوں گے، لیکن انتظار کرتے کرتے بالکل تنگ آجائیں گے کہ کب حساب وکتاب کا سلسلہ شروع ہو۔ پھر لوگوں کے درمیان آپس میں کانا پھونسی شروع ہو جائے گی کہ کیا بات ہے کہ حساب وکتاب نہیں ہو رہا ہے، سب لوگ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کہیں گے کہ کچھ کرو، اللہ کے مقبول بندوں میں سے کسی سے سفارش کرواؤ تاکہ اللہ تعالیٰ حساب و کتاب کا سلسلہ شروع کریں۔ اب کس سے جاکر کہیں؟ تو لوگ کہیں گے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) ہم سب کے ابّا ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، فرشتوں کو ان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا، جنّت میں ان کو رکھا گیا، ان کے یہ سارے فضائل مسلّم ہیں، چناں چہ سب لوگ جاکر پہلے ان کی یہی خوبیاں بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دستِ قدرت سے براہِ راست پیدا فرمایا، پھر فرشتوں کو آپ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا، جنّت میں آپ کو ٹھہرایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا، ان کی جو جو خوبیاں قرآن مجید میں آئی ہیں ان سب کا تذکرہ کریں گے، پھر ان سے درخواست کریں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہماری سفارش کیجیے کہ حساب وکتاب کا سلسلہ شروع ہو جائے، اِس پار یا اُس پار جو بھی فیصلہ ہو گا ہمیں منظور ہے، لیکن انتظار کی یہ زحمت برداشت نہیں ہوتی۔ حضرت آدم (علیہ السلام) جواب میں فرمائیں گے: آج اللہ تعالیٰ ایسے غصّے میں ہیں کہ اس سے پہلے کبھی ایسے غصّے میں نہیں تھے، اور نہ آئندہ کبھی ایسے ہوں گے، مجھے تو اپنا ہی فکر ہو رہا ہے کہ مجھے ایک چیز سے منع کیا گیا تھا، اس کے باوجود مجھ سے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ٹوٹا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سفارش کرنے جاؤں اور اسی کے متعلق مجھ سے پوچھ ہو جائے، اس لیے میری تو ہمت نہیں ہو رہی ہے، تم حضرت نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ بھی معذرت کریں گے، اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا حوالہ دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے اور ان سے درخواست کریں گے، وہ بھی معذرت کریں گے، اور حضرت موسیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

(علیہ السلام) کا حوالہ دیں گے، لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ بھی معذرت کریں گے، اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا حوالہ دیں گے، وہ بھی معذرت کرکے نبی کریم ﷺ کا حوالہ دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ، وہی ہیں جن کی اگلی پچھلی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہے، چناں چہ سب لوگ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئیں گے۔

پھر حضور اکرم ﷺ باری تعالیٰ کے حضور میں جاکر سجدہ ریز ہوجائیں گے اور سفارش کریں گے، آپ ﷺ کی اسی سفارش کے بعد حساب وکتاب کا سلسلہ شروع ہوگا۔ گویا آپ ﷺ کی سفارش سے تمام لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا کہ حساب وکتاب کا سلسلہ شروع نہیں ہورہا تھا اور لوگ پریشانی میں مبتلا تھے، سب کی وہ پریشانی دور ہوئی، اس لئے کہ جب تک حساب وکتاب کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا تو ہر آدمی پریشانی میں مبتلا تھا، انبیاء بھی، مؤمنین بھی، کفّار بھی؛ سب ہی پریشانی میں تھے، اس سفارش کا فائدہ ہر ہر انسان کو پہنچا، اسی لئے اس سفارش کو شفاعتِ کبریٰ یعنی بڑی سفارش کہتے ہیں اور اسی کو "مقامِ محمود" بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں دیکھئے! حضور اکرم ﷺ کو تہجد کا حکم دیا گیا۔ تہجد، ہجود سے مشتق ہے جو الفاظِ متضادہ میں سے ہے، عربی میں بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی لفظ ہے لیکن اس کے الٹ سلٹ دونوں قسم کے معنیٰ ہوتے ہیں۔ تو ہجود کا ترجمہ نیند کا بھی آتا ہے اور بیداری کا بھی آتا ہے، گویا قرآنِ کریم کی تلاوت میں مشغول ہوکر اپنی نیند کو قربان کرو۔ لغت کے اعتبار سے تو عشاء کے بعد جو بھی نماز پڑھی جائے گی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس کو تہجد کہیں گے، لیکن عرف یہ ہے کچھ سو کر اٹھنے کے بعد جو نماز پڑھی جائے گی وہ تہجد کہلائے گی۔ ویسے اگر کوئی آدمی عشاء کے بعد بھی تہجد پڑھ لے تو ان شاء اللہ ثواب حاصل ہونے کی امید ہے۔

تو حضورِ اکرم ﷺ کو باری تعالیٰ نے تہجد کا حکم دیا، اور اس پر جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے وہ بتلایا ﴿عَسٰی أَن یَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً﴾ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقامِ محمود تجویز فرما رکھا ہے، لیکن آپ اس عمل کا اہتمام کریں گے تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو یہ مقام عطا فرمائیں گے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ جس طرح شفاعت کا اختیار نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا گیا ہے، اسی طرح دیگر انبیاء بھی سفارش کریں گے، اور اللہ تعالیٰ علماء اور اپنے نیک بندوں کو بھی سفارش کا حق دیں گے لیکن اسی وقت جبکہ آدمی تہجد کا اہتمام کرے، تب ہی اس کو یہ چیز حاصل ہوگی۔

بہر حال! یہ وہ نماز ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدمی کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں خصوصی مقام اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی وہ نماز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو اللہ کے عاشق ہوتے ہیں؛ تسلّی حاصل کرتے ہیں، اور رات کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنا جو عرض ومعروض کرنا ہوتا ہے کرتے ہیں، جیسے: تنہائیوں میں ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے اپنی باتیں پیش کرتا ہے، اور یہی وہ نماز ہے جس کے نتیجہ میں آدمی کے مرتبے اللہ تعالیٰ کے یہاں بلند کئے جاتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جب سے مجھے آدھی رات کی سلطنت ملی

پیرانِ پیر حضرت شاہ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانہ میں شاہِ سنجر کی سلطنت بڑی پھیلی ہوئی تھی ، اُدھر حضرت پیرانِ پیر کے یہاں مہمان بہت کثرت سے آتے تھے اور مہمانوں کے کھانے پینے کا سلسلہ رہتا تھا،ایک مرتبہ بادشاہِ وقت نے یہ سوچ کر کہ حضرت کے یہاں خرچہ بہت ہے اپنے ملک کا ایک علاقہ جس کا نام "نیم روز" تھا اس کے متعلق ایک پروانہ لکھ کر حضرت پیرانِ پیر (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام بھیجا کہ میں نے نیم روز کا پورا علاقہ اس کی آمدنی سمیت آپ کے لئے فارغ کرکے بطور جاگیر آپ کو دیدیا، تاکہ آپ کا خرچہ اس سے نکلتا رہے("نیم روز" فارسی لفظ ہے جس کا ترجمہ دوپہر کا وقت یعنی "mid day" ہوتا ہے۔)جب یہ حکم حضرت کے پاس پہنچا تو حضرت نے جواب میں ایک شعر لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیج دیا:-

چوں چترِ سنجری رخِ بختم سیاہ باد
گر در دلم بود ہوسِ ملکِ سنجرم

زاں گہ کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب
من ملکِ نیم روز بیک جَو نمی خرم

اُس زمانہ میں بادشاہوں کے تخت اوپر ایک چھتر سا لگا ہوا ہوتا تھا جو سیاہ رنگ کا ہوتا تھا اور سایہ ڈالنے کے لئے لگایا جاتا تھا وہ چھترِ شاہی کہلاتا تھا،اور یہ بادشاہوں کی خصوصیت سمجھی جاتی تھی۔ چھتر پتی اسی مناسبت سے بولتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سلطان سنجر کے یہاں بھی جب دربار منعقد ہوتا تھا تو اس کے تخت پر اس طرح کا چھتر لگا ہوا ہوتا تھا جس کا رنگ کالا تھا۔ تو حضرت نے فرمایا: سلطان سنجر کے اس چھتر کی طرح میرا نصیبہ بھی کالا ہو جائے اگر میرے دل میں بادشاہ کے ملک کی ذرّہ برابر بھی خواہش پیدا ہو۔ جب سے مجھے آدھی رات ("mid night") کے ملک یعنی تہجد کی نماز کی اطلاع مل گئی اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض و معروض پیش کرنے کا سلسلہ جب سے میرے سامنے کھلا ہے، اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ دولت عطا فرمائی ہے کہ میں ملکِ "نیم روز" کو ایک جَو کے بدلہ میں بھی خریدنے کے لئے تیّار نہیں ہوں۔ یعنی تم نے تو ایک علاقہ مجھے دیا ہے، اگر تمہاری پوری سلطنت کی میرے دل میں صرف خواہش بھی ہو تو اس کو بھی میں اپنے لئے بد نصیبی سمجھتا ہوں۔

دیکھو! اللہ والے تو وہ تھے کہ رات کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کو کتنی اہمیت دیتے تھے کہ بادشاہوں کی بڑی بڑی سلطنت کی بھی ان کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں تھی۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بندوں کے واسطے اس وقت خصوصی دربار سجایا جاتا ہے، اور ان کو حاضری کی اجازت دی جاتی ہے، اور وہاں سے اعلان ہوتا ہے: ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کے سوال کو پورا کروں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہماری بد بختی

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے: اگر کہیں بادشاہِ وقت کی طرف سے اعلان ہو جائے کہ آج ایک عام دربار لگنے والا ہے اور کسی کو روکا نہیں جائے گا، جس کی جو حاجت ہو وہ آکر پیش کرے، ضرور پوری کی جائے گی؛ تو آپ ہی اندازہ لگایئے کہ لوگ وہاں کیسی بھیڑ اور ہجوم کریں گے؟ اور بادشاہوں کا بادشاہ اللہ تعالیٰ، جو سب کا خالق ومالک ہے، وہ روزانہ رات کے آخری حصہ میں دربار لگا کر اعلان کرتا ہے کہ: آؤ! اور اپنی حاجتیں مجھ سے مانگو، میں تمہاری حاجتیں پوری کرنے والا ہوں، لیکن اس سے بڑی بد بختی اور کیا ہوگی کہ اس وقت ہم غفلت کی نیند سوئے رہتے ہیں، پھر دن میں لوگوں کے دروازوں کے چکّر کاٹتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔

اس لیے حقیقت تو یہ ہے کہ ایک مؤمن کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کا اہتمام کرلے۔ اخیر رات میں دو رکعت کی توفیق مل جانا بہت بڑی بات ہے، آدمی اگر اس کی عادت ڈالے گا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص تعلق پیدا ہوگا۔ صالحین کا شیوا یہی بتایا گیا ہے کہ وہ اس نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں بھی اس کی بہت تاکید آئی ہے، اسی وجہ سے امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) دیگر ابواب میں تو دو چار روایتیں لا کر چھوڑ دیتے ہیں، لیکن رات کی نماز کی فضیلت کے سلسلہ می ں بہت ساری روایتیں پیش کی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

﴿تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ قرآنِ کریم میں اللہ کے نیک بندوں کی علامت اور نشانی بتلائی گئی ہے کہ ان کے پہلو یعنی ان کے جسم ان کی خوابگاہوں اور بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سوتے نہیں ہیں، اللہ کے سامنے عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

دوسری آیت پیش کی ہے: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ رات میں بہت کم سوتے تھے۔ گویا ان کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ آدمی اگر اس کو لازم پکڑ لے؛ تو سارے مسائل کا حل ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کا مقولہ

حضرت مولانا الیاس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق سنا کہ کسی نے آکر عرض کیا: حضرت! بڑا سنگین معاملہ پیش آگیا ہے، اور حکومت سے بہت خطرہ ہے۔ پوچھا: کب ہے؟ بتایا کہ کل ہی ہے۔ فرمایا: ارے کیا گھبراتے ہو، بیچ میں رات ہے نا؛ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مطلب یہ ہے رات میں ہم اللہ تعالیٰ سے عرض و معروض کرلیں گے، جیسے: اگر ہمیں کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو سوچتے ہیں کہ فلاں سے ملاقات کے بعد ہے نا، اس وقت دیکھ لیں گے۔ ایسے ہی اللہ کے ان نیک بندوں کو ان چیزوں کے اوپر اتنا زیادہ اعتماد رہتا تھا۔ اور ایک مؤمن کا مزاج بھی یہی ہونا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

شریف کی شرافت کا تقاضہ یہ نہیں...

حدیث ۱۱۶۰:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ النبيُّ ﷺ يقومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ. فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا، يَا رَسُولَ الله، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْداً شَكُوراً!)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بن شُعبة نَحْوُهُ (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں (تہجد کے لئے) دیر تک کھڑے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے ﷺ قدم مبارک میں شگاف پڑ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اتنی مشقت کیوں جھیلتے ہیں (اتنی دیر تک کھڑے رہتے ہیں کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے ہیں) حالاں کہ قرآنِ پاک میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت کی بشارت سنادی ہے کہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے (اب تو آپ کو آرام سے سونا چاہیے) حضور اکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

افادات:- دیکھئے! اللہ کے جو مخصوص بندے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی جذبہ سے کرتے ہیں، کسی اور طمع ولالچ میں نہیں کہ یہ چیز مجھے مل جائے گی، یا میں فلاں سزا سے بچ جاؤں گا، بلکہ اصل عبادت یہی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اسی جذبہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے آدمی کھڑا رہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرے اور اسی جذبہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

میں پڑ کر سو جاؤں، بلکہ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ میں رات بھر بیدار رہوں۔ جب اُس کریم آقا نے میرے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا تو میر اعبدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ میں بجائے آرام و غفلت میں پڑنے کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو جاؤں۔

ایک شریف آدمی کے ساتھ جب احسان کا معاملہ کیا جاتا ہے تو اس کی شرافت اس کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتی، شرافت اس پر دباؤ ڈالتی ہے کہ جب میرے ساتھ احسان کا معاملہ کیا گیا، تو اب محسن کے ساتھ اُسی کے مناسب سلوک کروں۔ اس کے بر خلاف جب شرافت نہیں ہوتی اور کمینہ پن ہوتا ہے تو اس احسان کا بدلہ مناسب طریقہ سے دینے کے بجائے آدمی ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے مروّت اور شرافت کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے اتنے سارے احسانات کے بدلہ میں اللہ کے حضور میں اپنے آپ کو کھڑا کرے اور شکرانے کے طور پر عبادت میں مشغول رہے۔

تم دونوں کیوں سو گئے؟

حدیث ۱۱۶۱:-

وعن علی (رضی اللہ عنہ): أَنَّ النبیّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلاً، فَقَالَ: ((أَلَا تُصَلِّيَانِ؟)) (متفق علیه)

((طَرَقَهُ)): أَتَاهُ لَيْلاً.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو (دیکھا کہ میں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سورہے ہیں) آپ ﷺ نے پوچھا: (اچھا! تم دونوں سورہے ہو؟) نماز نہیں پڑھتے؟

افادات:- اس طرح گویا ان کو تنبیہ فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں پر نگرانی ہونی چاہیے کہ نوافل میں بھی اگر کوتاہی ہورہی ہے تب بھی تنبیہ کی جانی چاہیے۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں متنبہ کیا کہ تم کیوں سوگئے ہو؟ تمہیں تو نماز میں مشغول ہونا چاہیے۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے جواب میں عرض کیا: ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اُٹھ کر نماز پڑھتے۔ دراصل آدمی کی عادت کٹ حجتی کی ہوتی ہے کہ دلیل بازی کرتا ہے، تو حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ انسان بڑا جھگڑالو واقع ہوا ہے۔ گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت بتلائی ہے کہ انسان کا مزاج ایسا ہے کہ اپنے غلط عمل کو صحیح قرار دینے کے لئے کھوٹی کھوٹی دلیلیں کرتا ہے، یہ آیت پڑھتے ہوئے حضور ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے واپس تشریف لے گئے، اور کچھ نہیں فرمایا۔

بہر حال! یہاں تو صرف اتنا ہی حصہ لائے کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو حضور اکرم ﷺ نے متنبہ فرمایا کہ تم نماز نہیں پڑھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عبداللہ بڑے اچھے آدمی ہیں؛ اگر رات کو نماز پڑھتے

حدیث ۱۱۶۲:-

وعن سالم بن عبدِاللہ بن عمر بن الخطاب عن أبيهِ (رضی اللہ عنہم): أنَّ رسول اللہ ﷺ قَالَ:((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ)) قَالَ سالِم: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لاَ يَنامُ مِنَ اللَّيلِ إلاَّ قَلِيلاً. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے بڑے صاحبزادے ہیں، ان کے صاحبزادے حضرت سالم اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (دراصل اس وقت حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کوئی خواب دیکھا تھا جس کا تذکرہ انھوں نے اپنی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کیا اور انہوں نے اس خواب کا تذکرہ حضور اقدس ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے سن کر ارشاد فرمایا:) عبداللہ بڑے اچھے آدمی ہیں اگر رات کو نماز پڑھتے رہیں (یعنی تہجد کا اہتمام کریں تو بڑے اچھے آدمی ہیں) حضرت سالم کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو بتلایا، اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی یہ عادت ہوگئی کہ رات کا بہت کم حصہ سوتے تھے (حضور ﷺ کے اس ارشاد نے ان کی نیند اڑادی، پھر تو اکثر حصہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔)

افادات:- ویسے بھی علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک جگہ لکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ والوں کا عام دستور تھا اور ان کی عادت تھی کہ جب عمر چالیس سال کی ہو جاتی تھی تو بستر لپیٹ کر رکھ دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ سونے کے دن گئے، اب تو آخرت کی تیاری کرنی چاہیے، اور رات کو سوتے نہیں تھے، بلکہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اے عبد اللہ! فلاں جیسا مت بنیو

حدیث ۱۱۶۳:

وعن عبد الله بن عمرو بن العاصِ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللهِ! لاَ تَكُنْ مِثْلَ فُلانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيلِ)) (متفقٌ عَلَيهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عبد اللہ! فلاں جیسا مت بنیو کہ وہ رات کو تہجد پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جب کوئی نیک عمل شروع کرے تو اس پر پابندی ہونی چاہیے، ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جوش میں چند روز کیا پھر چھوڑ کر بیٹھ گئے، یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ جس عمل پر مداومت اور پابندی کی جاتی ہے وہی عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، چاہے دو رکعت ہی ہو، مگر ہمیشہ اس کے پڑھنے کی عادت ہو۔ اور کم سے کم دو رکعت سے بھی یہ سنّت ادا ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو اس کی بھی توفیق دی ہو تو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بہت سے لوگ جماعت میں چلہ میں جاتے ہیں، وہاں تہجد شروع کرتے ہیں اور گھر آنے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں؛ یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ بہت سے لوگ رمضان میں شروع کرتے ہیں اور رمضان گزر جاتا ہے تو پھر چھوڑ دیتے ہیں؛ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کرنا، جب عمل شروع کیا ہے تو اب پڑھتے رہو۔ ایک کام شروع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کیاہے تواس پر پابندی کا اہتمام کرنا چاہیے، پھر کسی روز اگر کسی وجہ سے آنکھ نہ کھلے؛ تواشراق یاچاشت کے وقت اُتنی رکعتیں پڑھ لے؛ تواللہ تعالیٰ اُتناہی ثواب عطافرمائیں گے۔

تہجد کے اہتمام کے لئے شرائط

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا جی توچاہتا ہے لیکن اُٹھ نہیں پاتے۔ تو دیکھئے! بعض چیزوں کے اہتمام سے تہجد کے وقت اُٹھنے میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ سب سے بڑی شرط تو یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے، گناہوں میں مبتلا رہتے ہوئے عام طور پر تہجد کی توفیق نہیں ملتی۔

حضرت سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسجد میں ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ دعامانگ رہاہے اورخوب رورہاہے، میرے دل میں اس کے متعلق بدگمانی پیدا ہوئی کہ دکھانے کے لئے رورہاہے، میرے دل میں صرف یہ خیال آیا، میں نے اس بات کازبان سے کسی کے سامنے اظہار بھی نہیں کیا، لیکن اس کے بعد چند روز تک رات کو تہجد کے لئے اٹھنے کی نعمت سے مَیں محروم ہوگیا۔ باوجود بہت کوشش کے بھی نہیں اُٹھ پایا، پھر میں نے صلوۃ التوبہ پڑھی اوراللہ تعالیٰ سے دعاکی: اے اللہ! مجھے معلوم ہوجائے کہ میرے کس گناہ کی وجہ سے میں تہجد کی نعمت سے محروم ہوگیا ہوں۔ تو میرے دل میں ڈالا گیاکہ تونے فلاں آدمی کے متعلق ایسا ایساسوچا تھا۔ اس کے بعد میں نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس گناہ سے خصوصیت سے توبہ کی؛ تو پھر دوبارہ توفیق میسر ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے آدمی اس سے محروم ہو جاتا ہے۔

پہلی چیز:- گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے، خاص کر فضول گوئی، بے کار باتیں، گپ شپ سے خاص بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے، فضول گوئی کے نتیجہ میں بھی آدمی تہجد سے محروم رہتا ہے۔

دوسری چیز:- آدمی رات کو کچھ کم کھائے تاکہ زیادہ نیند نہ آئے۔

تیسری چیز:- اس کا بھی اہتمام ہو کہ بستر بہت زیادہ نرم نہ ہو۔

حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کی روایت شمائل اور دوسری کتبِ حدیث میں موجود ہے کہ ان کے گھر میں حضور ﷺ کا بستر صرف ایک ٹاٹ تھا۔ حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ہم اس ٹاٹ کو ڈبل کر کے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک رات میں نے سوچا کہ اسی کو ڈبل کے بجائے چوہرا یعنی ڈبل کا ڈبل کر لوں تاکہ ذرا نرم ہو جائے، حالاں کہ وہ وہی ٹاٹ تھا جس کو ڈبل بچھاتے تھے، آج چوہرا کرنے کو سوچا تاکہ حضور اکرم ﷺ کو تھوڑی راحت پہنچ جائے، چناں چہ ایسا کر کے بچھا دیا۔ صبح اٹھ کر حضور ﷺ نے پوچھا: آج بستر کے طور پر میرے لئے کیا بچھایا تھا؟ بتایا: اے اللہ کے رسول ! وہی ٹاٹ تھا، جو روزانہ بچھاتے ہیں، ہاں ! اتنا کیا تھا کہ روزانہ ٹاٹ کو ڈبل کر کے بچھاتے تھے، آج چار گنا کر کے بچھایا تھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں ! آج اس کی نرمی نے مجھے رات کو اُٹھنے سے روک دیا، یعنی میں وقت پر نہیں اُٹھ پایا اور دیر ہو گئی۔ تو جب حضور اکرم ﷺ پر نرم بستر کا یہ اثر ہو سکتا ہے تو میں اور آپ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اگر نرم بستر پر سوئیں گے تو ہمارا کیا ہوگا؟ اس لئے اس کا بھی اہتمام ضروری ہے کہ بستر کچھ ایسا رکھا جائے کہ ہمارا اُٹھنا آسان ہو جائے۔

چوتھی چیز:- اُٹھنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

وارِدِ روحانی غیرت مند مہمان ہے

پھر ایک ضروری بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ نیت کر کے سوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیں گے تو اُٹھیں گے۔ تو دیکھو! آدمی جب کسی اچھے کام کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کے اسباب ضرور مہیا کئے جاتے ہیں، مثلاً: آپ نے نیت کی کہ آج مجھے تہجد پڑھنی ہے، تو تین بجے آپ کی آنکھ ضرور کھلے گی، اس وقت جو آنکھ کھلی تو بس سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی مدد ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی امید پوری کردی کہ آپ کی نیند پوری ہو گئی اور آنکھ کھل گئی، لہٰذا اب ہمت کر کے اُٹھنا، وضو کرنا اور نماز کے لئے کھڑا ہونا آپ کا کام ہے۔ اس موقع پر شیطان اور نفس دونوں بیچ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں ، یہ خیال ڈالتے ہیں کہ ابھی دومنٹ میں اُٹھتا ہوں، بس! جو دومنٹ کے لیے کروٹ لے کر سوتے ہیں تو ایسی گہری نیند میں آتی ہے کہ فجر کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے، پھر دوسرے دن اور بعد میں بھی تمنا کرتے ہی رہتے ہیں لیکن آنکھ نہیں کھلتی، وہ دراصل اس لیے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اللہ تعالیٰ نے جو نعمت عطا فرمائی تھی اس کی ناقدری ہوئی جس کا اثر ہوتا ہے۔ اس لیے بزرگوں نے لکھا ہے کہ پہلے دن وقت پر آنکھ کھلنا اور نیند کا پورا ہو جانا؛ یہ وارِدِ روحانی یعنی اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے۔

وارِدِ روحانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی نیک کام کرنے کا دل میں جذبہ پیدا ہونا، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے پیسے دیئے تو دل میں خیال آیا کہ اس کو نیکی کے فلاں کام میں خرچ کرنا ہے، لیکن آپ نے کہا کہ ابھی جانے دو، پھر خرچ کروں گا۔ تو جیسے آپ کے گھر کوئی مہمان آئے اور دروازہ کھٹکھٹائے، اور آپ دروازہ نہ کھولیں؛ تو اگر وہ شریف اور باغیرت مہمان ہوگا تو ایسا جائے گا کہ دوبارہ کبھی آپ کے گھر کا رخ نہیں کرے گا۔ اسی طریقہ سے کسی نیک کام کا ارادہ دل میں آنا؛ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک مہمان ہوتا ہے جو وارِدِ روحانی اور خدائی مہمان کہلاتا ہے، اس کی قدر یہی ہے کہ جیسے ہی دل میں خیال آئے فوراً اس پر عمل کر ڈالو، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوبارہ مزید توفیق ملے گی۔ لہٰذا جب ارادہ کر کے سوئے اور وقت پر آنکھ کھلی، تو پھر چاہے کتنی ہی سستی آئے؛ فوراً اٹھ جاؤ، اور کم سے کم دو رکعت پڑھ ہی لو، پھر نیند آئے تو سو جاؤ۔ اگر آج ایسا کروگے تو دوسرے دن ان شاء اللہ دوبارہ توفیق ملے گی۔ اور اگر آج یوں سوچو گے کہ پانچ منٹ سو جاؤں پھر اٹھتا ہوں، تو پھر آج بھی سوئے رہوگے اور آئندہ کل بھی آنکھ کھلنے والی نہیں ہے۔ اس کے بعد جب تک اپنی اس حرکت سے توبہ نہیں کروگے وہاں تک دوبارہ اُٹھنے کی توفیق ہونے والی نہیں ہے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے

حدیث ۱۱۶۴:-

وعن ابن مسعودٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ:ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ ، قَالَ : ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيطَانُ فِى أُذُنَيْهِ-أَوْ قَالَ: فِى أُذُنِهِ-)) (متفقٌ عَلَيْه)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ رات بھر سوتا رہا یہاں تک کہ صبح کر دی۔ تو نبیٔ کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہاں! دراصل اس آدمی کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا سوتا رہا کہ تہجد اور فجر کی نماز چھوٹ گئی، یہاں تک کہ دن نکل آیا۔

یہاں جو شیطان کے پیشاب کا تذکرہ ہے، تو جیسے انسان مختلف کام کرتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، سوتا ہے، قضائے حاجت کرتا ہے، صحبت کرتا ہے، اسی طریقہ سے شیطان بھی یہ سارے کام کرتا ہے، اس لئے اگر واقعۃً شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہو؛ تو کوئی بعید بات نہیں ہے۔ چناں چہ بہت سے حضرات محدثین اسی کے قائل ہیں۔ اور شیطان کا پیشاب کرنا گویا اس کے ساتھ ایک طرح کا کھلواڑ کرنا ہے کہ شیطان نے اسے اتنا ذلیل اور رسوا بنا دیا اور اس کے ساتھ ایسا ٹھٹھا کیا کہ اس کے کان میں پیشاب کر دیا۔ جیسے: کوئی آدمی کسی کی تذلیل کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو فلاں پر تھوکتا ہوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بعضوں نے کہا کہ شیطان کے پیشاب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کانوں کو ایسا بوجھل بنادیا کہ اس کو اُٹھانے والی آوازیں اس کے کان تک نہیں پہنچیں۔ جیسے: کان میں اگر پانی چلا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے کان بوجھل ہو جاتا ہے اور سننے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور عام طور پر آدمی کو نیند سے بیدار کرنے والی چیز اس کی قوتِ سامعہ ہی ہوتی ہے، یعنی کان کی سننے کی صلاحیت ہی کے نتیجہ میں آدمی نیند سے بیدار ہوتا ہے۔ تو یہاں بتلایا گیا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا یعنی شیطان نے اس کے کان کو ایسا بوجھل بنادیا کہ وہ اپنی نیند سے اٹھ نہیں پایا اور نماز ادا نہیں کر پایا۔ بہر حال! یہ اس کے حق میں ایک طرح کی وعید ہے۔

شیطان کا منتر؛ اور اس کا توڑ

حدیث ۱۱۶۵:-

وعن أَبي هريرة (رضی اللہ عنہ) أنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أحدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ، ثَلاَثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طويلٌ فَارْقُدْ، فَإنِ اسْتَيقَظَ، فَذَكَرَ اللهَ تَعَالَى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإنْ تَوَضَّأ، انْحَلّتْ عُقدَةٌ، فَإنْ صَلَّى، انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا، فَأَصْبَحَ نَشِيطاً طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإلاَّ أصْبحَ خَبيثَ النَّفْسِ كَسْلاَنَ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

((قافية الرَّأس)): آخِرُهُ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے سر کے پچھلے حصے پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے جب آدمی سوجاتا ہے، اور ہر ہر گرہ پر یہ کہتا جاتا ہے: ”ابھی رات بہت لمبی باقی ہے؛ سوئے رہو“ (لہٰذا شیطان کے اس منتر کا اثر اس کے دل ودماغ پر یہ ہوتا ہے کہ آنکھ کھلنے پر وہ یہی سوچتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے۔ لیکن) اگر آنکھ کھلنے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلیتا ہے (سوکر اُٹھنے کی دعا پڑھ لیتا ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ﴾ یا کلمہ پڑھ لیتا ہے، یا قرآنِ پاک کی کسی آیت کی تلاوت کرلیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ذکر کی کوئی بھی شکل اختیار کرلیتا ہے) تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اس کے بعد اُٹھ کر اگر وضو کرلیتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر وضو کرنے کے بعد جب نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور آدمی ایک دم چست، چاک وچوبند اور فریش (Fresh) ہوجاتا ہے (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تیار ہوجاتا ہے) اور اگر ان میں سے کسی ایک چیز میں بھی کمی ہوجاتی ہے تو پھر دن بھر اس کی طبیعت پر سستی اور کسل مندی طاری رہتی ہے۔

افادات:–شیطان گرہیں لگاکر گویا آدمی کے ساتھ سحر والا عمل کرتا ہے، جیسے: ساحرین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کچھ پڑھ کر دھاگے پر گرہ لگاتے ہیں اور اس گرہ کے ذریعہ سے مسحور پر اپنے سحر کا اثر ڈالتے ہیں، اسی طریقہ سے جب انسان سوجاتا ہے تو شیطان بھی اس پر سحر کرتا ہے تاکہ وہ سویا رہے اور اُٹھ کر نماز پڑھنے نہ پائے۔ اب گرہیں کس پر لگاتا ہے؟ تو بعض روایتوں میں آتا ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رسّی ہوتی ہے جس پر وہ گرہ لگاتا ہے۔ آدمی کے بالوں پر نہیں لگاتا، اس لئے کہ ہر ایک کے لئے بال کا ہونا ضروری نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضراتِ انبیاء؛روحانی معالج

”عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ “ ”ابھی رات بہت لمبی باقی ہے ،سوئے رہو“ یہ شیطان کا منتر ہے،اسی کا اثر ہوتا ہے کہ جب آدمی کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ سوچتا ہے کہ ابھی تو بہت دیر ہے، اور چادر کھینچ کر مزے سے سو جاتا ہے۔ شیطان کے اسی سحر اور گرہ لگانے کا اثر ہوتا ہے کہ آدمی کے دل پر یہی خیال غالب رہتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ شریعت نے اس کے منتر کے اثر کو دور کرنے کا طریقہ بھی بتلایا ہے کہ آدمی اگر ان کا اہتمام کرے تو وہ پوری چستی اور نشاط کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں اپنے آپ کو مشغول کر سکتا ہے۔

بہر حال! نبی کریم ﷺ نے چستی اور نشاط پیدا کرنے کے لئے بہت آسان طریقہ بتلادیا ہے، اگر آدمی اس پر عمل کرلے تو طبیعت میں نشاط پیدا ہو جائے گا اور شیطان نے سلانے کے لئے جو تدبیر کی تھی اس کا توڑ یہی ہے ۔ اس لئے کہ شیطان گمراہی کے راستوں پر لے جاتا ہے، اس کے لئے تدبیریں اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے، اور حضراتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہدایت کی راہوں پر چلاتے ہیں۔ شیطان گمراہ کرنے کی تدبیر اختیار کرتا ہے، تو حضرات انبیاء اس کا توڑ بتلاتے ہیں۔

جنت میں لے جانے والے تین اعمال

حدیث ۱۱۶۶:-

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وعن عبد الله بن سلام (رضی اللہ عنہ) أنّ النبیّ ﷺ قَالَ:((أيُّهَا النَّاسُ: أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنّةَ بِسَلَامٍ.)) رواه الترمذی، وقال:((حديث حسن صحيح))

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، (پہچانے والے اور نہ پہچاننے والے سب کو سلام کرو) کھانا کھلاؤ، اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں؛ سلامتی اور عافیت کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔

افادات:- گویا یہ تین اعمال وہ ہیں جو آدمی کو جنّت میں لے جانے والے ہیں ان میں سے ایک عمل تہجد کی نماز بھی ہے۔ بس! یہاں تو اس روایت کو اسی مناسبت سے لئے لائے ہیں۔

افضل ترین نماز

حدیث ۱۱۶۷:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ :((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ: صَلَاةُ اللَّيْلِ)) رواه مسلم.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے بعد بہترین روزے محرم کے ہیں، اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:– گویا رمضان کے علاوہ نفل روزوں میں محرم کے روزے رکھنے کی بڑی فضیلت ہے اور نفل نمازوں میں سب سے بہتر اور افضل تہجد کی نماز ہے۔

تہجد دو دو رکعتیں، اور اخیر میں وتر

حدیث ۱۱۶۸:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما): أَنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) (متفقٌ عَلَيْهِ.)

ترجمہ:– حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں (دو دو کرکے پڑھتے رہو) جب صبح صادق ہونے والی ہو تو دو کے ساتھ ایک رکعت ملا کر اس کو وتر بنالو۔

حدیث ۱۱۶۹:-

وعنه، قَالَ: كَانَ النَّبيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:– انہی سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعات کرکے ادا فرماتے تھے، اور (آخر میں ایک رکعت ملا کر) وتر پڑھتے تھے۔

افادات:– جیسا کہ پہلے بتلایا تھا کہ جو آدمی تہجد پڑھنے کا عادی ہو، یا جس کو اخیر رات میں اُٹھنے کا یقین ہو؛ اس کو چاہیے کہ وتر اخیر میں پڑھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور اکرم ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت

حدیث ۱۱۷۰:-

وعن أنس (رضي الله عنه) قَالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لاَ يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لاَ يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئاً، وَكَانَ لاَ تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيلِ مُصَلِّياً إِلاَّ رَأَيْتَهُ، وَلاَ نَائِماً إِلاَّ رَأَيْتَهُ. (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت انس (رضي الله عنه) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ کسی مہینہ میں کبھی افطار جاری رکھتے تھے (یعنی روزے نہیں رکھتے تھے) یہاں تک کہ ہمیں گمان ہونے لگتا تھا کہ اس مہینہ میں روزے نہیں رکھیں گے، پھر جب روزہ رکھنا شروع کرتے تو رکھتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھنے لگتے تھے کہ اب آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور رات کے کسی حصہ میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے تھے، اور رات کے کسی حصہ میں سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو سوتا ہوا دیکھ سکتے تھے۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے رات کے مختلف اوقات میں تہجد پڑھنا ثابت ہے۔ آپ ﷺ کا شروع رات میں، رات کے درمیانی حصہ میں اور آخری حصہ میں اور پوری رات بھی قیام کرنا ثابت ہے؛ عام طور پر تو آدھی رات کے بعد ہی پڑھتے تھے جیسا کہ آگے روایتوں میں آرہا ہے۔ گویا آدمی کو جب بھی موقع میسر ہو اس میں تردّد نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے رات کے مختلف اوقات میں تہجد پڑھنا ثابت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اُن کا حُسن! مت پوچھو

حدیث ۱۱۷۱:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) أَنَّ رسول الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِي فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ

أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ رات میں گیارہ رکعتیں (آٹھ رکعات تہجد، اور تین رکعات وتر) پڑھتے تھے اور اس میں بھی سجدہ اتنا طویل فرماتے تھے کہ تم میں کا کوئی آدمی قرآنِ پاک کی پچاس آیتیں تلاوت کرلے (قرآن پاک کی پچاس آیتیں پڑھنے میں جتنی دیر لگتی ہے اتنا طویل سجدہ فرماتے تھے) پھر فجر سے پہلے دو رکعات سنت ادا فرماتے تھے، اس کے بعد دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے، یہاں تک کہ مؤذن آکر نماز کا وقت ہونے کی اطلاع کرتا تھا (تو آپ اُٹھ جاتے تھے۔ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنے کا مسئلہ پہلے آچکا ہے)۔

حدیث ۱۱۷۲:-

وعنها، قالت: مَا كَانَ رسول الله ﷺ يَزِيدُ - فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ - عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثاً. فَقُلْتُ: يَا رسولَ اللهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. (متفقٌ عَلَيْهِ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:--حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ (تہجد) نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعات ادا فرماتے تھے اور ایسے عمدہ انداز سے پڑھتے تھے کہ اس کی عمدگی اور لمبے پن کا حال مت پوچھو (بڑی طویل، عمدہ قراءت کے ساتھ تمام آداب و مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے ادا فرماتے تھے) پھر چار رکعات ادا فرماتے تھے کہ ان کی عمدگی اور لمباپن کا حال مت پوچھو، اور پھر تین رکعات وتر ادا فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں (پھر اُٹھ کر وضو بھی نہیں فرماتے؟) تو جواب میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔

افادات:--مسئلہ یہی ہے کہ حضراتِ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی نیند سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا، ہم لوگوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔

اور دیکھو! تراویح الگ نماز ہے جو غیر رمضان میں نہیں پڑھی جاتی، یہاں تو ایسی نماز کا تذکرہ ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے، اور وہ تہجد کی نماز ہے۔

پہلے دو دو کا تذکرہ آیا تھا اور یہاں چار کا تذکرہ آیا؟ تو حضرت شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ چار کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک سلام سے چار ادا فرماتے تھے، بلکہ دو پر سلام فرمایا کرتے تھے، لیکن پہلی دو کے بعد فوراً کھڑے ہو جاتے تھے، اور چار کے بعد کچھ دیر وقفہ فرماتے تھے، پھر دوسری چار رکعات دو دو کر کے ادا فرماتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

رات کی عبادت کی مختلف شکلیں

حدیث ۱۱۷۳:-

وعنها: أَنَّ النبيّ ﷺ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيلِ، وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّي. (متفقٌ عَلَيهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہی سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ رات کے شروع حصہ میں آرام فرماتے تھے، اور آخر میں اُٹھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔

افادات:- آگے آئے گا کہ نبیٔ کریم ﷺ مرغ کی آواز سن کر اُٹھتے تھے۔ ہمارے شیخ الشیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ مرغ پہلی مرتبہ آدھی رات پوری ہونے پر بولتا ہے، اس کے بعد رات کا آخری چھٹا حصہ جب باقی رہتا ہے اس میں بولتا ہے، پھر صبح صادق پر بولتا ہے۔

امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) نے رات کے حصوں کی تقسیم بتلائی ہے اور لکھا ہے کہ اللہ کے بعض بندے تو پوری رات اللہ کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں، جیسا کہ بہت سے اکابرِ تابعین سے منقول ہے۔ چناں چہ شرح احیاء میں شیخ ابو طالب مکی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ چالیس تابعین سے منقول ہے کہ وہ پوری رات جاگتے تھے، کبھی سوتے نہیں تھے حضرت سعید بن المسیب (رحمۃ اللہ علیہ) نے پچاس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی اور بھی بہت سے تابعین سے رات بھر عبادت کرنا منقول ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی یہی معمول منقول ہے۔پہلے آپ آدھی رات عبادت کرتے تھے، ایک مرتبہ تشریف لے جارہے تھے تو ایک بڑھیانے کسی سے کہا کہ یہ وہ نوجوان ہے جو رات بھر عبادت کرتا ہے، جب آپ نے یہ سنا تو سوچا کہ لوگ میرے متعلق یہ گمان کررہے ہیں تو مجھے بھی رات بھر عبادت کرنی چاہیے، چناں چہ اس دن سے رات بھر عبادت کرنا شروع کردیا۔

دوسری ترتیب:۔آدھی رات عبادت والی ہے۔ بعض بندے آدھی رات عبادت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ بتلایا کہ شروع کی ایک تہائی رات میں آدمی آرام کرے، اس کے بعد اٹھ کر آدھی رات عبادت کرے، پھر آخر کے چھٹے حصہ میں آرام کرے۔

تیسری ترتیب:۔ایک تہائی رات عبادت کی ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی آدھی رات میں آرام کرے گا، پھر تہائی رات عبادت کرے، اور پھر آخر کے چھٹے حصہ میں آرام کرے۔

چوتھی ترتیب:۔یہ بتلائی ہے کہ چھٹا حصہ آرام کرے۔اوروہ آدھی رات کے بعد والا اور آخری چھٹے سے پہلے والا وقت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رات کے چھ حصے کرے، ان میں سے پہلے تین حصوں میں آرام کرے، اس کے بعد چوتھے یا پانچویں حصے میں اٹھ کر تہجد پڑھے، اور آخری حصہ میں آرام کرے۔

اور ایک ترتیب یہ بھی بتلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنی توفیق دے بغیر کسی تعین کے اٹھ کر عبادت میں مشغول ہو۔اور آخری درجہ یہ بتلایا ہے کہ کم از کم دو یا چار رکعات ادا کرلے۔ اور اگر اس کی بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

توفیق نہ ہو تو جب آنکھ کھلے بستر پر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جائے، اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ذکر کرلے، دعا کر لے پھر لیٹ جائے؛ تاکہ رات کو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں میں اس کا شمار ہو جائے۔

نفس سے بہلا پھسلا کر کام لو

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جس طرح بچوں سے بہلا پھسلا کر کام لیا جاتا ہے ایسے ہی نفس سے بھی بہلا پھسلا کر کام لو، جیسے: بچے کو لالچ دے کر کام لیتے ہیں، کہ اتنا سا اور کرلو، چلو! دو کلمے اور پڑھ لو، تم کو یہ انعام دیں گے۔ جب آنکھ کھلے تو نفس تو یہ چاہے گا کہ سو جائیں، تو آپ نفس سے کہو کہ ذرا استنجاء کرلو، پھر سو جانا۔ جب استنجاء کرلو تو کہو کہ یہاں تک آ ہی گئے ہو تو وضو کرلو پھر سو جانا۔ جب وضو کرلیا تو کہو کہ کچھ دیر اللہ کو یاد کرلو۔ پھر کہو کہ دو رکعات ہی پڑھ لو۔ اس طرح بہلا پھسلا کر کرتے رہو گے تو عادت پڑ جائے گی۔

ایک اور طریقہ

حضرت عارفی (رحمۃ اللہ علیہ) نے نفس کو سمجھانے کے لیے ایک اور طریقہ بتلایا ہے کہ آدمی کا نفس سستی کر رہا ہو اور اُٹھنے کے لیے آمادہ نہ ہو، تو سوچو کہ اسی وقت اگر مجھے صدر جمہوریہ یا وزیر اعظم کی طرف سے بلاوا آجائے کہ آپ کو تمغہ دیا جانے والا ہے، آپ کا اعزاز کیا جانے والا ہے، لہٰذا اسی وقت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آپ آجایئے؛ تو کیا میں سستی کروں گا؟ نہیں کروں گا، بلکہ فوراً اُٹھ کر چلا جاؤں گا۔ حالاں کہ صدر جمہوریہ یا وزیر اعظم کے اختیار میں اللہ تعالیٰ نے ہماری دنیا و آخرت کے کسی مسئلہ کا حل نہیں رکھا ہے، سارے اختیارات تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے وہ جب اپنا دربار سجا رہا ہے اور آپ کو دعوت دے رہا ہے کہ: **"ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کی مانگ کو پورا کروں۔ کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں"** تو پھر اے نفس! تُو کیوں سستی کر رہا ہے؟ یہ سوچ کر آدمی اپنی طبیعت کو تیار کرے۔

مَیں نے ایک بری حرکت کا ارادہ کر لیا

حدیث ۱۱۷۴:-

وعن ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً. فَلَمْ يَزَلْ قائِماً حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سوءٍ! قيلَ: مَا هَمَمْتَ؛ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أجِلْسَ وَأَدَعَهُ. (متفقٌ عَلَيْه)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہجد میں شرکت کر لی، آپ برابر کھڑے رہے اور تلاوت میں مشغول رہے یہاں تک کہ میں نے ایک بری حرکت کا ارادہ کر لیا۔ پوچھا گیا: آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ تو فرمایا: میں نے سوچا کہ میں بیٹھ جاؤں اور حضور اکرم ﷺ کو کھڑا چھوڑ دوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- آپ ﷺ کے ادب کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ کے کھڑے رہنے کی صورت میں مجھے بیٹھنا نہیں چاہیے لیکن آپ نے اتنی دیر تک قیام فرمایا کہ میرے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ آپ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔

نفل کے اندر مستقل جماعت کی اجازت نہیں ہے، البتہ امام کے ساتھ اگر دو ہوں تو اس کی اجازت ہے۔ تین کے سلسلہ میں اختلاف ہے، اور تین سے زیادہ ہوں تو بالاتفاق نفل کی یہ جماعت مکروہ ہے۔

حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کا تجربہ

حدیث ۱۱۷۵:-

وعن حذيفة -رضى الله عنه-، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ البَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ المِئَةِ، ثُمَّ مَضَى، فقلتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى، فقلتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقرَأُ مُتَرَسِّلاً: إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسبيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ)) فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحواً مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ)) ثُمَّ قَامَ طَوِيلاً قَرِيباً مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى)) فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيباً مِنْ قِيَامِهِ. (رواه مسلم.)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ مع افادات:–حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں ایک مرتبہ نمازِ تہجد میں نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ مَیں بھی شریک ہوگیا، آپ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی، میں اپنے جی میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید سو آیتیں تلاوت فرماکر آپ رکوع فرمائیں گے، لیکن جب سو آیتیں پوری ہوئیں تو آپ آگے بڑھ گئے، میں نے سوچا کہ شاید اس نماز (یعنی دو رکعات) میں سورت پوری فرمائیں گے، لیکن آدھی سورۂ بقرہ ہونے کے بعد آپ تو اور آگے بڑھے، تو میں نے اپنے جی میں سوچا کہ شاید سورۂ بقرہ پوری فرماکر آپ رکوع میں تشریف لے جائیں گے، لیکن سورۂ بقرہ پوری ہوئی تو آپ نے سورۂ نساء شروع فرمادی، اور وہ بھی پوری فرماکر سورۂ آل عمران شروع فرمادی، اور اس کو بھی پورا کردیا۔ اور تلاوت بھی نہایت اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے، اگر کسی ایسی آیت پر آپ کا گزر ہوا جس میں تسبیح ہے تو وہاں سبحان اللہ پڑھتے تھے، کہیں کسی نعمت کا تذکرہ آیا تو اس کی دعا فرمالیتے تھے اور کہیں کسی چیز سے پناہ مانگنے کا تذکرہ آیا تو آپ اس سے پناہ چاہتے تھے (یہ بھی آدابِ تلاوت میں سے ہے۔ ترتیل سے قرآنِ پاک پڑھنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کی سات شرطیں بتلائی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آیاتِ رحمت پر آدمی رحمت کا سوال کرے آیاتِ عذاب پر اللہ کے عذاب سے پناہ مانگے) اس کے بعد آپ نے رکوع فرمایا، اور اس میں آپ سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے، اور آپ کا یہ رکوع بالکل قیام جیسا طویل تھا، اس کے بعد آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنالک الحمد کہا، اور قومہ میں بھی اتنا طویل کھڑے رہے جتنا رکوع میں رہے تھے، اس کے بعد آپ سجدہ میں تشریف لے گئے، اور اس میں بھی سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے رہے، اور آپ کا سجدہ بھی قیام جتنا لمبا ہوا۔ (اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی اگر طویل قیام کرے تو رکوع، سجدہ بھی اسی مناسبت سے ہونا چاہیے)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سب سے افضل نماز

حدیث ۱۱۷۶:-

وعن جابر (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ أيُّ الصَّلاَةِ أفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُولُ القُنُوتِ)) (رواہ مسلم)

المراد بـ((القنوتِ)): القِيام.

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی نماز افضل ہے؟ (یعنی کس طرح سے نماز کی ادائیگی بہتر ہے؟) توجواب میں ارشاد فرمایا: (جس نماز میں) لمبا قیام ہو (ظاہر ہے کہ لمبا قیام وہی ہوگا جس میں قراءت زیادہ کی جائے گی)

صلوٰۃ وصوم داؤدی

حدیث ۱۱۷۷:-

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) أنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: ((أحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ، وَأحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوماً وَيُفْطِرُ يَوْماً)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داود علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام والی نماز ہے۔ اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزے بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت داود علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام والے روزے ہیں۔ حضرت داود علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام شروع سے لے کر آدھی رات تک آرام فرماتے تھے اور پھر اُٹھ کر ایک تہائی حصہ نماز میں مشغول ہوتے تھے، پھر آخری چھٹا حصہ آرام فرماتے تھے، اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

ہر رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے

حدیث ۱۱۷۸:-

وعن جابر (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: ((إِنَّ فِی اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لاَ يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلاَّ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے کوئی بھی بھلائی مانگے؛ تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما ہی دیتے ہیں، اور وہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔

افادات:- گویا اللہ تعالیٰ نے ہر رات میں ایک گھڑی ایسی رکھی ہے، لیکن وہ کونسی ہے وہ اس لیے نہیں بتلائی تاکہ اس کی تلاش میں آدمی پوری رات عبادت میں مشغول رہے۔ ویسے علماء نے لکھاہے کہ چوں کہ آخری رات میں تہجد کو بہتر قرار دیا گیا ہے، اس لیے غالب یہی ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں ہوتی ہے، اگرچہ اس کی تعیین نہیں ہے، جیسے: لیلۃ القدر پورے رمضان میں چھپی ہوئی ہے، اگرچہ آخری دس راتوں میں اس کا امکان زیادہ ہے۔ اسی طریقہ سے جمعہ کے دن میں ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گھڑی ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے،وہ بھی پورے دن میں ہوتی ہے اوراس کے سلسلہ میں جو روایتیں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر دن کا زیادہ امکان ہے۔

پہلی دو رکعت ہلکی پڑھنی چاہیے

حدیث ۱۱۷۹:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) أَنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلَاةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ)) (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جب رات کو نماز کے لئے کھڑا ہو؛ تو دو ہلکی رکعتوں سے نماز شروع کرے۔

افادات:- یعنی پہلی دو رکعتیں ہلکی پڑھے اوراس کے بعد طویل پڑھے، اس لئے کہ جیسا اوپر گزرا کہ شیطان تین گرہیں لگاتا ہے، اُٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے سے پہلی گرہ کھلتی ہے، وضو کرنے سے دوسری گرہ کھلتی ہے، اور نماز پڑھنے سے تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، تو جس نماز سے تیسری گرہ کھلوانا ہے وہ دو رکعت ہلکی پڑھ لے، اس کے بعد پھر طویل نماز پورے نشاط اور چستی کے ساتھ ادا کرے۔

حدیث ۱۱۸۰:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

(رواہ مسلم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو جب تہجد شروع فرماتے تھے؛ توابتداء دو ہلکی رکعتوں سے کرتے تھے (یہ بھی آداب میں سے ہے)۔

اگر کسی کی تہجد فوت ہو گئی تو...

حدیث ۱۱۸۱:-

وعنها قالت: كَانَ رسول الله ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تہجد کی نماز اگر کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے فوت ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعتیں ادا فرماتے تھے۔

افادات:- اگر کسی کی تہجد فوت ہو گئی تو سورج طلوع ہونے کے بعد وقتِ مکروہ گزر جانے کے بعد سے لے کر چاشت تک کے درمیانی وقفہ میں بارہ رکعتیں پڑھ لے؛ تو اللہ تعالیٰ اُتنا ہی ثواب عطا فرمائیں گے جو تہجد پڑھنے پر ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بھی کبھی تہجد فوت ہو جاتی تھی تو آپ اسی وقت میں بارہ رکعتیں ادا فرماتے تھے۔ تہجد کی زیادہ سے زیادہ مقدار بارہ رکعتیں بتلائی گئی ہیں۔

حدیث ۱۱۸۲:-

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وعن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وصلاة الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ)) (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے مقررہ وظیفے کی ادائیگی سے سورہا (یعنی رات میں کچھ رکعتیں ادا کرنے کا، یا قرآنِ پاک کی کچھ مقدار تلاوت کرنے کا معمول تھا اور آنکھ لگی رہی جس کی وجہ سے) پورا معمول، یا اس کا کچھ حصّہ چھوٹ گیا، پھر اس کو فجر اور ظہر کے درمیانی وقفہ میں ادا کرلیا؛ تو اس کے نامۂ اعمال میں ایسا ہی لکھا جائے گا جیسا کہ رات میں ادا کیا۔

افادات:- کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک دم اخیر میں پانچ دس منٹ پہلے آنکھ کھلی، اور ویسے تو معمول زیادہ رکعات پڑھنے کا ہے، لیکن اخیر میں آنکھ کھلنے کی وجہ سے وضو کرکے دوچار رکعات ہی ادا کرنے کا موقعہ ملا اور روزانہ جتنی ادا کرتے ہیں وہ ادا نہیں کرپایا بلکہ کچھ حصّہ رہ گیا، تو وہ چھوٹا ہوا حصّہ یا پورا معمول اگر رہ گیا ہے اس کو فجر اور ظہر کے درمیانی وقفہ میں ادا کرلے؛ تو رات کو ادا کرنے پر جو ثواب ملتا وہی ثواب ملے گا ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُوْرًا﴾ کی تفسیر یہی کی گئی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اللہ تعالیٰ رحم کرے

حدیث ۱۱۸۳:-

وعن أَبي هريرة (رضي الله عنه) قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: ((رَحِمَ اللهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا المَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ المَاءَ))

(رواه أَبُو داود بإسناد صحيح)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم کرے اس مرد پر جو رات کو تہجد کے لئے اٹھا، پھر اس نے تہجد کی نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی اٹھایا، اور بیوی نے اٹھنے سے جب انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکا (تاکہ نیند اُڑ جائے) اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی اور تہجد کی نماز ادا کی، اس کے بعد اپنے شوہر کو بھی اٹھایا اور اس نے جب انکار کیا تو اٹھانے کے واسطے اس کے چہرے پر پانی ڈالا۔

افادات:- گویا حضور ﷺ نے ایسے مرد اور ایسی عورت کے لئے دعا فرمائی ہے جو نیکی کے کام میں ایک دوسرے کا تعاون اور مدد کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں کو اُٹھانے کے لئے ایسی تدبیر اختیار کرنا- جو ان کی نیند کو اُڑانے والی ہو- جائز ہے، ایسا کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ذاکرین اور ذاکرات میں شمار

حدیث ۱۱۸۴:-

وعنه وعن أبي سعيدٍ (رضی اللہ عنہما) قالا: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا، أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعاً؛ كُتِبَا فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ)) (رواه أبو داود بإسناد صحيح)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی اپنے گھر والوں (بیوی) کو رات کے وقت اٹھاتا ہے، اور دونوں نماز ادا کرتے ہیں، یا دونوں مل کر دو رکعت ادا کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کو ذاکرین اور ذاکرات میں شمار کرتے ہیں۔

افادات:- قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْراً عَظِيْماً﴾ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑے اجر کا جو وعدہ کیا ہے، ایسے لوگوں میں اللہ تعالیٰ ان کو شمار کرتے ہیں۔ فقط دو رکعت پڑھنے پر یہ وعدہ ہے، مگر بیوی کو اٹھا کر ساتھ میں پڑھنے پر یہ فضیلت ملتی ہے۔

جب نیند کا غلبہ ہو جائے

حدیث ۱۱۸۵:-

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) أنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ:((إِذَا نَعَسَ أحدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبَّ نَفْسَهُ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جب تہجد میں اونگھنے لگے تو اس کو چاہیے کہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہو جائے، اس لئے کہ کوئی آدمی نماز میں اونگھ رہا ہو تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے لئے دعائے مغفرت کرنا چاہتا ہے اور بد دعا کر لیتا ہے۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا پسندیدہ نہیں ہے کہ اونگھ کا ایسا غلبہ ہو کہ کیا پڑھ رہا ہے وہ بھی پتہ نہیں۔ پڑھ کچھ رہا ہے اور زبان سے نکل کچھ اور ہی رہا ہے۔ ایسی صورت میں تھوڑی دیر سو جانا چاہیے تاکہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے، پھر اُٹھ کر نماز ادا کرو۔

حدیث ۱۱۸٦:-

وعن أَبي هريرة قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعْجَمَ القُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اٹھ کر تہجد کے لئے کھڑا ہوا، اور اس کی زبان پر قرآن پڑھنا مشکل ہو گیا (یعنی نیند کے غلبہ کی وجہ سے قرآن پڑھا نہیں جا رہا ہے) اس کو پتہ ہی نہیں کہ کیا پڑھ رہا ہے، تو اس کو چاہیے کہ لیٹ جائے پھر تھوڑی دیر آرام کر کے اُٹھے (لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسا لیٹ جائے کہ وقت ہی ختم ہو جائے)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب استحباب قیام رمضان

وَھُوَ التراویح

قیامِ رمضان یعنی تراویح مستحب ہے

فضائل کا بیان چل رہا ہے، اسی سلسلہ میں قیامِ رمضان یعنی تراویح کا مستحب ہونا بتلاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ نے جو فضیلتیں ارشاد فرمائی ہیں وہ پیش کریں گے۔

ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت

ماہِ رمضان المبارک اپنی خصوصیات کی وجہ سے اس قابل ہے کہ آدمی اس پورے مہینہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ کردے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ مطلوب ہے کہ بندہ سال بھر اپنے کاروبار اور اپنے مشاغل میں مشغول و مصروف رہا، تو اب ایک مہینہ ایسا بھی ہونا چاہیے جس میں آدمی اپنے سارے کاروبار ومشاغل کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ ہوجائے۔ اور اگر اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کو مکمل چھوڑنا ممکن نہ ہو تو کم از کم آدمی سوچ کر یہ طے کرلے کہ کتنا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہونے کے لئے فارغ کرسکتا ہے۔ جتنا زیادہ سے زیادہ وقت فارغ کرے گا وہ اس کے لئے مفید اور کارآمد ہوگا۔

ویسے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے واسطے ہی پیدا کیا ہے، جس کا تقاضہ یہ تھا کہ آدمی اپنے سارے اوقات اور پوری زندگی کے تمام لمحات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی میں مشغول رکھتا، لیکن یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم اور احسان و انعام ہے کہ اس نے انسانوں کو اپنی ضروریات کے واسطے بھی وقت کو استعمال کرنے کی اجازت دی۔ ہاں! کچھ عبادتیں ایسی ہیں جو فرض قرار دی گئی، جیسے: پنج وقتہ نماز، رمضان المبارک کے روزے وغیرہ؛ اور اس کے علاوہ باقی اوقات میں کچھ سنن و مستحبات رکھے گئے، اور پھر آدمی دوسرے اوقات کو اپنی ضروریات اور کاروبار میں استعمال کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت بھی دے دی گئی۔ اور جب سال بھر یہ سلسلہ رہتا ہے تو رمضان کا ایک مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے رکھا ہے جس میں یہ مطلوب ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

خود نبیٔ کریم ﷺ بھی اس کا بڑا اہتمام اور بڑی تاکید فرماتے تھے۔ شعبان کے آخری جمعہ میں جو خطبہ ارشاد فرماتے تھے اس میں بھی نبیٔ کریم ﷺ رمضان کے سلسلہ میں صحابۂ کرام کو تاکید فرما کر اس کو زیادہ سے زیادہ وصول کرنے کی طرف متوجہ کرتے تھے، بلکہ رمضان کی اہمیت بتلانے کے لئے رجب کا چاند دیکھتے ہی یہ دعا سکھلائی گئی ہے: ﴿أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وَبَلِّغْنَا رَمَضَان﴾ اے اللہ! تو ہمیں رجب وشعبان میں برکت عطافرما اور رمضان تک ہمیں پہنچادے۔ گویا رمضان اتنا قریب آگیا ہے تو اب ایسا نہ ہو کہ رمضان کی برکتیں اور اس کے انوار و فضائل سے فائدہ اٹھانے سے پہلے ہی دنیا سے جانے کی نوبت آجائے۔ جیسے: بوڑھی عورتیں جب ان کا پوتا یا نواسہ بڑا ہو جاتا ہے تو دعائیں کرتی ہیں کہ: اے اللہ! میں اس کی شادی دیکھ کر جاؤں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے جانے کا وقت آجائے۔ تو حضور ﷺ نے رمضان کی خاص اہمیت بتلانے کے لئے یہ دعا سکھلائی کہ دو مہینے پہلے سے جب آدمی دعا کا اہتمام کرے گا تو رمضان کے لئے تیاری بھی کرے گا۔ بہر حال! رمضان المبارک کی اپنی کچھ خصوصیات اور فضائل ہیں جیسا کہ آپ فضائلِ رمضان میں سنتے بھی ہیں۔

مراتبِ قرب کی کچھ منزلیں

اور اسی سلسلہ اللہ تعالیٰ نے نوافل کے قبیل سے ایک مستقل نماز رمضان کے مہینے میں مشروع فرمائی جو عشاء کی نماز کے بعد تراویح کے نام سے ادا کی جاتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی (رحمۃ اللہ علیہ) جو حضرت اقدس تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے خلفاء میں سے تھے، وہ فرماتے تھے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں بندوں کے لئے مراتبِ قرب یعنی قرب کی کچھ منزلیں خصوصیت کے ساتھ الگ سے عطا فرمائی ہیں اس لئے کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ بندہ جب سجدہ میں ہوتا ہے تو اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے، بندہ کی سب سے زیادہ قرب والی حالت وہ ہوتی ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے۔ تو گویا رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے مزید بیس رکعتیں مشروع قرار دیں اور ان کو سنّت بتلایا کہ ان کا اہتمام کیا جائے تاکہ بیس رکعتوں کی نسبت سے چالیس سجدے مزید بڑھ جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا مزید قرب حاصل کرنے کا موقع ملے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں بندوں کو یہ کہا کہ تم کو اپنے مزید قرب کے لئے موقع فراہم کرتا ہوں، اس سے تم فائدہ اٹھاؤ۔ خود نبیٔ کریم ﷺ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض کیا اور اس کی تراویح کو سنّت قرار دیا۔ گویا اللہ تعالیٰ ہی کا یہ حکم ہے، اور حضور اکرم ﷺ اس سنّت کو عملی طور پر جاری فرما کر نمونہ پیش کر گئے، اس معنٰی کر اس کو سنّت بھی کہا جاتا ہے۔

ایمان ویقین کی قوت کے ساتھ قیام

حدیث ۱۱۸۷:-

عن أَبِي هريرة (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی۔ یہاں قیام سے خاص تراویح کی نماز ہی مراد ہے) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–ایمان کا مطلب تو واضح ہے اس لئے کہ ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہیں ،اس لیے ایمان نہ ہوتے ہوئے اگر کوئی آدمی چاہے کتنے ہی اعمال کرلے اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ قبول ہی نہیں ہوں گے، کسی بھی عمل کے قبول ہونے کے واسطے ایمان شرط ہے۔

اور احتساب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ثواب اور اجر کی امید رکھتے ہوئے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے وہ عمل انجام دیا جائے۔ ریا، شہرت، نام ونمود اور دکھلاوا مقصود نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہی سے اس عمل کا ثواب اور اجر حاصل کرنے کے لئے جو عمل کیا جاتا ہے؛ اس کو احتساب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ترجمہ کیا ہے کہ ایمان ویقین کی قوت کے ساتھ قیام کیا۔ اس لئے کہ ایمان ویقین جتنا زیادہ ہوگا اُتنا ہی اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونا اور عبادت کرنا آسان ہوگا۔

پہلے بھی کئی مرتبہ یہ بات بتلا چکا ہوں کہ ان اعمال پر گناہوں کی معافی کا جو وعدہ کیا گیا ہے، اس سے صغیرہ گناہ کی معافی مراد ہے، اس لیے کہ کبیرہ گناہوں کے متعلق قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی توبہ نہ کرے، وہاں تک وہ معاف نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ (نوراللہ مرقدہٗ) نے اپنے والد صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں کبیرہ گناہ تو ہونے ہی نہیں چاہئیں۔ کسی مؤمن سے اگر کبھی کبیرہ گناہ سرزد ہو بھی جائے تو جب تک توبہ کرکے اور رو دھو کر، اس گناہ پر ندامت وپچھتاوے کا اظہار کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کرلے اور اس گناہ کو معاف نہ کروالے؛ وہاں تک اس کو چین نہ آئے۔ اس لئے اگر کبھی مؤمن سے کبیرہ گناہ ہوا بھی ہو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تو وہ اس کے نامۂ اعمال میں باقی نہیں رہے گا۔ جیسے بابرکت راتیں اور بابرکت اوقات آتے ہیں جن میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام کیا جاتا ہے، ان مواقع پر آدمی کچھ عبادات کر لیتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کو یاد کر کے دل میں ندامت وپچھتاوے کا جذبہ واحساس پیدا ہو جاتا ہے جس کا نام توبہ ہے؛ جس کے نتیجہ میں اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لیے جب مؤمن کے نامۂ اعمال میں کبیرہ گناہ ہوں گے ہی نہیں، اور صغیرہ گناہ اس طرح معاف ہو جائیں گے، تو یہاں جو وعدہ کیا گیا اور جو فضیلت بتلائی گئی وہ اس کو حاصل ہو جائے گی۔

حدیث ۱۱۸۸:-

وعنه قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ، فيقولُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے قیام کی ترغیب دیتے تھے اور لازمی طور پر حکم دیئے بغیر اس کے فضائل بیان کر کے لوگوں کو اس پر اُکساتے اور آمادہ کرتے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے ترغیب دینے کے لئے ایک جملہ یہ بھی ارشاد فرمایا: جو آدمی ایمان کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی نیّت سے رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھے گا؛ تو اس کے پچھلے سارے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- یہ نماز فرض اورواجب نہیں ہے، سنّت ہے،اور لزوم کی جو کیفیت فرائض میں ہوا کرتی ہے وہ اس میں نہیں ہے، لیکن نبیٔ کریم ﷺ اس کی ترغیب دیتے تھے لہٰذا بڑے ذوق وشوق سے یہ عمل انجام دینا چاہیے۔

اتنی بے توجہی اور بے رغبتی!

رمضان کے مہینہ میں بہت سے لوگ تراویح پڑھتے ہی نہیں،اور بہت سے پڑھنے کے لئے آتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہیں، حالاں کہ اس کی ادائیگی میں جس شوق ورغبت کا اہتمام ہونا چاہیے وہ ہماری طرف سے کماحقہ‘ ہو نہیں پاتا۔ بہت سی جگہ صرف سواپارہ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی کھڑا ہونا لوگوں کے لیے ایسا بھاری معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کہ امام رکوع میں نہ جائے وہاں تک نیّت باندھتے ہی نہیں،اور پہلی رکعت کے انتظار میں رہتے ہیں کہ امام صاحب رکوع میں جائیں تو جلدی سے کھڑے ہوکر نیّت باندھ لیں، حالاں کہ تراویح جو مشروع کی گئی اس میں مختلف وجوہات اور حکمتیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآنِ پاک کو پڑھا اور سنا جائے۔ جب آپ نیت ہی نہیں باندھیں گے تو قرآن پاک سننے کی سنّت ادا نہیں ہوگی۔ اس لئے شوق اور رغبت اور پوری توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت سمجھتے ہوئے اس میں مشغول ہونا چاہیے کہ یہ مہینہ ہمیں عطا کیا گیا ہے، پتہ نہیں پھر یہ موقع دوبارہ ملے گا یا نہیں؛ اس لئے آدمی ذرّہ برابر بھی سستی و کاہلی سے اس میں کام نہ لے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ أَرْجَى لَيَالِهَا

لیلۃ القدر میں عبادت کی فضیلت

اور کون سی رات کے متعلق شبِ قدر ہونے کی زیادہ امید ہے

شبِ قدر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ امّتِ محمدیہ کو عطا فرمائی ہے، روایتوں میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے امّتِ محمدیہ کی عمروں کا تذکرہ کیا، جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿أَعْمَارُ أُمَّتِي مَابَيْنَ سِتِّيْنَ اِلَى سَبْعِيْنَ﴾ میری امّت کی عمریں ساٹھ سے لے کر ستر کے درمیان ہے، عام طور پر امّتِ محمدیہ کے لوگ ساٹھ، ستر کے درمیان رخصت ہو جاتے ہیں، کوئی ذرا آگے بڑھ گیا تو بڑھ گیا، ورنہ عام طور پر یہی عمریں رہتی ہیں۔ اپنی امّت کی عمروں کو یاد کیا اور اس کے مقابلہ میں اگلی امّتوں کو جو عمریں دی گئی تھی اس کو جب نبیٔ کریم ﷺ نے دیکھا تو آپ کو یہ خیال ہوا کہ عبادات میں میری امّت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جس کی وجہ سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آپ ﷺ کے دل میں ایک غم کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو امّت کے ساتھ کتنا تعلق تھا کہ یہ چیز بھی آپ کے لئے باعثِ غم ہوئی، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ قدر اتاری گئی جس میں ارشاد فرمایا: ﴿لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٍ﴾ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور ہزار مہینوں کا حساب لگایا گیا تو تراسی (۸۳) سال اور چار (۴) مہینے ہوتے ہیں۔ اور فرمایا گیا کہ اس سے بہتر ہے۔ اگر کوئی آدمی تراسی سال اور چار مہینے عبادت کرے اس کو شبِ قدر میں عبادت کا ثواب اس سے بھی زیادہ ملے گا۔ اور وہ زیادتی کتنی ہوگی وہ بھی اس میں نہیں بتلائی گئی ہے، تو ظاہر ہے کہ ایک رات کا اتنا زیادہ ثواب ہے۔ حضرت شیخ (نور اللہ مرقدہٗ) فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو زندگی میں دس راتیں بھی مل جائیں تو یوں سمجھئے کہ آٹھ سو تینتیس سال (۸۳۳ ؍سال) بلکہ اس سے زیادہ عبادت کا ثواب ملے گا۔ اس لئے یہ بڑے اہتمام کی چیز ہے۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا تذکرہ کیا جس نے پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، یہ سن کر صحابہ کرام کو یہ خیال ہوا کہ ہمیں تو یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا اور اس پر افسوس بھی ہوا کہ ہم باوجود چاہنے کے اس پر عمل نہیں کر سکتے؛ اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی جس میں بتلایا گیا کہ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اب ظاہر ہے اگر ایسی چند راتیں آدمی کو میسر ہو جائیں تو اس کی کامیابی اور مراد بر آنے کے لئے کافی ہے۔

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ﴾ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآنِ پاک کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ پوری سورۃ ہی شبِ قدر کی فضیلت بیان کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وَقَالَ تَعَالٰی:﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ﴾ہم نے قرآنِ پاک کو بابرکت رات میں نازل کیا۔یہاں پر بھی شبِ قدر مراد لی گئی ہے۔

آگے اس کے فضائل اوراس میں قیام وعبادت کے فضائل بتلارہے ہیں۔

حدیث ۱۱۸۹:-

وعن أَبي هريرة (رضی اللہ عنہ) عن النبيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ القَدْرِ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:-حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی لیلۃ القدر میں ایمان اوراحتساب کے ساتھ کھڑارہا(یعنی اس نے نماز پڑھی اور عبادت کی)تواس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

افادات:-اس کی شرح کرتے ہوئے علماء نے لکھاہے کہ نماز پڑھناہی ضروری نہیں بلکہ عبادت کے دوسرے جتنے طریقے ہیں جیسے: تلاوت، دعا، تسبیحات وغیرہ؛ان میں سے کسی بھی طریقۂ عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی، اور اپنے اوقات کواس میں صرف کیا، تواس کو یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جو آدمی شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہے

حدیث ۱۱۹۰:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) : أنَّ رِجالاً مِنْ أصْحَابِ النبيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ القَدْرِ فی المَنَامِ فی السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَقَالَ رسول الله ﷺ: ((أرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأتْ فی السَّبْعِ الأوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فی السَّبْعِ الأَوَاخِرِ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کے بہت سے صحابہ کو خواب میں شبِ قدر کا آخری سات راتوں میں ہونا دکھلایا گیا۔ جب صحابہ کرام نے اپنے یہ خواب حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیان کئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب آخری سات راتوں کے متعلق متفق ہو رہے ہیں، اس لئے جو آدمی شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

افادات:- خواب میں یہ بتلایا گیا کہ رمضان کی آخری سات راتوں میں شبِ قدر ہے۔ اگر تیس کا مہینہ ہو تو آخری سات راتیں چوبیس سے لے کر تیس تک ہوتی ہیں، اور اگر انیتس کا مہینہ ہو تو تیئیس سے لے کر آخر تک ہوتی ہیں، ان ساری راتوں میں اس کو تلاش کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

علماء نے لکھا ہے کہ کئی حضرات کا ایک ہی طرح کا خواب دیکھنا بھی اُس خواب کے سچا ہونے کی علامت ہے۔ یعنی ایک طرح کی چیز کئی لوگوں نے خواب میں دیکھی اور سب بیان کر رہے ہیں تو یہ گویا اس بات کی نشانی سمجھی جائے گی کہ یہ خواب سچا ہے، جیسا کہ اذان کے متعلق آتا ہے کہ جب نبیٔ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کریم ﷺ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ لوگوں کو نماز کے واسطے بلانے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس کے لیے مشورہ ہوا اور جب کوئی بات طے نہیں ہوئی تو پھر رات کو بہت سے لوگوں نے خواب دیکھا جس میں اذان کا طریقہ بتلایا گیا۔ اس موقعہ پر بھی حضور اکرم ﷺ نے یہی فرمایا کہ تم سب لوگوں کے خواب ایک چیز پر متفق ہو رہے ہیں۔ یہاں پر بھی کئی لوگوں نے خواب دیکھے اور کئی لوگوں کا ایک طرح کا خواب دیکھنا اُس خواب کے سچا ہونے کی علامت ہے لہٰذا حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ رمضان کے مہینے میں آخری سات راتوں میں جاگ لینا کوئی مشکل نہیں ہے، لوگ معمولی معمولی مقاصد کے لئے معمولی معمولی اغراض کے لئے چند ٹکوں، پیسوں کے خاطر رات بھر جاگتے ہیں۔ کوئی آدمی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور تراسی (۸۳) سال کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے اگر چند راتیں جاگ لے؛ تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو

حدیث ۱۱۹۱:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُجاوِرُ فی العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، ويقول: ((تَحَرَّوْا اللَيْلَةَ القَدْرِ فی العَشْرِ الأواخرِ مِنْ رَمَضانَ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اورارشاد فرماتے تھے: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

حدیث ۱۱۹۲ :-

وعنها (رضی اللہ عنہا) أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِى الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)) (رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

افادات:- جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ آخری عشرہ سے مراد اکیس (۲۱) سے لے کر آخر تک ہے؛ چاہے مہینہ انیتس (۲۹) کا ہو، یا تیس (۳۰) کا ہو۔ البتہ علّامہ ابن حزم (رحمۃ اللہ علیہ) جو بڑے عالم اور محدث گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر مہینہ تیس (۳۰) کا ہو تو آخری عشرہ اکیس (۲۱) سے لے کر تیس (۳۰) تک کہا جائے گا، اور اگر انیتس (۲۹) کا ہو تو بیس (۲۰) سے لے کر انیتس (۲۹) تک شمار کیا جائے گا۔ لیکن چوں کہ اعتکاف کی ابتدا سب کے نزدیک بیس (۲۰) کی شام اور اکیس (۲۱) کی شب سے ہوتی ہے، اس لئے اکثر نے وہی مراد لیا ہے اور وہی راجح بھی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

شبِ قدر دو ہوتی ہیں

ویسے شبِ قدر کے متعلق بہت سارے اقوال ہیں، پچاس (۵۰) قول ہیں کہ کب ہوتی ہے۔ بعض حضرات اس طرف گئے ہیں، علّامہ ابن عربی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی کہا ہے کہ سال بھر میں گھومتی رہتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ: شبِ قدر دو ہوتی ہیں، ایک تو وہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے متعلق فیصلے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے معاملات طے ہوتے ہیں؛ وہ تو سال بھر میں گھومتی رہتی ہے، اور قرآنِ پاک جس سال نازل ہوا وہ رمضان المبارک میں تھی۔ اس لیے کہ قرآن پاک کے نزول دو ہیں، ایک تو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا تک جو یکبارگی ہوا ہے۔ اور دوسرا نزول آسمان دنیا سے حضور اکرم ﷺ پر؛ وہ تیئس (۲۳) سال تک مختلف اوقات میں اُترتا رہا۔ لہٰذا ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر جو اُتارا وہ اسی رات میں اتارا جو اس سال رمضان میں تھی۔

اور دوسری وہ رات جس میں دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں اور انوارات کا ایک خاص انتشار ہوتا ہے؛ وہ البتہ رمضان ہی میں ہوتی ہے۔ ویسے اکثر حضرات اِس طرف گئے ہیں کہ شبِ قدر رمضان ہی میں ہوتی ہے، اور رمضان میں آخری عشرہ ہی میں اور اس میں بھی آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں ہوتی ہے۔ اگرچہ بعضوں نے پورے عشرہ ہی میں زیادہ تلاش کرنے کو کہا ہے، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں اکیس (۲۱) تیئس (۲۳) اور چوبیس (۲۴) میں ہونا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روایتوں میں آیا ہے۔اور حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) جو اکابرِ صحابہ میں سے ہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ ستائیس (۲۷) ہی کو شبِ قدر ہوتی ہے۔اس لیے آدمی کو رمضان المبارک کی راتوں میں خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ آدمی کو پورے سال رات کی دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔اس لیے کہ فجر صبحِ صادق کے بعد ہوتی ہے لہٰذا وہ تو دن کی نماز میں آجاتی ہے۔اس لیے کم سے کم یہ دو نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا پورے سال اہتمام کروگے تو شبِ قدر میں عبادت ہو ہی جائے گی اور اس صورت میں بہت بڑا ثواب مل جائے گا اور یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) ان راتوں میں عبادات کا خاص اہتمام کرتے تھے۔حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) رمضان کا پورا مہینہ سوتے نہیں تھے ،رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بھی پورا پورا قرآن ایک رات میں پڑھنا ثابت ہے۔

حضراتِ تابعین میں سے بہت سے حضرات وہ تھے جو سال بھر رات میں ہمیشہ جاگا کرتے تھے جیسا کہ پہلے بتلا چکا ہوں۔حضرت سعید بن مسیّب (رحمۃ اللہ علیہ) جو اکابرِ تابعین میں سے ہیں ان کے متعلق ہے کہ پچاس سال تک انھوں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق بھی یہی ہے۔وہ حضرات رات بھر عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔

حضرت شدّاد کے متعلق لکھا ہے، وہ فرماتے تھے: اے اللہ! جہنم کی آگ نے میری نیند اڑادی۔

حضرت صلہ بن اُشیَم (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق لکھا ہے کہ وہ رات بھر عبادت کرتے تھے اور جب سحر کا وقت ہوتا تو صبحِ صادق سے پہلے یہ دعا کرتے تھے: یااللہ! اس بات کی تو مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں تجھ سے جنّت مانگوں، بس! جہنم کے عذاب سے مجھے بچالینا۔

بہر حال! یہ حضرات عبادت کرنے کے بعد ڈرتے رہتے تھے، انہیں کے اوصاف میں یہ آیت ہے ﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ رات کے آخری حصہ میں وہ لوگ اپنے گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔ گویا رات بھر کی اپنی عبادت کو بھی وہ لوگ نیکی نہیں سمجھتے، بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں؛ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوئی یا نہیں۔

قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ وہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو ایسی حالت میں کرتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے رہتے ہیں۔ کسی نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: ﴿يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ کیا گناہ کرنے کے بعد ڈرے سہمے رہتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، گناہ کرنے کا تو سوال ہی نہیں، بلکہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ انجام دینے کے بعد اس بات سے ڈرے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں! ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بارگاہ میں قبول بھی ہوا یا نہیں، اللہ تعالیٰ کے دربار کی شان کے مطابق ہے بھی یا نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ منھ پر مار دیا جائے۔ اس لیے ہمیں بھی ان کیفیات کے ساتھ عبادات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ہمارے معاشرہ کی عام وبا

آج ہم میں ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ مبارک رات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ بڑی رات ہے؛ جاگو۔ حالاں کہ جاگنے کا مطلب صرف جاگنا نہیں ہے، بلکہ جاگ کر عبادت کرنا ہے۔ بہت سے لوگ صرف جاگنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں، اور کسی بھی طریقے سے وقت گزاری، مجلس بازی، لطیفہ بازی، اور پتہ نہیں کیسے کیسے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں، بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ نوجوان موٹر سائیکل لے کر گھومنے نکل جاتے ہیں، چوپاٹی کے چکّر لگاتے ہیں؛ یہ سب بالکل غلط طریقے ہیں۔ ارے اللہ کے بندو! اگر یہی سب کرنا تھا تو پھر تو سو گئے ہوتے یہ زیادہ اچھا تھا۔ یہ رات صرف جاگنے کی نہیں ہے، اور صرف جاگنا مقصود بھی نہیں ہے، بلکہ مقصود تو عبادت ہے، اگر جاگ کر اس کو ضائع کرنا ہے تو اس کے بجائے آدمی سو جائے یہ زیادہ اچھا ہے، تاکہ اتنا وقت گناہوں سے تو اپنے آپ کو بچا کر رکھ سکے۔

شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) کا واقعہ پہلے بھی کبھی سنا چکا ہوں کہ ان کو ان کے والد صاحب نے بچپن ہی سے رات کو تہجد میں نماز کے لئے اٹھنے کی عادت ڈالی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہم تہجد کی نماز کے لئے اٹھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ دوسرے لوگ سو رہے تھے، میں اس وقت بچّہ تھا، میں نے والد صاحب سے کہا: یہ لوگ ایسے پڑے ہوئے ہیں جیسے کہ مردے پڑے ہوں۔ تو والد صاحب نے مجھ سے کہا: بیٹا! تو بھی اگر سویا رہتا تو زیادہ اچھا تھا اس بات سے کہ لوگوں کی غیبت میں مشغول ہوا۔

تو درحقیقت جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوا جائے اور ایسی مبارک راتوں اور ایسے مبارک اوقات میں چھوٹے بڑے ہر گناہ سے اپنے آپ کو بچانے کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرنا چاہیے، خدانہ کرے ان راتوں میں اگر کوئی آدمی گناہ میں مبتلا ہو گیا تو جیسے ان راتوں میں عبادت کا ثواب بہت بڑا ہے، اسی طریقہ سے ان میں گناہ کی وجہ سے وبال بھی بہت بڑا ہے۔ جیسے: کوئی آدمی حرم میں جاکر عبادت کرے گا تو ایک لاکھ گنا ثواب ملتا ہے، اسی طرح وہاں اگر گناہ کرے گا تو گناہ کا وبال بھی اُسی مناسبت سے ہوا کرتا ہے۔

(بہرحال! جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں وقت گزارا جائے۔)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس طرف بھی توجہ کرنی چاہیے

حدیث ۱۱۹۳:-

وعنها (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسول اللہ ﷺ إِذَا دَخَلَ العَشْرُ الأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ المِئْزَرَ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا حال یہ تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو آپ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے، اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ آپ ﷺ خود بھی خوب جدّ جہد اور محنت سے کام لیتے تھے، اور آپ ﷺ ازار باندھ لیا کرتے تھے۔

افادات:- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔ بہت سے حضرات اپنے طور پر تو اس کا اہتمام کرتے ہیں لیکن اپنے گھر والوں پر توجہ نہیں کرتے، اگرچہ ان کو پوری رات نہ جگائے، لیکن ترغیب دے کر کچھ نہ کچھ اعمال کروانے کی عادت ڈالنی چاہیے، دھیرے دھیرے عادت پڑ جائے گی

"وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" یعنی کسی کام کے لیے کمر باندھ لینا اور بالکل تیّار ہو جانا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور اکرم ﷺ کا طرزِ عمل

حدیث ۱۱۹۴:-

وعنها (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فی رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فی غَيْرِهِ، وَفِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فی غَيْرِهِ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے مہینہ میں عبادت وغیرہ میں اتنی مشقت اٹھاتے تھے کہ رمضان کے علاوہ میں اتنی نہیں اٹھاتے تھے، اور رمضان کے آخری عشرہ میں تو اتنی زیادہ جو اور کسی دن میں نہیں ہوا کرتی تھی۔

افادات:- جیسا کہ اوپر بتلایا تھا رمضان المبارک کا مہینہ خاص طور پر وصول کرنے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا مہینہ ہے۔ اس لئے آدمی کو خاص طور پر عبادت کی مشقت اُٹھانی چاہئے اور اس میں بھی آخری دس راتوں میں تو اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

شبِ قدر کی خاص دعا

حدیث ۱۱۹۵:-

وعنها (رضی اللہ عنہا) قالت: قُلْتُ: يَا رسول الله، أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيلَةٍ لَيلَةُ القَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: ((قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي)) (رواه الترمذی، وقال: ((حديث حسن صحيح)).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بتلائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات شبِ قدر ہے؛ تو میں اس میں (خاص طور پر) کونسی دعا مانگوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگو: "اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے ؛لہٰذا میرے گناہوں کو معاف کر دے۔

افادات:- قربان جایئے حضراتِ صحابہ ٔکرام پر! کہ مبارک راتوں میں کیا مانگنا چاہیے وہ بھی انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھ لیا اور حضور اکرم ﷺ نے وہ بتلا دیا؛ پھر بھی ہم اس کا اہتمام نہیں کرتے۔ ہم تو اپنے طور پر اپنے دماغ میں جن چیزوں کو لیے بیٹھے ہیں ؛انہیں کو مانگتے رہتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے جن چیزوں کی تاکید فرمائی ہے اور جن چیزوں کی تعلیم دی ہے؛ اُدھر ہمارا کبھی خیال بھی نہیں جاتا۔

اس دعا کے ذریعہ اتنی بڑی چیز منگوائی گئی ہے کہ اگر وہ مل جائے تو دونوں جہاں کی کامیابی مل گئی ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ جو آدمی جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنّت میں داخل کیا گیا تو وہی ہے حقیقی کامیاب۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر مغفرت کا پروانہ مل جائے، گناہوں سے معافی دیدی جائے؛ تو یہ سب سے بڑی کامیابی کی چیز ہے:-

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر		قلمِ عفو بر گناہم کش

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

میں یہ نہیں کہتا کہ میری طاعتوں اور عبادتوں کو قبول کر لیا جائے، بلکہ میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دیا جائے۔ تو حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا پروانہ مل جانا؛ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لئے مغفرت کے طلب کرنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

ہم لوگوں کا بھی عجیب مزاج بنا ہوا ہے کہ ہم اپنی دنیا کی اِدھر اُدھر کی ساری چیزیں مانگتے رہتے ہیں، لیکن بھولے سے بھی مغفرت مانگنے کی طرف دھیان نہیں جاتا، ہماری نگاہوں میں بس مانگنے کے لئے بھی دنیا ہی کی چیزیں ہیں، آخرت کی نعمتیں اور حضور اکرم ﷺ نے جو چیزیں مانگ کر بتلائی ہیں ان کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فَضْلُ السِّوَاكِ وَخِصَالُ الْفِطْرَةِ

مسواک کے فضائل اور فطرت کی باتیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے، اور ہر ہر مخلوق اپنے ایک الگ مخصوص مزاج، مخصوص اوصاف وخوبیوں اور امتیازی شانوں کی حامل ہوا کرتی ہے؛ اسی کو عربی میں فطرت اور جبلّت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے: بہت سوں کے مزاج میں تیزی ہوتی ہے، اور ان کے متعلق لوگ کوشش کرتے ہیں کہ یہ تیزی باقی نہ رہے؛ تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو اس کی فطرت ہے، گویا اس کی پیدائش ہی اس انداز سے ہوئی ہے کہ تیزی والا مزاج اس کے اندر پایا جاتا ہے، اب چاہے کتنی ہی محنت کی جائے تب بھی وہ تیزی اس کے اندر سے نکلنے والی نہیں ہے۔ ہاں! اس پر اتنی محنت کی جاسکتی ہے کہ وہ غلط جگہ استعمال ہونے کے بجائے صحیح جگہ استعمال ہونے لگے۔ تو فطرت کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر رکھی ہیں کہ وہ اپنی فطرت اور مزاج کی وجہ سے انہیں امور کو اختیار کرے گا۔ اور علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرتِ سلیمہ پر پیدا فرمایا، پھر انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو دنیا میں بھیجا جو فطرتِ سلیمہ ہی کی دعوت دیا کرتے ہیں، تو گویا نبیوں کا طریقہ اور ان کی سنتیں فطرت ہی کا ایک حصہ ہیں، ہر نبی نے انسانوں کو انسانیت کی دعوت دی اور جو چیزیں امت تک پہنچائیں ان میں جن چیزوں کے کرنے کی طرف توجہ دلائی یا جن چیزوں سے روکا، دراصل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہر آدمی کی فطرتِ سلیمہ اسی کا تقاضہ کرتی ہے۔ اس لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرات انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنتیں فطرت کی باتیں ہیں۔ اس باب میں اصل تو مسواک کے فضائل کا عنوان قائم کیا ہے اور مسواک کو دین کی اہم سنتوں میں شمار کیا گیا ہے، مسواک کرنا سنّتِ مؤکدہ ہے۔

کن کن مواقع پر مسواک کی جائے؟

تو علماء نے لکھا ہے کہ وضو کے موقع پر، نماز کے موقع پر، نیند سے بیدار ہونے کے وقت، منھ میں اگر بدبو پیدا ہو جائے، یا دیر تک بولنے کی وجہ سے منھ کی بو میں فرق آجائے تو اس کو دور کرنے کے لئے، جب آدمی باہر سے گھر میں آئے؛ یہ مختلف اوقات بتائے گئے ہیں جن مواقع میں مسواک کے استعمال کو مستحب اور سنّت قرار دیا گیا ہے۔

مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟

اور خاص طور پر جہاں نماز کا مسئلہ آتا ہے، تو امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مسواک وضو کی سنّت ہے، یعنی وضو کرتے وقت اگر آپ نے مسواک استعمال کرلی اور مسواک کا اہتمام کیا تو اُس وضو سے جتنی بھی نمازیں ادا کریں گے، چاہے فرض ہو، یا نفل؛ ان تمام نمازوں کو مسواک کے ساتھ ادا کیا ہوا ہی کہا جائے گا، اور بغیر مسواک والی نماز پر مسواک والی نماز کو جو فضیلت دی گئی ہے؛ وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فضیلت آپ کو حاصل ہوجائے گی۔ لیکن امام صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) یہ بھی فرماتے ہیں: اگر وضو کرکے فوراً نماز ادا کی اور اس وضو میں بھی مسواک کرلی ہے وہ کافی ہوجائے گی، اور اگر وضو کئے ہوئے دیر ہوگئی ہے تو اس صورت میں نماز کے لئے الگ سے مسواک کرنا مستحب ہے، اگرچہ اس کو سنّتِ مؤکدہ قرار نہیں دیا ہے لیکن اچھا اور بہتر ہے، البتہ اگر کسی آدمی کو یہ ڈر ہو کہ مسواک کرنے کے نتیجہ میں مسوڑھوں کے کمزور ہونے کی وجہ سے خون نکل آئے گا تو پھر مسواک استعمال نہ کرے، ورنہ دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔

اور امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) اس طرف گئے ہیں کہ مسواک وضو کی سنت تو ہے ہی، لیکن نماز کی بھی الگ سے سنّت ہے، اس لیے مسواک والی نماز کو بغیر مسواک والی نماز کے مقابلہ میں جو فوقیت و فضیلت حاصل ہے وہ تو اسی وقت حاصل ہوگی جب نماز کے لئے الگ سے مسواک کریں گے۔

وضو میں مسواک کب کی جائے؟

اس سلسلہ میں فقہ کی کتابوں میں دو باتیں لکھی ہیں، ایک تو یہ کہ وضو شروع کرنے سے پہلے یعنی گٹوں تک ہاتھ دھوکر پہلے مسواک کرلے۔ اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ کلّی کرتے وقت مسواک کی جائے، اور اسی وقت مسواک کرنے والے قول کو زیادہ راجح قرار دیا گیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مسواک کون سے درخت کی ہونی چاہیے؟

حدیث میں پیلو کا تذکرہ آیا ہے۔ پیلو ایک درخت کی جڑ کی لکڑی ہوتی ہے جس میں ایک مخصوص قسم کی بو بھی ہوا کرتی ہے اور اس کا ایک مخصوص ذائقہ بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے دانتوں کی صفائی بھی ہوتی ہے، اسی کو ترجیح دی گئی ہے، باقی اس کے علاوہ اور ایسے درخت جن میں کچھ کڑواہٹ ہو اور اس کی لکڑی نرم ہو، اس سے بھی مسواک کی جاسکتی ہے۔ ہاں! زہریلے درخت کی لکڑی، یا جو ایسی سخت ہو کہ ان کو استعمال کرنے کے نتیجہ میں دانتوں سے خون نکلنے یا مسوڑھوں کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہو، جیسے: بانس وغیرہ؛ تو اس سے مسواک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسواک کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟

تو اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ جب نئی استعمال کرنا شروع کرے تو لمبائی کے اعتبار سے ایک بالشت ہونی چاہیے، اور موٹائی کے اعتبار سے درمیانی انگلی کے بقدر ہو، اور زیادہ سے زیادہ انگوٹھے کے برابر موٹی ہونی چاہیے، اس سے زیادہ موٹی نہ ہو۔ اور خود استعمال کرنے والے کی بالشت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ درمیانی قد کے انسان کی بالشت کا اعتبار کیا جائے گا۔

استعمال کا طریقہ کیا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

استعمال کرنے کا طریقہ یہ بتلایا ہے کہ مسواک کو مٹھی میں پکڑنے کے بجائے اس طرح پکڑا جائے کہ چھوٹی اُنگلی اخیری سرے پر رکھی جائے اور انگوٹھے اور بقیہ انگلیوں سے پکڑی جائے، اور پہلے دائیں طرف اوپر کے دانت، پھر بائیں طرف اوپر کے دانت، پھر دائیں طرف نیچے کے دانت، پھر بائیں طرف نیچے کے دانت، اس کے بعد پھر اندر کے حصہ میں بھی کی جائے، ڈاڑھوں پر بھی کی جاسکتی ہے۔ اور دانتوں کی چوڑائی کے اعتبار سے استعمال کی جائے گی، لمبائی کے اعتبار سے نہیں، اس لئے کہ اس طرح استعمال کرنے میں مسوڑھوں کو نقصان ہو سکتا ہے، اگرچہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث میں ایسی کوئی تحدید نہیں ہے، اس لیے لمبائی کے اعتبار سے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

مسواک تین مرتبہ کی جائے، مثلاً: ایک مرتبہ اس کو پانی سے بھگا کر دائیں طرف اوپر، پھر بائیں طرف اوپر، پھر دائیں طرف نیچے، پھر بائیں طرف نیچے کرلی جائے۔ پھر دوبارہ پانی سے بھگا کر اسی طرح کی جائے، پھر تیسری مرتبہ بھگا کر اسی طرح کرلی جائے۔ اور استعمال کرنے کے بعد جو ریشے والا حصہ ہے اس کو اوپر کی طرف رکھ کر مسواک کو کھڑا رکھنا زیادہ مناسب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اگر امّت کے مشقّت میں پڑنے کا ڈر نہ ہوتا...

حدیث ۱۱۹۶:-

عن أبي هريرة (رضي الله عنه): أنّ رسول الله ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا أنْ أشُقَّ عَلَى أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری امّت کے مشقّت میں پڑنے کا ڈر نہ ہوتا؛ تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا ان کو (وجوبی طور پر) حکم دیتا۔

افادات:- اور واجب قرار دینے کی صورت میں اگر کوئی آدمی ہر نماز کے وقت اس پر عمل نہ کرتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ ﷺ کے اس حکم کے چھوڑنے کے نتیجہ میں امّت گنہگار ہو کر مشقت و مصیبت میں پڑ جاتی، اس لئے آپ ﷺ نے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کو واجب قرار نہیں دیا۔ باقی جیسا کہ ابھی بتلایا ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے، لہٰذا استحباب والا حکم اب بھی موجود ہے، لیکن استحباب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی نہیں کرے گا تو فضیلت سے محروم رہے گا، باقی گنہگار نہیں ہوگا۔ جبکہ وجوبی حکم دیا جاتا تو نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوتا اور یہ چیز امّت کے لئے مشقّت اور تکلیف کی ہوتی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور ﷺ کا نیند سے بیدار ہوتے وقت کا معمول

حدیث ۱۱۹۷:-

وعن حُذَيْفَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ رسول الله ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. (متفقٌ عَلَيْه) ((الشَّوْصُ)): الدَّلْكُ.

ترجمہ:- حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نیند سے اُٹھتے تھے تو اپنے دہنِ مبارک کو مسواک سے ملتے تھے (یعنی مسواک استعمال فرماتے تھے)

افادات:- جیسا کہ ابھی بتلایا جن مواقع میں مسواک کرنا مستحب ہے ان میں سے ایک موقع یہ بھی ہے کہ آدمی جب نیند سے بیدار ہو۔ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہونے کے بعد مسواک کا استعمال فرماتے تھے ویسے بھی سونے کے نتیجہ میں منھ کی بو میں فرق آجاتا ہے، کچھ رطوبتیں بھی جمع ہوجاتی ہیں، مسواک استعمال کرنے کے نتیجہ میں منھ کی صفائی ہوجائے گی۔ سونے سے پہلے بھی مسواک کرنا مستحب ہے اور سوکر اٹھنے کے بعد بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔

حدیث ۱۱۹۸:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كُنَّا نُعِدُّ لِرسولِ الله ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوضَّأُ وَيُصَلِّي (رواه مسلم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:– حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ہم (اُمّہات المؤمنین) نبی کریم ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیا کرتی تھیں (یعنی آپ صبح اٹھیں گے تو آپ کو وضو کے لئے پانی کی ضرورت پیش آئے گی، اور مسواک استعمال فرمائیں گے) پھر اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوتا آپ کو اٹھاتا (یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو رات کے کسی حصہ میں اٹھاتا تو) آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھتے، مسواک فرماتے، وضو فرماتے اور نماز ادا فرماتے۔

افادات:– ازواجِ مطہرات رات ہی سے آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کے لیے پانی تیّار کر کے رکھ دیا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے مناسب ہے کہ اپنے شوہر کی خدمت میں اس کا بھی اہتمام کرے، کم سے کم پانی کا لوٹا ہی رکھ دے، تاکہ اس کو غیرت آئے اور وہ نماز کے لئے اٹھنے کی کوشش کرے۔

یہاں بتلایا گیا کہ مسواک ایک ایسی چیز ہے جس کا پہلے سے اہتمام کیا جانا چاہیے، جیسے: وضو کے پانی کا پہلے سے تیّار رکھنے کا اہتمام ہو اسی طرح مسواک کو بھی پہلے سے تیّار کر کے رکھا جائے تاکہ وقت پر اس کے استعمال میں کوئی دشواری اور رُکاوٹ پیش نہ آئے، ایسا نہیں کہ وقت پر ڈھونڈنا پڑے۔

حدیث ۱۱۹۹:–

وعن أنس (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: ((أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِى السِّوَاكِ)) (رواہ البخاری)

ترجمہ:– حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: میں نے تم کو مسواک کے سلسلہ میں بہت زیادہ تاکید کر دی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- گویا حضورِ اکرم ﷺ نے حضراتِ صحابہ کو مسواک کی اتنی زیادہ تاکید فرمائی تھی کہ آپ کو خود بھی اس کا احساس ہوا اور آپ نے اس کا اظہار کیا کہ میں نے مسواک کے سلسلہ میں تم کو بہت مرتبہ کہا ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت کا معمول

حدیث ۱۲۰۰:-

وعن شريح بن هانيءٍ، قَالَ: قلت لعائشة (رضی اللہ عنہا): بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قالت: بِالسِّوَاكِ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت شریح بن ہانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: جب نبیٔ کریم ﷺ گھر میں تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلا کام کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے جواب میں فرمایا: مسواک کرتے تھے۔

افادات:- آدمی چوں کہ باہر ہوتا ہے تو بولنے کی بھی نوبت آتی ہے اور دیر تک بولنے کی وجہ سے بھی منہ کی بو میں فرق آجاتا ہے، جیسے دیر تک خاموش رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے تو گھر والوں کے پاس قریب بیٹھنے اور ان سے بات کرنے کا موقع آتا ہے، لہٰذا پہلے سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مسواک کرلی جائے، تاکہ منھ کی بدبو سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ویسے بھی کسی مجمع میں حاضری کا موقع ہو اس وقت بھی مسواک کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

زبان پر بھی مسواک پھیرے

حدیث ۱۲۰۱:-

وعن أبي موسیٰ الأشعری (رضی اللہ عنہ) قَالَ: دَخلتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلَی لِسَانِهِ. (متفقٌ عَلَیْهِ، وهذا لفظ مسلمٍ)

ترجمہ:- حضرت ابو موسیٰ اَشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت مسواک کی ایک طرف کا حصہ آپ کی زبان پر تھا (یعنی آپ ﷺ زبان پر مسواک استعمال فرمارہے تھے)۔

افادات:- یہاں ایک واقعہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اَشعری (رضی اللہ عنہ) سے ان کی قوم نے درخواست کی کہ ہمیں سواری کی ضرورت ہے، لہٰذا آپ جاکر سواری مانگئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں جس وقت پہنچے اور جو منظر دیکھا اس کو بیان فرمارہے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک پر مسواک کی نوک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کا استعمال زبان کی صفائی کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے، خاص کر سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کا کچھ حصہ زبان پر بھی پھرالیا جائے تاکہ زبان پر جو رطوبتیں جمع ہوئی ہیں وہ دور ہوجائیں، اور اس کی وجہ سے آدمی کا گلا بھی صاف ہوجاتا ہے اور آواز بھی صاف ہوجاتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

منھ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ

حدیث ۱۲۰۲:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا): أنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: ((السِّوَاكُ مطَهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ للرَّبِّ)) (رواه النسائی وابنُ خُزَيْمَةَ فی صحيحهِ بأسانيدَ صحيحةٍ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک منھ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

افادات:- مسواک کے جو فوائد ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ منھ کی صفائی ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ مسواک کے بے شمار فوائد میں سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ موت کے وقت آدمی کو کلمہ نصیب ہوتا ہے، یعنی ایمان پر موت آتی ہے اور مسواک کی برکت سے روح کے نکلنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔

پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں

حدیث ۱۲۰۳:-

وعن أَبِي هريرة (رضی اللہ عنہ) عن النبيِّ ﷺ قَالَ: ((الفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الفِطْرَةِ: الخِتَانُ، وَالاسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الإبطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

((الاستحْدَادُ)): حَلْقُ العَانَةِ، وَهُوَ حَلْقُ الشَّعرِ الَّذِي حَولَ الفَرْجِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:– حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، ختنہ کرنا، زیرِ ناف بالوں کی صفائی کرنا، ناخنوں کو کاٹنا، بغل کے بالوں کو اکھاڑنا، اور مونچھوں کو کتروانا۔

افادات:– جیسا کہ شروع میں بتلایا تھا، فطرت کا معنیٰ حضراتِ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا طریقہ اور سنّت ہے۔ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں:-

۱:- اَلخِتَانُ: ختنہ کرنا۔ مرد کی شرم گاہ میں آگے ایک زائد چمڑی ہوتی ہے جس کو کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ آگے کا حصہ کھل جائے؛ اسی کو ختنہ کرنا کہتے ہیں۔ یہ سنّت ہے اور انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے طریقوں میں سے ہے۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنی ختنہ اسّی (۸۰) سال کی عمر میں کی تھی، جیسا کہ بخاری شریف میں روایت موجود ہے۔

۲:- وَالاِسْتِحْدَادُ: زیرِ ناف بالوں کی صفائی کرنا۔ ناف کے نیچے اور شرمگاہ کے اوپر، اور دونوں شرم گاہ کے آس پاس کے بالوں کی صفائی کرنا تاکہ استنجاء میں کوئی دشواری نہ ہو، اور اس کی وجہ سے بال بھی ملوّث ہو کر آدمی کے لئے مزید ناپاکی کا ذریعہ نہ بنیں۔ ان بالوں کی صفائی اُسترے کے ذریعہ، یا پاؤڈر اور صابن وغیرہ استعمال کر کے کی جاسکتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ناخن کاٹنے کی ترتیب

۳:- وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ: ہاتھ اور پاؤں؛ دونوں کے ناخنوں کو کاٹنا حضراتِ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنّت ہے۔

ناخن کاٹنے کی ترتیب کے سلسلہ میں صریح طور پر کوئی روایت نہیں ہے، ہاں! بزرگوں نے ترتیب بتلائی ہے، ہاتھوں کے ناخن میں دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت کا ناخن پہلے کاٹا جائے، پھر بیچ والی بڑی انگلی، پھر اس کے برابر والی، پھر اخیر والی چھوٹی انگلی۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی، پھر اس کے بعد والی، پھر درمیانی بڑی انگلی، پھر اس کے بعد والی، اس کے بعد بائیں ہاتھ کا انگوٹھا، پھر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا۔ عام طور پر فقہ کی کتابوں میں ناخن تراشنے کی یہی ترتیب لکھی ہے۔

پیروں کے ناخنوں میں دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کیا جائے، پھر بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

بغل کے بال اُکھاڑنا

۴:- وَنَتْفُ الإِبِطِ: بغل کے بالوں کو اُکھاڑنا۔ بغل کے بالوں میں اصل تو اُکھاڑنا ہی ہے، اس کی وجہ سے بغل میں بدبو بھی نہیں رہتی، اور دوبارہ بال دیر سے نکلتے ہیں، اور مونڈنے کے نتیجہ میں بال جلدی نکل آتے ہیں اور بال سخت بھی ہوجاتے ہیں، جبکہ اُکھاڑنے کے نتیجہ میں سخت نہیں ہوتے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لیکن اگر کسی آدمی کو عادت نہ ہونے کی وجہ سے اُکھاڑنا دشوار ہو تو مونڈ لیا کرے، مونڈنے سے بھی سنّت حاصل ہو جائے گی ایک مرتبہ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) بغل کے بال مونڈ رہے تھے، ایک آدمی نے کہا کہ اصل بغل کے بال اُکھاڑنا ہے، تو امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: اصل تو اس کا اُکھاڑنا ہی ہے لیکن ہم کمزوری کی وجہ سے اُکھاڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تو مونڈ رہے ہیں۔

مونچھوں کا کتروانا

۵:- وَقَصُّ الشَّارِبِ: مونچھوں کا کتروانا بھی سنّت ہے۔ اب مونچھوں کے کترنے کے سلسلہ میں ایک طریقہ تو یہ بتلایا گیا ہے کہ اتنی مونچھ لے لی جائے کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ بالکل کھل جائے، اس صورت میں کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہو گی۔ دوسرا طریقہ یہ بتلایا گیا ہے کہ مونچھوں کو اتنی کترے کہ جیسی بھویں ہوتی ہیں اُتنی مونچھیں رہ جائیں۔ اور تیسرا طریقہ جس کو بہتر قرار دیا ہے کہ اس طرح کترے کہ وہ بالکل صاف ہو جائے، مونڈنے کو پسند نہیں کیا گیا، اگرچہ احناف کے یہاں مونڈنا بھی جائز ہے، مکروہ نہیں۔ امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) مونچھوں کے مونڈنے کو مکروہ بتلاتے ہیں، لیکن حنفیہ کے یہاں مونڈنا جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ قینچی سے اس انداز سے کترا جائے کہ مونڈنے جیسی صاف ہو جائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور مونچھوں کے کنارے کے حصے اگر باقی رکھے جائیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اپنی مونچھوں کی صفائی میں دونوں طرف کے کنارے کو باقی رکھتے تھے۔ ویسے بھی مونچھوں کے کترنے کا مقصد یہ ہے کہ کھانے پینے میں دشواری نہ ہو، تو دونوں کناروں کو باقی رکھنے سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اس لیے اس کی اجازت دی گئی ہے۔

اور مدّت کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ آٹھ دن میں ناخن تراش لیتے تھے، پندرہ دن میں تراشنے کی بھی گنجائش ہے، چالیس دن سے پہلے پہلے ان ساری چیزوں کی صفائی کر لینی چاہیے، چالیس دن سے زیادہ تک چھوڑے رکھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں آدمی گنہگار ہوگا۔

دس چیزیں انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنّت ہیں

حدیث ۱۲۰۴:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت قَالَ رسول الله ﷺ: ((عَشْرٌ مِنَ الفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ المَاءِ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ البَرَاجِمِ، وَنَتفُ الإِبْطِ، وَحَلْقُ العَانَةِ، وَانْتِقَاصُ المَاءِ)) قَالَ الرَّاوِي: وَنَسِيْتُ العَاشِرَةَ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ المَضمَضَةُ.

قَالَ وَكِيعٌ -وَهُوَ أَحَدُ رُوَاتِهِ- انْتِقَاصُ المَاءِ: يَعْنِي الاسْتِنْجَاء. (رواہ مسلم)

((البَرَاجِم)) بالباء الموحدةِ والجيم: وهى عُقَدُ الأَصَابعِ.

وَ((إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ)) مَعْنَاهُ: لاَ يَقُصُّ مِنْهَا شَيْئاً.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:-- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت (یعنی انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنّت) میں سے ہیں: ۱۔ مونچھوں کو کترنا، ۲۔ ڈاڑھی کو بڑھانا (البتہ ایک مُشت سے زیادہ ہو تو اس زائد حصہ کو کترا جاسکتا ہے) ۳۔ مسواک کرنا، ۴۔ (وضو اور غسل میں) ناک میں پانی ڈالنا (وضو میں ناک میں پانی ڈالنا سنّت ہے اور غسل میں فرض ہے) ۵۔ ناخن تراشنا، ۶۔ جوڑوں کو دھونا، ۷۔ بغل کے بالوں کو اُکھاڑنا، ۸۔ زیرِ ناف بالوں کو مونڈنا، ۹ پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے بھی صفائی کا اہتمام کرنا (صرف پانی استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے) اس روایت کے نقل کرنے والے راوی کہتے ہیں کہ دسواں کیا فرمایا وہ میں بھول گیا لیکن غالب گمان یہ ہے کہ وہ کلّی کرنا ہے (اس لیے کہ منھ کی صفائی بھی انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنتوں میں سے ہے۔ اور کلّی وضو میں تو سنّت ہے، لیکن غسل میں فرض ہے۔)

افادات:-- "إِسْتِنْشَاق" کا مطلب یہ ہے کہ چلّو میں پانی لے کر ناک کے قریب لے جاکر زور سے سانس لے کر پانی کو اوپر کھینچنا پھر نکالنا تاکہ ناک کی صفائی ہو جائے؛ اس کو "اسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ" کہتے ہیں، یہ بھی انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا طریقہ ہے

"غَسْلُ الْبَرَاجِمِ" "بَرَاجِمْ، بُرْجُمَةٌ" کی جمع ہے، انگلیوں کے جوڑ جہاں عام طور میل جم جاتا ہے، لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ انگلیوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بدن میں جہاں جہاں بھی جوڑ ہیں، وہ اگر وضو والے اعضاء ہے تو وضو میں، اور غسل میں تو پورے بدن کو دھونا ہی ہوتا ہے، لہٰذا ان تمام جوڑوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ دھونا تاکہ میل اگر ہو تو وہ صاف ہو جائے، یہ بھی سنّت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضراتِ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) صفائی کی بہت زیادہ تاکید فرماتے ہیں، اس لیے ان جگہوں کی صفائی کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیے جہاں میل جمنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، اسی لئے اس کو الگ سے بیان کیا ہے۔

مونچھیں صاف کرو، ڈاڑھی بڑھاؤ

حدیث ۱۲۰۵:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) عن النبیِّ ﷺ قَالَ: ((أحفُوا الشَّوَارِبَ، وَأعْفُوا اللُّحیٰ)) (متفقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھوں کو صاف کرو، اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ۔

افادات:- ایک روایت میں آتا ہے کہ مونچھوں کو بڑھانا مجوس کا طریقہ ہے، تم ان کی مخالفت کرو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو مونچھوں کو بڑھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ڈاڑھی کا بڑھانا نبیوں کا طریقہ ہے۔ ڈاڑھی کو بڑھانا واجب ہے اور اسلام کا شعار ہے، اور ڈاڑھی کو مونڈنا، یا ایک مشت سے کم کرنا حرام اور ناجائز ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے

جب نبی کریم ﷺ نے دعوتِ اسلام دینے کے واسطے کسریٰ شاہِ ایران کے نام خط بھیجا تھا جس کو پڑھنے کے بعد اس کو بڑا غصّہ آیا اور کہنے لگا کہ میری رعیت کا ایک آدمی مجھے اس طرح برابر کا خطاب کرتا ہے، اس زمانہ میں یمن کا علاقہ ایران کے ماتحت تھا اور اس کو خراج ادا کیا کرتا تھا، تو کسریٰ نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ تم اس آدمی کو گرفتار کرنے کے لئے جن کا میرے پاس خط آیا ہے دو آدمی بھیجو۔ لہٰذا دو پہلوان قسم کے آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس اسی مقصد سے بھیجے گئے، اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر آپ ﷺ کو ایسی ہیبت عطا فرما رکھی تھی کہ جب وہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ پر نظر پڑتے ہی ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ دونوں کانپنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: تم دونوں کون ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ انہوں نے مقصد بتلایا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا آقا جس کے حکم سے تم یہاں بھیجے گئے ہو، آج رات اس کے بیٹے نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ چناں چہ انہوں نے تاریخ نوٹ کر لی، اور اسی کے مطابق ہوا تھا کہ وہ قتل کر دیا گیا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ ان کی ڈاڑھیاں مونڈی ہوئی ہیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں تو آپ ﷺ نے ناگواری کے ساتھ اپنا چہرہ ان کی طرف سے پھیر لیا، حالاں کہ وہ دونوں مسلمان نہیں تھے۔ پھر حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اپنی شکل کیوں بگاڑ رکھی ہے کہ ڈاڑھیاں مونڈ رکھی ہیں اور مونچھیں بڑھا رکھی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہمارے رب (یعنی کسریٰ) نے ہم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کو ایسا ہی حکم دیا ہے۔اس پر حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کترواؤں۔

تو دیکھئے! وہ دونوں مسلمان نہیں تھے پھر بھی نبیٔ کریم ﷺ نے ان کی ایسی شکل وصورت سے ناگواری کا اظہار فرمایا۔اس لیے ڈاڑھی رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، یہ اسلامی شعار ہے اور نبیٔ کریم ﷺ بلکہ تمام انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا طریقہ اور سنّت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ تَأْكِيْدِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

زکوٰۃ کے واجب ہونے کا مؤکد اور پختہ ہونا

اس کی فضیلت اور اس سے متعلق دوسری چیزوں کا بیان

اس باب میں زکوٰۃ کے فضائل کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں اس کے بے شمار فضائل موجود ہیں ان میں سے چند روایتیں اس باب میں پیش کی ہیں۔

زکوٰۃ فرائضِ اسلامیہ میں سے ایک فریضہ ہے، قرآنِ پاک میں جگہ جگہ نماز کے ساتھ اس کو بھی ادا کرنے کا تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے، جہاں اہلِ ایمان کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہاں اکثر ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ. يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ﴾ ساتھ ساتھ آیا ہے، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، وہ لوگ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کی تفصیلات قرآنِ پاک میں نہیں آئیں، بلکہ نبی کریم ﷺ نے بتلائی ہیں، لیکن نفسِ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم قرآنِ پاک میں بے شمار مقامات پر آیا ہے، اور یہ اسلام کے فرائض میں سے ایک بنیادی فریضہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

زکوٰۃ عربی زبان کالفظ ہے جس کا ترجمہ بڑھنااور پاک ہوناہوتا ہے۔ چوں کہ زکوٰۃ کی نیت سے اپنے مال کی مقدار میں سے ڈھائی فی صد نکالنادوسرے مال میں زیادتی اور بڑھوتری کااور بقیہ مال کی پاکیزگی کاذریعہ بھی بنتاہے،اس لئے اس کوزکوٰۃ کانام دیاگیاہے۔

زکوٰۃ کے بنیادی مسائل

زکوٰۃ کے سلسلہ میں کچھ بنیادی مسائل ہیں:-

ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر آدمی پرزکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ نماز اورروزہ کا معاملہ توایسا ہے کہ جو بھی بالغ ہو،چاہے مرد ہویاعورت، امیر ہویافقیر،مسافرہویامقیم؛اس پر نماز اورروزہ فرض ہے، لیکن زکوٰۃ کے سلسلہ میں شریعت کی طرف سے ایک مقدار متعین کی گئی ہے جس کو نصاب کہتے ہیں کہ وہ مخصوص آدمی جو مخصوص مقدار کا مخصوص زمانہ تک مالک بنے؛تب ہی اس پرزکوٰۃ فرض ہوگی، ورنہ نہیں۔

پھر نصاب میں بھی شریعت نے بتلایاہے کون سے مال میں زکوٰۃ فرض ہوگی،ہر طرح کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ پھر کب فرض ہوگی وہ بھی بتلایاہے۔ چناں چہ غنی یعنی مالدار پرزکوٰۃ فرض ہوتی ہےاوراس پر بھی زکوٰۃ فرض ہونے کاایک نصاب بتلایاگیاہے کہ اگر چاندی ہوتواُس زمانہ کے حساب سے دوسو درہم ہوں۔ اوردوسو درہم کی مقدار ہمارے پُرانے وزن کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہوتی ہے، اور نئے وزن کے اعتبار سے ۳۵ / ۶۱۲ گرام ہوتی ہے۔ اوراگر سوناہوتو قدیم زمانہ کے حساب سے ۲۰/ مثقال ہوتاہے،اورایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کاہواکرتاتھا،لہٰذا ۲۰/ مثقال ہمارے پُرانے وزن کے حساب سے ساڑھے سات تولہ ہوتاہے۔

تولہ کے سلسلہ میں ایک ضروری وضاحت

اوردیکھو!تولہ کالفظ آج کل بھی بولاجاتاہےاور آج کل دس گرام کوتولہ کہتے ہیں، لیکن زکوٰۃ کے نصاب میں یہ وزن مراد نہیں ہے۔دراصل تولہ کالفظ لوگوں کی زبان پرچڑھاہوا تھااور ایک پُرانی اصطلاح چلی آرہی تھی جو نیاوزن آنے کے بعد بھی باقی رہی،ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ گرام ایک الگ وزن ہے جواعشاریہ وزن سے تعلق رکھتاہے۔اورتولہ ایک الگ وزن ہے جس کاگرام کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے، لیکن لوگ پُرانے وزن کے عادی ہونے کی وجہ سے تولہ بولتے ہیں۔اب نئی نسل جو آئی اس کوتولہ سے کوئی لینادینا نہیں ہے، پُرانے لوگ تولہ جانتے تھے۔اورآج کل دس گرام کوتولہ بولتے ہیں،ورنہ حقیقت میں دس گرام تولہ نہیں ہے،تولہ کااصلی وزن پُرانے حساب سے بارہ ماشہ ہوتاہے۔ اور گرام کے اعتبار سے تقریباًساڑھے گیارہ گرام ہوتاہے۔خلاصہ یہ ہواکہ ساڑھے سات تولہ بول کراگر آج کل کے حساب سے وزن دیکھیں گے توپچھتر (۷۵) گرام ہوجائے گا،جو صحیح نہیں ہے۔آج کل کے گرام کے وزن کے اعتبار سے ۴۹۰ / ۸۷ گرام وزن ہوتاہے۔خیر!یہ توچاندی اور سونے کا نصاب ہوا۔

اس کے علاوہ جانوروں میں بھی زکوۃ کا نصاب ہے۔چوں کہ اُس زمانہ میں ان علاقوں میں جانوروں کوپالنے کارواج تھا تو اس کے لئے ایک مستقل نصاب شریعت نے بتلایاہے، اب ہمارے یہاں وہ چیزرائج نہیں ہے۔اور جانوروں کی زکوۃ کی تفصیل میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ وہ پالے گئے ہوں، اور ساتھ ہی ساتھ سال کا اکثر حصہ وہ عام زمین میں مفت کاچر پھر کر کھاتے ہوں، تواس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے۔ اوراگر اس کو مالک خود چارہ لا کر کھلاتا ہے تواس صورت میں اس پر زکوۃ نہیں ہے، چاہے وہ پالے ہوئے جانور کتنی ہی مقدار میں کیوں نہ ہوں۔ہاں! اگر تجارت کاسامان ہے تو اس میں زکوۃ آئے گی، جس کومالِ نامی یعنی بڑھنے والا سامان کہا گیاہے۔

خلاصہ کلام

اب ہمارے ماحول میں کن کن چیزوں میں زکوۃ واجب ہے،اس کو اگر آپ کو مختصر طور پر سمجھنا ہو تویوں سمجھیے کہ (۱)سونا(۲) چاندی (۳)نقد روپیہ (۴) اور تجارت کاسامان؛ یہ کل چار چیزیں ہو جائیں گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

سونا چاندی اور روپیہ کا نصاب

اب سونا اور چاندی تو ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں تجارت کی نیت ہو یا نہ ہو؛ ویسے ہی آپ نے جمع کر کے رکھا ہو، یا عورتوں نے زیور کے طور پر خریدا ہو، تب بھی اس میں زکوۃ فرض ہوتی ہے اگر اس کے نصاب کی مقدار کا ہو۔

اور روپیہ پیسہ اگر اتنا ہو جو سونے اور چاندی کے نصاب کی کم سے کم مقدار کو پہنچ جائے۔ آج کل سونے کے مقابلہ میں چاندی سستی ہے، اس لئے چاندی کا جو نصاب چھ سو بارہ اعشاریہ پینتیس (۳۵/ ۶۱۲) گرام ہے، جس کی قیمت پچپن (۵۵) روپیہ گرام کے حساب سے چونتیس (۳۴) ہزار کے قریب میں نصاب پورا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر کسی کے پاس کم سے کم چونتیس (۳۴) ہزار روپیہ ہوں اور اس پر کسی طرح کا قرض بھی نہیں ہے، اور دیگر ضرورتوں سے فارغ ہے؛ تو اس پر زکوۃ فرض ہو جائے گی۔

(۱) یہ قیمت اُس دن کی ہے۔

تجارت اور بیوپار کا سامان

دیکھو! بیوپار اور تجارت کا لفظ جب ہم بولتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس کا ایک خاص مفہوم آتا ہے کہ آدمی کوئی دوکان کھول کر بیٹھا ہو اور بیچنے کے لیے مال لایا ہو۔ یہاں زکوۃ کے معاملہ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تجارت کا سامان وہ کہلائے گا جو خریدتے وقت بیچنے کی نیت سے خرید اگیا ہو، چاہے دوکان لے کر نہ بیٹھا ہو۔ مثلاً: آپ نے زمین کا ایک پلاٹ خریدا، اورآپ کی نیت یہ ہے کہ اگر نفع ملے گا تو اس کو بیچ دوں گا؛ تو آپ کا یہ پلاٹ تجارت کا سامان کہلائے گا چاہے آپ ظاہری اعتبار سے لوگوں کی نگاہوں میں زمین کے تاجر نہیں ہیں۔ یا مثلاً آپ نے کوئی مکان خریدا اور خریدتے وقت آپ کی نیّت یہ تھی کہ اگر نفع ملے گا تو اس کو بیچ دوں گا؛ تو یہ تجارت کا سامان کہلائے گا۔ یا مثلاً: آپ نے کوئی گھڑی خریدی، اورآپ کی نیت یہ تھی کہ اگر دو پیسے ملیں گے تو میں اس کو بیچ دوں گا؛ تو چاہے آپ گھڑی کی دوکان کھول کر نہیں بیٹھے ہیں، اس کے باوجود آپ تاجر کہلائیں گے۔

ایک غلط فہمی کی وضاحت

یہ بات یاد رکھئے، خاص کر پلاٹ، مکان وغیرہ کے معاملہ میں تو بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں جب وہ اپنے زائد پیسوں سے زمین یا مکان وغیرہ خریدتے ہیں تو اسی نیّت سے خریدتے ہیں کہ جب زیادہ نفع ملے گا تو اسے بیچ ڈالیں گے، اوران کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میرے پاس جو پلاٹ ہے وہ تجارت کا ہے وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں کہاں اس کا تاجر ہوں۔ تو شریعت کی نگاہ میں جو چیز خریدتے وقت بیچنے کی نیت ہو تو آپ اس کے تاجر کہلائیں گے، اس لئے کہ تجارت نام ہی خرید و فروخت کا ہے۔ اسی لئے جو چیز آپ کے گھر میں پیدا ہوئی اس میں نیت بیچنے کی ہو تب بھی وہ تجارت نہیں ہے، جیسے: ایک کسان آدمی ہے، اس کے کھیت میں چاول ہزار دوہزار کونٹل کی پیداوار ہوئی،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس کی نیت ہوئی کہ میں اس کو بیچوں گا،تو یہ چاول تجارت کا سامان نہیں ہے، اس لئے کہ اس نے خریدا نہیں ، بلکہ اس کی زمین میں یہ پیدا ہوا ہے اب اگر یہ چاول دوسال بھی اس کے گھر میں پڑا رہے، تو اس پر ایک پائی بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی، ہاں ! بیچنے کے بعد جب نقد پیسے آئیں گے تو اس کا مسئلہ میں نے بتادیا۔ تو معلوم ہوا کہ جو چیز خریدتے وقت ہی بیچنے کی نیت ہو، چاہے بیچنے کی نیت سے مٹّی ہی خریدیں؛ تو یہ تجارت کا سامان ہے۔ اس تفصیل کو اگر آپ سمجھ لیں تو زکوٰۃ کے حساب کو سمجھنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔

بہر حال ! سونا، چاندی، نقد روپیہ اور تجارت کا سامان؛ ان چار مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے پاس پیسے زیادہ ہوتے ہیں تو ان پیسوں کو نقد محفوظ رکھنے کے بجائے اس سے سونا یا چاندی خرید لیتے ہیں، یا زیورات کے طور پر محفوظ کرتے ہیں تو ان میں تو زکوٰۃ آتی ہے۔ لیکن اگر کسی نے ہیرے خریدے، تو ہیرے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں ! اگر بیچنے کی نیّت سے خریدے ہیں تو تجارت کا سامان ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض ہو گی، ورنہ نفس ہیرے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کوئی آدمی اگر یوں کہے کہ یہ سونے سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے، یا آج کل پلاٹینم خرید لیا جو سونے سے بھی زیادہ قیمتی دھات ہے، لیکن اس کے باوجود بیچنے کی نیت نہیں ہے تو اس صورت میں وہ تجارت کا سامان نہیں ہے، اور یہ سونا چاندی نہیں ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔ میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ کون سے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ تو بتلادیا کہ وہ چار قسم کے اموال ہوئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہ کتنی مقدار میں ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ اس لئے کہ اگر کسی کے پاس سونا ہے لیکن ایک ہی تولہ ہے، یا چاندی ہے لیکن فقط دو چار تولے ہیں۔ یا روپیہ پیسے ہیں لیکن دو پانچ ہزار ہیں؛ تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ ان میں ایک مقدار ہے جو ابھی میں نے بتلائی، اور اس پر بھی جب پورا سال گزر جائے۔ آپ کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے، لیکن سال پورا ہونے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نکل گئے، چاہے خرچ ہو گئے یا چوری ہو گئے یا جو بھی ہوا؛ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ تو سال کا بھی پورا ہونا ضروری ہے۔ تو جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی ہے اس مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فی صد ادا کرے، لیکن پورا حساب کر کے نکالنا ضروری ہے۔

زکوٰۃ دراصل امتحان

جو لوگ صاحبِ نصاب ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ سمجھتے ہوئے پوری خوش دلی کے ساتھ ادا کریں، اس کو اپنے اوپر بوجھ اور بار سمجھتے ہوئے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہم سے مال کا مطالبہ کیا، وہ تو بڑا غنی ہے لیکن اس نے ہم سے مانگا کہ میرے دیے ہوئے مال میں سے دو۔ اس میں بھی دراصل بندہ کا امتحان ہوتا ہے، جیسے: باپ اپنے چھوٹے بچّے کو سو یا پانچ سو روپیہ کا نوٹ دے، پھر وہی اس بچّے سے کہے کہ: بیٹا! لاؤ، مجھے دس روپیہ دو، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باپ دس روپیہ کا محتاج ہے، بلکہ باپ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس بیٹے کو میرے ساتھ کتنا تعلق ہے، میرے مانگنے پر وہ مجھے کتنا دیتا ہے، میرے کہنے پر خرچ کرنے پر کتنا آمادہ ہے۔ در حقیقت اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تعالیٰ کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبدیت وبندگی کا جو تعلق ہے اس کو جانچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام دئے گئے ہیں کہ اپنے مال میں سے اتنا نکالو جس میں بندہ کا امتحان ہوتا ہے۔

گاہک کے دل میں داعیہ پیدا کرنے والا کون؟

حالاں کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا دیا ہوا ہے۔لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ میں دوکان لے کر شام تک بیٹھتا ہوں، میں فیکٹری میں اتنی محنت کرتا ہوں، میں کھیتی باڑی میں اتنی محنت کرتا ہوں، صبح سے شام تک ہل چلاتا ہوں، بیج بوتا ہوں، یہ میری محنت کی کمائی ہے، حالاں کہ یہ سب صرف ذرائع اور اسباب ہیں، دینے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، آپ تو زمین کے اندر بیج ڈالنے کے بعد اپنے ہاتھ کٹوا چکے، زمین میں بیج ڈالنے کے بعد پھر اندر سے کونپل نکال کر اس کو بڑھانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ آپ دُکان لے کر بیٹھے ہیں تو آپ کا کام تو اتنا ہی ہے کہ دکان کھول کر بیٹھیں، آگے کسی کو ڈنڈا مار کر خریدنے کے لئے زبردستی کیا آپ لا سکتے ہیں؟ گاہک کے دل میں خریدنے کا جذبہ کس نے پیدا کیا؟ اس گاہک کو آپ کی دُکان پر کس نے بھیجا کہ وہ پیسے لے کر آئے اور آپ کی دکان ہی سے وہ چیز خریدے؟ ہم اور آپ دیکھتے رہتے ہیں کہ دو دُکاندار پڑوس پڑوس میں ہوتے ہیں، لیکن ایک کی دُکان خوب چل رہی ہوتی ہے اور دوسرے کی نہیں چلتی؛ حالاں کہ دونوں کے پاس ایک ہی کمپنی کا ایک ہی جیسا مال ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ پڑوس والا اس کو کم قیمت پر دینے کے لئے تیّار ہوتا ہے، پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بھی لوگ اس کے پاس نہیں جاتے، اور دوسرے کے پاس سے زیادہ قیمت دے کر بھی خریدتے ہیں۔ تو اس کی دُکان سے خریدنے کا لوگوں کے دلوں میں داعیہ پیدا کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تو حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے اس میں آدمی کی صلاحیت کو کچھ بھی دخل نہیں ہے، محض اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے اور اُسی کا دیا ہوا ہے، جن لوگوں کو یہ خیال ہے یا اپنے متعلق یہ خوش فہمی ہے کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے اس میں میری صلاحیت کو دخل ہے، جس کو قرآنِ پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ بندے کو جب اللہ تعالیٰ کی نعمت کے طور پر کوئی چیز ملتی ہے تو اس کی عادت ہوتی ہے کہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ میں اس کا حقدار تھا، میں نے محنت کی ہے، مجھ میں صلاحیت ہے، میں نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا تو یہ تو مجھ کو ملنا ہی چاہیے، حالاں کہ ایسی بات نہیں ہے، بہت سی مرتبہ صلاحیت والوں کی ساری صلاحیتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور بغیر صلاحیت والے آگے نکل جاتے ہیں۔

مدار اگر عقل پر ہوتا تو... / ایک واقعہ

حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لطیفہ کے طور پر ایک قصہ بیان فرمایا ہے، ایک مرتبہ ایک آدمی سفر میں جارہا تھا، اونٹ پر دو بوریاں لادی ہوئی تھیں، راستہ میں پڑھے لکھے سمجھ دار قسم کے ایک صاحب مل گئے، انہوں نے پوچھا: بھائی! ان دونوں بوریوں میں کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک بوری میں تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گیہوں ہیں، اور دوسری میں ریت بھر رکھا ہے۔ پوچھا: ریت کیوں بھر رکھا ہے؟ دنیا میں ریت کی کیا کمی ہے کہ لادے جارہے ہو؟ اس نے کہا: ایک طرف تو گیہوں ہیں دوسری طرف کچھ نہیں تھا، اب توازن برابر رہے اس لیے ریت بھرا ہے۔ انہوں نے کہا: بیلنس کے لئے ایسا بھی کرسکتے تھے کہ اس بوری میں جتنے گیہوں ہیں، اس کے آدھے ایک طرف اور بقیہ آدھے دوسری طرف رکھ دیتے تب بھی بیلنس برابر ہو جاتا۔ اونٹ کا بوجھ کم ہو جاتا اور یہ تیز بھی چلتا، اس طرح سفر بھی جلدی پورا ہو جاتا۔ چناں چہ اس نے اس کے کہنے کے مطابق ریت والی بوری خالی کردی اور گیہوں آدھے آدھے کردیئے۔ پھر یہ دیہاتی اپنے جی میں سوچنے لگا کہ اس نے اتنا اچھا اور عمدہ مشورہ دیا، معلوم ہوتا ہے کہ بہت سمجھ دار آدمی ہے، لہٰذا اس کے پاس تو بہت کچھ مال ہوگا۔ چناں چہ وہ اپنے جی میں سوچنے لگا کہ میرے سو گائیں ہیں تو اس کے پاس تو زیادہ ہی ہوں گی۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے پوچھا: بھائی صاحب! آپ کے پاس گائیں کتنی ہیں؟ اس نے جواب دیا: ایک بھی نہیں ہے۔ پوچھا: اچھا! تو بکریاں کتنی ہیں؟ اس نے کہا: ایک بھی نہیں۔ پوچھا: زمین کتنی ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں ہے۔ خود اپنے پاس جو کچھ تھا ان سب کا باری باری پوچھا، اور اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میرے پاس ان سب چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ تو اب یہ سوچنے لگا کہ اتنا عقلمند ہے اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، لہٰذا یہ تو بڑا منحوس آدمی ہے پھر کہنے لگا کہ میں تیری بات پر عمل نہیں کروں گا۔ شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ روزی کا مدار اگر عقل اور صلاحیتوں پر ہوتا تو دنیا میں جتنے بھی کم عقل ہیں وہ سب بھوکے مرتے حالاں کہ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پاس پیسہ زیادہ ہوتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

خلاصہ یہ ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دی ہوئی نعمت میں سے صرف ڈھائی فیصد کا مطالبہ کیاہے، باقی ساڑے ستانوے فیصد ہمارے پاس رہتاہے، اگر اُدھر سے یہ مطالبہ ہوتا کہ ساڑے ستانوے ہم کو دیدو، اور ڈھائی اپنے پاس رکھو؛ تب بھی صحیح تھا، لیکن یہ اس کا کرم ہے کہ معمولی مقدار کا مطالبہ کیا، اور وہ بھی سال میں ایک مرتبہ، اور وہ بھی اس مال میں جس پر سال گزرا ہو۔ اگر درمیان میں خرچ ہوگیا تو اب مطالبہ نہیں ہے۔ اور آج کل ہمارے یہاں تو ایسا قانون ہے کہ مال ہمارے ہاتھ میں آئے کہ فوراً اس میں سے ٹیکس کاٹ کر وصول کرلیا جاتا ہے۔

عبادات کا فلسفہ

اسی لئے فقہاء نے لکھاہے کہ عبادات میں شریعت نے خصوصی رعایتیں دے رکھی ہیں۔ جو مالی عبادتیں ہیں جیساکہ زکوۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی؛ اس میں ایسی شرطیں رکھی ہیں تاکہ آدمی آسانی کے ساتھ ان کو ادا کرسکے۔ جو آدمی زکوۃ نکالتاہے وہ اللہ کے واسطے نکالتاہے، اس لئے کہ عبادت نام ہے بندہ کا اللہ تعالیٰ کے حضور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنا۔ اس لئے کہ عبادت کا حقدار اللہ تعالیٰ ہی ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔ تو مال جو نکالا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے نکالا جائے گا۔ اسی لئے کتابوں میں یہ مسئلہ لکھاہے، بلکہ بعض روایتوں میں بھی موجود ہے کہ آپ فقیر کو زکوۃ کے طور پر جو مال دیتے ہیں، وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتاہے، اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے فقیر کے پاس آتاہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیا اور اللہ تعالیٰ نے فقیر کو دیا۔ اس لئے کہ آپ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ مال نکالا تھا۔ اب آپ پوچھیں کہ اللہ کے واسطے نکالا ہے، تو کہاں دیں؟ تو قرآنِ پاک ہی میں اللہ تعالیٰ نے بتلادیا ہے کہ فلاں فلاں جگہ دو، اگر وہاں دیدوگے تو یوں سمجھا جائے گا کہ گویا تم نے ہمارے یہاں جمع کرادیا۔

فقیر کا ویسا احترام کیوں نہیں؟

اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ فقیر کو جب مالِ زکوٰۃ دیا جائے تو دل میں اس کی تحقیر اور تذلیل نہیں ہونی چاہیے۔ دیکھئے! ہم نماز کو مسجد میں ادا کرتے ہیں، مسجد ایک اسلامی فریضہ نماز کی ادائیگی کی جگہ ہے، تو ہم اس کا کتنا احترام کرتے ہیں؟ حالاں کہ یہ پتھر کی بنی ہوئی ایک عمارت ہے جہاں نماز (جو اللہ تعالیٰ کا ایک فریضہ ہے) ادا کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کی ادائیگی کی جگہ ہونے کی وجہ سے اس کی عظمت اور عزّت اتنی بڑھ گئی، اس کے بڑے آداب ہیں جن کی رعایت کی جاتی ہے، ہمارے دلوں میں اس کا احترام ہے، لیکن ایک فقیر کا ویسا احترام نہیں ہے، حالاں کہ وہ تو انسان ہے، اور یہ بھی ایک عبادت ادا کرنے کا محل اور مقام ہے، لہٰذا اس کا تو اور زیادہ احترام ہونا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

زکوٰۃ کے اسلامی نظام کا فائدہ

جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے ان کے متعلق آج کل جو تحقیر کے جذبات پائے جاتے ہیں، درحقیقت یہ چیز پیدا نہ ہونے پائے اسی لئے اسلام نے زکوٰۃ کا ایک نظام بنایا تھا، اور وہ یہ تھا کہ آپ اپنی زکوٰۃ کو سرکاری خزانہ میں جمع کرادیں، وہاں سے مستحقین کے پاس جائے، اس صورت میں دینے والے کو بھی پتہ نہ چلے کہ ہماری زکوٰۃ کس کے پاس گئی ہے، اور لینے والوں کو بھی پتہ نہ چلے کہ ہمارے پاس جو مال آیا ہے وہ کس کا نکالا ہوا ہے، اگر وہ نظام چلے تو پھر آج کل جو گڑبڑیں ہو رہی ہیں اس کی نوبت ہی نہ آئے۔

زکوٰۃ پر وعدے

بہر حال! زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا ایک فریضہ ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار وعدے ہیں۔ مال کی حفاظت، مال میں برکت، زیادتی اور بڑھوتری، مال کی پاکیزگی کہ اس کی ادائیگی کے نتیجہ میں دل میں پاکیزگی آتی ہے، بخل اور دوسرے رذائل سے دل پاک صاف ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کی ادائیگی کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

دوسری آیت ہے: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا۟ الزَّكَاةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم دیا گیا ہے کہ خالص اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کے لئے عبادت کریں، اورسب طرف سے رُخ پھیر کرایک اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہوں، اور نماز قائم کریں اورزکوٰۃ اداکریں؛یہی یقین والوں کاطریقہ ہے۔

تیسری آیت ہے:﴿خُذۡ مِنۡ أَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ اے نبی!آپ مسلمانوں کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کیجئے تاکہ اس کے ذریعہ سے ان کوپاک کریں،اور تزکیہ کریں۔ ﴿تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِمۡ﴾ دونوں کاایک ہی معنٰی ہے، گویااس مال کولے کربقیہ مال کوگندگی سے پاک کیاجائے۔

صاحبِ نصاب کی چند ذمہ داریاں

جولوگ صاحبِ نصاب ہیں زکوٰۃ کے سلسلہ میں ان کی چند ذمہ داریاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ زکوٰۃ کے لیے سال مقرر ہوتا ہے۔مثلاًپہلے آپ کے پاس کچھ نہیں تھالیکن آج آپ کے پاس ایک لاکھ روپیہ آیاتوآج جوتاریخ ہے، آئندہ سال اسی مہینہ کی اسی تاریخ پر آپ کے اوپرزکوۃ کی ادائیگی فرض ہوجائے گی۔ بعض لوگ رمضان ہی کولئے بیٹھے رہتے ہیں،حالاں کہ ان کو معلوم ہے کہ ہمارے پاس مال فلاں وقت آیاتھاتو اب رمضان کی وجہ سے تاخیر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ہاں!اگرکسی کویاد نہیں ہے کہ میرے پاس مال کب آیا تھااور میرازکوۃ کاوقت کب شروع ہوتا ہے،تو پھر اگر رمضان کی پہلی یادسویں کادن مقرر کردیاتوبات دوسری ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دوسرے یہ کہ زکوۃ کا پورا پورا حساب لگایا جائے، بعض لوگ ایسے ہی اندازاًز کوٰۃ نکال لیتے ہیں، حالاں کہ اندازاًنکالنے کی صورت میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیادہ نکلے، لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ جتنی مقدار واجب ہوئی ہے اس سے کم نکلے۔ اب اگر ایک روپیہ بھی کم نکلا تو گویا زکوٰۃ کا ایک روپیہ آپ کے پاس رہ گیا، اور حدیث میں آتا ہے، نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ والا مال جس مال کے ساتھ ملے گا وہ اس بقیہ مال کو بھی ہلاک کردے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ پورا پورا صحیح حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

پھر یہ کہ جہاں دیا جارہا ہے اس کی بھی پوری تحقیق کی جائے کہ وہ مستحق ہے یا نہیں۔ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ گھر میں بیٹھے ہیں اور دروازہ پر مانگنے والا آیا، تو اسی کو بغیر تحقیق کے اپنی زکوٰۃ دیدیتے ہیں۔ اورآج کل جو فقیر ہیں وہ تو پروفیشنل لوگ ہیں، حقیقت میں فقیر نہیں ہیں، اب انہیں دے کر یوں سمجھ لینا کہ ہماری ذمہ داری پوری ہوگئی؛ یہ بالکل درست نہیں ہے۔ بلکہ اپنے رشتہ داروں میں محلّے میں، اپنی بستی میں ایسے لوگ جو حقیقت میں محتاج ہیں، لیکن وہ ہاتھ نہیں پھیلاتے؛ ایسے لوگوں کو تلاش کرکے ان تک زکوٰۃ کا مال پہنچانا اربابِ اموال کی ذمہ داری ہے۔ آپ یہ نہ سمجھئے کہ مَیں توزکوٰۃ ادا کرنے کے لئے گھر سے باہر نہیں نکلوں گا، اگر کوئی میرے گھر آکر مطالبہ کرے گا تب ہی دوں گا۔ بھائی! جیسے نماز ادا کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلتے ہیں، حج ادا کرنے کے لئے نکلتے ہیں؛ اسی طریقہ سے زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے خود جائیں، تب ہی حقیقت میں اس کا حق ادا ہوا سمجھا جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اسلامی فاؤنڈیشن

حدیث ۱۲۰۶:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) أنّ رسول اللہ ﷺ قَالَ: ((بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أنْ لاَ إلهَ إلاَّ اللہ، وَأنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإقَامِ الصَّلاَةِ، وَإيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (یعنی پانچ چیزیں اسلام کے لئے فاؤنڈیشن، بنیاد اور جڑ کی حیثیت رکھتی ہیں) لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) نماز کو قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

افادات:- بس! اس روایت کو یہاں پر اسی لئے لائے ہیں کہ زکوۃ کو اسلام کی بنیاد اور جڑ بتلایا ہے۔

اگر اپنی بات میں سچا ہے تو کامیاب ہے

حدیث ۱۲۰۷:-

وعن طَلْحَةَ بن عبيد اللہ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رسولِ اللہ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ، وَلاَ نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا مِنْ رسولِ اللہ ﷺ فَإذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رسول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اللهﷺ:((خَمسُ صَلَواتٍ فی اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ:((لَا، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ)) فَقَالَ رسولُ اللهﷺ:((وَصِيامُ شَهْرِ رَمَضَانَ)) قَالَ:هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟قَالَ:((لَا،إلاَّ أنْ تَطَّوَّعَ)) قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رسول اللهﷺ الزَّكَاةَ.فَقَالَ:هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ:((لَا،إلاَّ أنْ تَطَّوَّعَ))فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ:وَاللهِ لَاأَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ.فَقَالَ رسول اللهﷺ:((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت طلحہ بن عبید اللہ(رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریمﷺ کے پاس حاضر ہوا جو نجد کا رہنے والا تھا(سفر سے آیا تھا اس لئے) بال بکھرے ہوئے پراگندہ تھے،ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ کو سن رہے تھے، لیکن وہ کیا بول رہا ہے سمجھ میں نہیں آرہا تھا(جیسے بچّہ کو کوئی چیز لانے کے لئے بھیجتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز لانا،تو وہ جاتے ہوئے پوری لسٹ بولتے ہوئے جاتا ہے تاکہ بھول نہ جائے۔اسی طرح وہ بھی سوالات پوچھنے کی نیت سے آیا تھا اس لیے وہ اپنے سوالات کو دُہرارہا تھا،اوراس کی آواز ہمیں محسوس ہورہی تھی)یہاں تک کہ جب وہ نبیٔ کریمﷺ کے قریب ہوا تو اس نے وہی سوالات زور سے کئے،اب ہم نے سنا کہ وہ حضورﷺ سے پوچھ رہا تھا کہ اسلام کیا ہے؟ نبیٔ کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:رات اور دن میں پانچ نمازیں ادا کرنا۔اس نے پوچھا:ان پانچوں نمازوں کے علاوہ اور بھی کوئی نماز میرے اوپر فرض ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا:نہیں، بس یہی پانچ نمازیں ہیں،البتہ تو اپنے طرف سے نفل کے طور پر پڑھنا چاہے تو تجھے اختیار ہے۔پ ذوالقعدہ ر حضورﷺ نے فرمایا:رمضان کے مہینہ کے روزے بھی اسلام کا ایک حصہ ہیں۔اس نے پوچھا:کیا اس کے علاوہ اور بھی روزے میرے اوپر فرض ہیں؟آپ نے فرمایا:نہیں!رمضان کے روزے فرض ہیں،اس کے علاوہ تم نفل کے طور پر رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔پھر نبیٔ کریمﷺ نے زکوۃ کا تذکرہ کیا،تو اس نے کہا:اس کے علاوہ بھی مالی عبادت میں اور کچھ ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: نہیں!البتہ تم نفل کے طور پر کچھ خرچ کرنا چاہو تو اختیار ہے(زکوۃ کے تذکرہ کی وجہ سے اس حدیث کو یہاں لائے ہیں)یہ سب سننے کے بعد وہ آدمی واپس یہ کہتا ہوا جارہا تھا:اللہ کی قسم!نہ اس میں کمی کروں گا،نہ زیادتی کروں گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضورِ اکرم ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: یہ آدمی اگر اپنی بات میں سچا ہے تو کامیاب ہے (اور جنّت میں چلا جائے گا)۔

افادات:- اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کمی نہ کرنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے، زیادتی نہ کروں گا اس پر بھی آپ ﷺ ﴿أَفْلَحَ﴾ کیوں فرمارہے ہیں؟ تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دو لفظ بولے جاتے ہیں لیکن مقصود ایک ہی ہوتا ہے، دوسرا مقصود نہیں ہوتا، جیسے: آپ خریدنے کے لئے جائیں اور دوکاندار سے قیمت پوچھیں کہ اس گھڑی کی قیمت کیا ہے؟ وہ کہے: سو روپیے۔ تو خریدنے والا کہتا ہے کہ کچھ کمی بیشی؟ تو اس سوال سے پوچھنے والے کا مطلب بیشی نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھ لیا جائے۔

مالداروں سے لے کر فقیروں کو دی جائے

حدیث ۱۲۰۸:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) أنَّ النبيَّ ﷺ بعث مُعاذاً (رضی اللہ عنہ) إلَى اليَمَنِ فقَالَ: ((ادْعُهُمْ إلَى شَهَادَةِ أنْ لَا إلهَ إلَّا اللهُ وَأنِّي رسول الله، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَأعْلِمْهُمْ أن اللهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإنْ هُمْ أطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَأعْلِمْهُمْ أنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ أغْنِيَائِهِمْ، وتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تھا(بعض حضرات کہتے ہیں کہ قاضی بنا کر بھیجا تھا)جب وہ روانہ ہو رہے تھے اس وقت حضور اکرم ﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ پہلے ان لوگوں کو اس بات کی دعوت دینا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور مَیں (حضور ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔جب وہ تمہاری اس دعوت کو قبول کر لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں،جب وہ اس پر عمل کرنے لگیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو مالداروں سے وصول کر کے فقیروں کو دی جائے گی(یہاں پر بھی زکوۃ کا تذکرہ ہے اس لئے اس روایت کو یہاں لائے ہیں۔)

وہ چیزیں جن پر جان ومال کی حفاظت کو موقوف رکھا گیا

حدیث ۱۲۰۹:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ:((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رسولُ الله، وَيُقِيمُوا الصَّلاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلاَّ بِحَقِّ الإِسْلامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے (جو مشرک ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھ جمادی اول شعبان) قتال اور جنگ کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں،اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،اور نماز قائم کریں ،اور زکوۃ ادا کریں۔جب وہ لوگ ایسا کرنے لگیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کرلیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا شروع کردیں) تو مجھ سے اپنی جانوں اورمالوں کو محفوظ کرلیں گے، ہاں !اگر اسلام کا کوئی حق باقی نکلتا ہے تو ان کی جان یا مال پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت دی گئی ہے۔اوراس بات کا حساب لینے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے اوپر ہے (کہ انھوں نے کلمہ دل سے پڑھا ہے کہ نہیں ، اور نماز حقیقت میں دل سے ادا کرتے ہیں یا دکھلاوے کے طور پر ادا کرتے ہیں)۔

افادات:- مطلب یہ کہ ایمان لے آنے کے بعد ان کی جان اور مال کو ہاتھ لگانا درست نہیں اور اب تک ان کے ساتھ قتال و جہاد کا جو حکم دیا گیا تھا وہ باقی نہیں رہے گا۔اس لئے کہ اب تو وہ خود بھی مسلمان ہو گئے ہیں، اب ان کی جان اور مال کی حفاظت کی گارنٹی دی گئی، البتہ اگر اسلام کا کوئی حق باقی نکلتا ہے تو اسلام کی طرف ان کی جان یا مال پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مثلاً: ان میں سے کسی نے کلمہ پڑھنے اور ایمان لانے کے بعد کسی مسلمان کو قتل کر دیا، تو ظاہر ہے جس کو قتل کیا ہے اس کی جان کے بدلہ میں اس کی جان لینے کا حکم دیا گیا ہے، اب یہاں پر یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ تو کلمہ پڑھنے والا ہے، اس لیے اس کو کیسے قتل کیا جائے؟ چوں کہ اس نے ایک کلمہ گو کو قتل کیا ہے اس لیے اسلام ہی نے حکم دیا ہے کہ اس کے بدلہ میں قصاص کے طور پر قتل کیا جانا چاہیے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کی جان محفوظ تھی، اس نے ایک کلمہ گو کی ناحق جان لے کر اپنی جان کی حفاظت کی جو گارنٹی ملی تھی اس کو ختم کر دیا۔

یا مثلاً ایک آدمی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کیا، تو اگر اسلامی حکومت ہو تو اس کی سزا سنگسار ہے، پتھر مار کر اس کی جان لے لیں گے، تو اس کی جان لینے کا حکم بھی اسلام ہی نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دیاہے۔مطلب یہ ہے کہ ویسے توکلمہ پڑھ لینے، نماز کو قائم کرلینے،اورزکوٰۃ اداکرنے کی وجہ سے اس کی جان اورمال محفوظ ہوجاتا ہے البتہ جن صورتوں میں اور جہاں جہاں خود اسلام ہی اس کی ان کوتاہیوں اور قصوروں،اوراس کے گناہ اورجرم کی وجہ سے اس کی جان یامال پرہاتھ ڈالنے کی اجازت دے گا،وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

﴿وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ﴾اوران کاحساب لینے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے اوپرہے۔مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتاکہ محض دکھلانے کے واسطے ظاہری طورپرانھوں نےزبان سے اقرار کرلیا ہے،یا ہمارے دکھلانے کے واسطے نمازپڑھتے ہیں ،زکوٰۃ بھی ہمارے دکھلانےواسطے اداکرتے ہیں، اندرسے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ان کے دل کاحال کیاہےوہ اللہ تعالیٰ ان سے نمٹے گا۔ہمیں اندرکی کھود کرید کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ہمیں تواس بات کاپابند بنایاگیاہے کہ ظاہری طورپراسلام کے جو احکام ہیں،اور ایک مسلمان پر اسلام کے ناطے سے جوذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو جب وہ اداکررہاہے، کلمہ کااقرار کررہاہے، نمازاداکررہاہے، زکوٰۃ اداکررہاہے؛ اب ہم ان کے ساتھ مسلمانوں والامعاملہ کریں گے،ان کی جان ومال محفوظ ہوجائے گی۔

بس!یہاں تویہ روایت اسی لئے لائے ہیں کہ جن چیزوں پر جان ومال کی حفاظت کو موقوف رکھاگیاہےان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے،جب تک زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی تب تک اس کی جان ومال محفوظ نہیں ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نمازاورزکوۃ کے درمیان فرق کرنے والے سے جنگ

حدیث ۱۲۱۰:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رسولُ الله ﷺ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ (رضی اللہ عنہ)، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ العَرَبِ، فَقال عُمَرُ (رضی اللہ عنہ): كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رسولُ الله ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إلهَ إلاَّ اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إلاَّ بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى الله)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ لأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بين الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ، فَإنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ. وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالاً كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رسولِ الله ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ. قَالَ عُمَرُ (رضی اللہ عنہ): فَوَاللهِ مَا هُوَ إلاَّ أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَقُّ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آپ کے جانشین ہوئے اور عرب کے بعض قبائل نے کفر کیا تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا: آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ جب وہ اس بات کا اقرار کرلیں تو انہوں نے اپنے مال و جان کو میری طرف سے محفوظ کرلیا، سوائے اسلامی حق کے۔ پھر ان کے اندرون کا حساب اللہ تعالیٰ کے اوپر ہے (اس کا مطلب اوپر بتلایا جاچکا ہے) حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا جنہوں نے نماز و زکوۃ کے درمیان فرق کیا ہے۔ اس لئے کہ زکوۃ مال کا حق ہے۔ اور اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں زکوۃ کے نام سے ایک رسّی بھی جو جمع کرائی جاتی تھی اگر اس کے دینے سے کوئی انکار کرے گا تو میں اس کے انکار کرنے پر اس کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب میں نے دیکھا کہ اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تعالیٰ نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے سینے کو ان کے ساتھ اس معاملہ میں جنگ کرنے کے لئے منشرح کر دیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی حق ہے (اس سے زکوٰۃ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے، اور یہ فرائضِ اسلام میں سے ایک اہم فریضہ ہے)

افادات:- نبیٔ کریم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے بعض قبائل نے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا تھا، اور بعض وہ تھے جو مرتد تو نہیں ہوئے تھے، لیکن نبیٔ کریم ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے جو نظام مقرر کیا گیا تھا کہ مرکز کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے باقاعدہ آدمی بھیجے جاتے تھے جو لوگوں کی زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال میں جمع کراتے، انہوں نے زکوٰۃ کو بیت المال میں جمع کرانے سے انکار کر دیا تھا۔ اب جو لوگ مرتد ہو چکے تھے ان کے متعلق تو تمام صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا اتفاق تھا کہ ان کے ساتھ قتال کیا جائے، لیکن جنھوں نے اسلام نہیں چھوڑا تھا اور بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرانے سے انکار کیا تھا ان کے متعلق حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان گفتگو ہوئی، حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں کے ساتھ بھی جنگ کرنے کے قائل تھے کہ جب تک کہ وہ اس حکم کو پورا نہیں کریں گے تب تک ہم ان کے ساتھ لڑیں گے۔ لیکن حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس سلسلہ میں اشکال اور تردّد تھا، وہ یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ کلمہ گو تو ہیں، پھر ان کے ساتھ کیسے جنگ کی جائے؟ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) جواب میں فرماتے: اگر کچھ لوگ نماز کی ادائیگی سے انکار کر دیں تو ان کے ساتھ قتال کیا جائے گا یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اسلامی شعائر کے معاملہ میں کوتاہی کرنے پر حاکم کو یہ حق پہنچتا ہے

اسلامی شعائر کے معاملہ میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے حاکم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کرے جب تک کہ دوبارہ اس کو ادانہ کرنے لگیں، بلکہ یہاں تک لکھاہے کہ جماعت کے ساتھ نمازادا کرنا اسلامی شعائر میں سے ہے۔ شعار کے معنٰی یہ ہیں کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مذاہب کی خاص خاص علامات ہوتی ہیں، اسی میں نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا بھی ہے، حالاں کہ جماعت فرض نہیں ہے، بعضوں نے واجب یا سنّتِ مؤکدہ کہاہے جیساکہ پہلے بیان ہوچکا۔ تو جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی اسلامی شعار یعنی مذہبِ اسلام کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اگر کسی جگہ کے لوگ اس کو چھوڑ دیں تو حاکمِ وقت ان سے کہے گا کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا شروع کرو۔ اگر وہ اس سے انکار کریں گے تو حاکم ان کے ساتھ جنگ کرے گا جب تک کہ وہ اس کو ادا کرنے والے نہ بن جائیں۔ یہاں پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے معاملہ میں بھی حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہی فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں زکوۃ کے نام سے ایک رسّی بھی جو جمع کرائی جاتی تھی اگر اس سے کوئی انکار کرے گا تو میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس پر اطمینان، تسلّی اور انشراحِ صدر عطا فرمادیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جو رائے ہے وہی حق ہے اس لئے کہ اگر اُس وقت کوتاہی کی جاتی تو آج انہوں نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کیاہے، کل نماز کے معاملہ میں یہ بات آتی، اور یہی چیز لوگوں کے دین سے ہٹنے کا ذریعہ بنتی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جنت میں لے جانے والے پانچ اعمال

حدیث ۱۲۱۱:-

وعن أَبِی أَیُّوب(رضی اللہ عنہ) أنّ رَجُلاً قَالَ للنبیِّ ﷺ: أَخبِرْنِي بعمل یُدْخِلُنِي الجَنَّة. قَالَ: ((تَعْبُدُ اللهَ، وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ)) (متفقٌ عَلَيْه)

ترجمہ مع افادات:- حضرت ابوایوب انصاری(رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنّت میں لے جائے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور صلہ رحمی کرو(یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔ دیکھو! جنّت میں جانا جن چیزوں پر موقوف رکھا گیا ہے ان میں ایک زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے، اس سے اس کی اہمیت اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے)۔

چلتا پھرتا جنتی

حدیث ۱۲۱۲:-

وعن أَبِی هریرة(رضی اللہ عنہ): أَنَّ أَعرَابياً أَتَى النبيَّ ﷺ فقَالَ: يَارسولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ، دَخَلْتُ الجَنَّةَ. قَالَ: ((تَعْبُدُ اللهَ لاَتُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وتُقِيمُ الصَّلاَةَ، وتُؤتِي الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وَالذی نَفْسِی بِیَدِہِ، لا أزِیدُ عَلَی ھٰذَا، فَلَمَّا وَلّٰی، قَالَ النبیُّ ﷺ: ((مَن سَرَّہُ أن یَنْظُرَ إلٰی رَجُلٍ مِن أھلِ الجَنَّۃِ، فَلْیَنْظُرْ إلٰی ھٰذَا)) (متفقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی نے آکر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتلائیے کہ جب میں وہ کروں تو جنّت میں پہنچ جاؤں (یعنی جنّت میں داخل کرنے والا عمل مجھے بتلائیے) تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ اس پر اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے؛ میں اس میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا۔ جب وہ جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اس بات کو پسند کرتا ہو کہ کسی جنّتی کو دیکھے اس کو چاہیے کہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

افادات:- چوں کہ اس آدمی نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ میں ان چیزوں پر برابر عمل کروں گا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے جنت کی بشارت سنادی۔ ان میں ایک عمل زکوٰۃ کا بھی ہے۔

حدیث ۱۲۱۳:-

وعن جریر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: بَایَعْتُ النبیَ ﷺ عَلَی إقَامِ الصَّلاۃِ، وَإیتَاءِ الزَّکَاۃِ، وَالنُّصحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ (متفقٌ عَلَیْہِ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت جریر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کے قائم کرنے، زکوۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی و بھلائی چاہنے پر نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی (یعنی میں نے حضور اکرم ﷺ سے عہد کیا کہ میں ان تین چیزوں کا اہتمام کروں گا)۔

زکوۃ ادا نہ کرنے پر وعید

حدیث ۱۲۱۴:-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِينُهُ، وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ)

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَالْإِبِلُ؟ قَالَ: ((وَلَا صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلاً وَاحِداً، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ)).

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: ((وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئاً لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ، وَلَا جَلْحَاءُ، وَلَا عَضْبَاءُ، تَنْطَحُهُ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بقُرُونِها، وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مرَّ عَلَيْهِ أُولاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ))

قيل: يَا رسول الله فالْخَيْلُ؟ قَالَ: ((الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ. فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ ربطها رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي ظُهُورِهَا، وَلَا رِقَابِهَا، فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ، أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَ أَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ))

قِيلَ: يَا رسولَ اللهِ فالْحُمُرُ؟ قَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ: {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ})) (متفقٌ عَلَيْهِ، وهذا لفظ مسلم)

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سونے چاندی کا مالک ہو، پھر اس میں سے اس کا حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی اور جہنم کی آگ میں ان تختیوں کو گرم کیا جائے گا، پھر ان تختیوں کے ذریعہ اُس آدمی کے پہلو، پیشانی اور پُشت کو داغ لگایا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی تو پھر دوبارہ ان کو آگ میں تپایا جائے گا، اور یہ اُس دن میں ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے (یعنی میدانِ حشر میں) اور یہی سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے (یعنی یہ عذاب جہنم میں نہیں ہو گا، بلکہ جنت و جہنم کا فیصلہ ہونے سے پہلے میدانِ حشر میں ہو گا۔ پھر لوگوں کے حساب کتاب کے بعد جس کو جہنم میں جانا ہے اس کو جہنم میں بھیجا جائے گا جس کا جنّت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کے لئے فیصلہ ہوا ہے اس کو جنّت میں بھیجا جائے گا) تو وہ بھی اپنا راستہ دیکھ لے گا کہ جنّت کی طرف بھیجا جارہا ہے یا جہنم کی طرف۔

کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (یہ تو اُس آدمی کا حال ہے جس کے پاس سونا چاندی تھا اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی) اگر کسی کے پاس اونٹ ہوں اور اس نے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹ والا بھی جو اس کا حق ادا نہ کرے، جس کے حق میں (ایک تو زکوٰۃ ہے، اور) ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کی باری کے دن اس کا دودھ دوہا جائے (اُس زمانہ میں اونٹ وغیرہ کا دودھ بیچا نہیں جاتا تھا، بلکہ اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے گھاٹ پر لے جاتے تھے، وہیں ان کا دودھ دوہا جاتا تھا اور غرباء و مساکین میں جن کو دودھ کی ضرورت ہوتی تھی وہ پہلے سے وہاں آجایا کرتے تھے، ان کو ان کی ضرورت کے مطابق دودھ دیدیا جاتا تھا اور مالک اپنے لئے بھی رکھ لیتا تھا۔ گویا حاجتمندوں کو ان کی حاجت کے مطابق دودھ دینا بھی اونٹ کے حقوق میں سے ایک حق ہے، اُس وقت یہی عرف اور رواج تھا، بعد میں اس کی فروخت کی بھی اجازت ملی ہے، لہٰذا اگر کوئی آدمی اس کا دودھ بیچے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ خیر) جب قیامت کا دن آئے گا تو ان اونٹوں کے سامنے اس آدمی کو ایک چٹیل میدان میں لٹادیا جائے گا اور وہ اونٹ دنیا میں جیسی بڑی جسامت والے نظر آتے ہیں اس سے بھی بڑے نظر آئیں گے، یہاں تک کہ اُس کے پاس جو اونٹ تھے اس کا ایک سال کے چھوٹے سے بچّے کو بھی وہاں گُم نہیں پائے گا (مطلب یہ ہے کہ جتنے اونٹ تھے سب وہاں موجود ہوں گے) اور وہ اونٹ اپنے پاؤں سے اس آدمی کو روندیں گے، ان اونٹوں کو اس کے اوپر سے گزارا جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اونٹ اُس آدمی کو اپنے منہ سے کاٹیں گے، اور ایک مرتبہ تمام اونٹوں کی لائن پوری ہو جائے گی تو پھر دوبارہ اس کو شروع کیا جائے گا اور بار بار یہی سلسلہ جاری رہے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے (یعنی میدانِ حشر میں) یہاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تک کہ لوگوں کے درمیان حساب کتاب ہو جائے گا، پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا کہ جہنم کی طرف بھیجا جا رہا ہے، یا جنّت کی طرف۔

پھر حضور ﷺ سے گائے اور بکری کے متعلق پوچھا گیا تو حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گائے اور بکریوں کا مالک جو اس کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی زکوۃ نہیں دیتا) اس کو بھی قیامت کے دن (میدانِ محشر میں) لٹایا جائے گا، پھر اس کی ان گایوں اور بکریوں کو لایا جائے گا، ان میں سے ایک بھی گائے اور بکری غیر حاضر نہیں ہوگی، اور ان گایوں کے سینگ مڑے ہوئے نہیں (بلکہ نوکیلے) ہوں گے، اور بغیر سینگ کی اور ٹوٹے ہوئے سینگ والی بھی کوئی گائے نہیں ہوگی پھر یہ سب اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گی۔ جب ایک مرتبہ وہ سب گزر جائیں گی تو دوبارہ پھر گزارا جائے گا اور یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کا حساب وکتاب ہو جائے گا، اور پھر یہ بھی اپنا راستہ دیکھ لے گا کہ جنّت کی طرف بھیجا جا رہا ہے یا جہنم کی طرف۔

پھر حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کسی کے پاس اگر گھوڑے ہوں، تو نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں (یعنی تین مقاصد سے پالے جاتے ہیں) ایک قسم تو اس کے پالنے والے کے لئے بوجھ ہے، دوسری قسم اس کے پالنے والے کے لئے پردہ پوشی کا ذریعہ ہے، اور تیسری قسم پالنے والے کے لئے اجر وثواب کا باعث ہے۔

پہلی قسم جو پالنے والے کے لئے بوجھ ہے وہ جس نے دکھلانے کے واسطے اور ریا ونمود اور فخر و غرور کے لئے گھوڑے پالے (تاکہ لوگ یوں کہیں کہ ماشاء اللہ اس کے پاس تو بڑے عمدہ عمدہ گھوڑے ہیں اور لوگوں کے سامنے اپنے گھوڑوں کے ذریعہ تکبر کرتا پھرے) اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت و انتقام کے لئے پالتا ہے: تو ایسے گھوڑے اس کے لئے عذاب ہیں (اور قیامت میں ان کی وجہ سے اس کی گرفت ہوگی)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور گھوڑوں کی دوسری قسم جو پردہ پوشی کا ذریعہ ہے، وہ آدمی جس نے گھوڑوں کو اللہ کے راستہ میں استعمال کرنے کے لئے پالا، پھر ان کی پشت میں اور ان کی گردنوں میں اللہ تعالیٰ کا جو حق تھا (گردن میں حق یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی۔ اور پشت میں حق کا مطلب یہ ہے کہ کسی ضرورت مند کی کسی ضرورت میں کام آیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جہاں گھوڑے پالے جاتے ہیں، وہاں اطراف میں جن کے پاس سواری کا جانور نہیں ہوتا، اگر ان کے یہاں اچانک کوئی بیمار ہو گیا اور اس کو دیہات سے شہر کی طرف لے جانے کی ضرورت پیش آئی، تو ایسے موقعوں پر جن کے پاس اس قسم کی سواریاں ہوتی ہیں وہ مانگی جاتی ہیں۔ تو یہ بھی حق ہے کہ ضرورتمندوں کو ضرورت کے وقت سواری دی جائے، انکار نہ کیا جائے۔ تو ان کی پشت میں جو حق تھا وہ بھی بھولا نہیں بلکہ اس کو ادا کیا) تو ایسے گھوڑے اس کے پالنے والے کے لئے پردہ پوشی کا ذریعہ ہوں گے۔

اور وہ آدمی جس کے لئے گھوڑا پالنا اجر ہے وہ ہے جس نے گھوڑوں کو (صرف اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں پالا، بلکہ) اللہ کے راستہ میں مسلمانوں کے واسطے (جہاد میں استعمال کرنے کے لئے) پالا، اس کا گھوڑا چراگاہ میں جتنا بھی گھاس چرے گا تو ہر گھاس کے بدلہ میں اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی، اور یہ گھوڑا اگر پیشاب پاخانہ بھی کرے گا تو اس پر بھی پالنے والے کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(اور ایسا ہوتا ہے کہ گھوڑے کو چرنے کے لئے بڑے میدان میں ایک دم سے چھوڑ نہیں دیتے، بلکہ ایک لمبی رسّی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس رسّی سے باندھا ہوا ہوتا ہے، گھوڑا جوش میں آکر اس رسّی کو توڑ ڈالتا ہے، اور میدان میں ایک دو چکّر کاٹتا ہے، اس درمیان میں لید

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بھی نکالتا جاتا ہے، تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ) وہ رسّی جس سے اس کو باندھا گیا تھا اگر اس نے توڑ ڈالی، پھر ایک دو چکّر لگائے تو اس نے جتنے قدم اٹھائے ہیں ان کے بقدر اس کے مالک کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس درمیان جو لید نکالی ہے اس پر بھی نیکیاں لکھی جائیں گی۔

اور اگر اس کا مالک اس گھوڑے کو لے کر کسی نہر کے پاس سے گزر رہا ہو، اور نہر پار کرتے ہوئے اس نے منھ ڈال کر پانی پی لیا حالاں کہ مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہیں تھا؛ تب بھی اس نے جتنا پانی پیا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مقدار میں اس کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی (مطلب یہ ہے کہ ایسے گھوڑے کی ہر ہر چیز پر پالنے والے کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔

پھر حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کسی نے گدھے پال رکھے ہوں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: گدھوں کے سلسلہ میں میرے اوپر کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے، ہاں! ایک آیت ہے جس میں آدمی کے ہر عمل کے متعلق ایک اصول اور ضابطہ بتلا دیا گیا ہے ﴿فَمَنۡ يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَرَهُ وَمَنۡ يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ جس نے معمولی سی نیکی کی اس کا بدلہ بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں دیکھے گا، اور اگر ذرّہ برابر بھی برائی کی تو اس کی سزا بھی اس کو وہاں پر ملے گی۔

افادات:— یہ ایک لمبی روایت ہے جس میں زکوۃ کے ادا نہ کرنے پر عذاب کا تذکرہ ہے۔ اور اس میں ایک ایسا اصول ہے کہ آدمی کی زندگی کا ہر عمل اس کے ماتحت آ جاتا ہے اور اس کا حکم بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جس نے گدھے پالے اور اچھی نیت سے پالے ہیں تو وہ نیکی میں داخل ہے، اس کا بھی اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر ملے گا۔ اور اگر کوئی بری نیت ہے تو یہ گناہ میں داخل ہے اور قیامت میں اس کو اس کی سزا ملے گی۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ گدھوں میں زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ اگر وہ تجارت کے ہوں تو اس میں زکوٰۃ ہوتی ہے، لیکن اگر پالے ہوئے ہیں تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

رمضان کے روزوں کا فرض ہونا، روزوں کی فضیلت اوراس سے متعلق دوسری چیزوں کا بیان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چناں چہ اس سلسلہ میں قرآنِ شریف کی یہ آیت جس کے نزول سے روزوں کی فرضیت کا حکم آیا تھا اس کو پیش کیا ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّاماً مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾(۱) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں(۱) اسی طرح جیسے تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔

(۱)ترجمہ:-اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔چند روز ہیں گنتی کے، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر؛ تو اس پر ان کی گنتی ہے اور دنوں سے۔ اور جن کو طاقت ہے روزہ کی ان کے ذمہ بدلا ہے ایک فقیر کا کھانا۔ پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے۔ اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے، اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے، اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر، تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیے اور دنوں سے۔(ترجمہ شیخ الہند)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

صرف فرض کئے جانے میں یہ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ان پر فرض تھے تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں، باقی تعداداور کیفیت وغیرہ کے اعتبار سے پورے طور پر دونوں کو مساوی قرار دینا مقصود نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگلی امتوں میں روزوں کی شکل یہ ہوا کرتی تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد آدمی جب سوگیاتو وہیں سے روزہ شروع ہو جاتا تھا یعنی جیسے ہم لوگ اُٹھ کر سحری کرتے ہیں اور صبحِ صادق سے پہلے پہلے کھاپی سکتے ہیں، چاہے سوئے ہوں، یانہ سوئے ہوں؛ ان کے یہاں ایسا نہیں تھا، بلکہ وہاں تو یہ تھا کہ جہاں آنکھ لگ گئی بس روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ شروع اسلام میں بھی جب روزوں کی فرضیت ہوئی تو یہی طریقہ تھا کہ جہاں آنکھ لگ گئی کہ اب کھانا پینا، بیوی کے ساتھ صحبت کرنا؛ سب ممنوع ہو جاتا تھااورروزہ شروع ہو جاتا تھا، لیکن حضراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے بعضوں کے ساتھ ذرا سخت حالات پیش آئے جیسا کہ روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) حضوراکرم ﷺ کے پاس عشاء کی نماز کے بعد مشورہ کے لئے بیٹھتے تھے، ایک مرتبہ وہ وہاں سے دیر سے پہنچے، ان کو اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا تقاضہ تھا، انہوں نے مطالبہ کیا توبیوی نے جواب دیا کہ میری تو آنکھ لگ گئی تھی اور میں سوگئی تھی، گویامیرا روزہ شروع ہوگیاہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں تھوڑاہی سویا تھا اوراپنی ضرورت پوری کرلی۔ اسی طرح حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے بھی نقل کیا جاتا ہے۔

بہر حال! کچھ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) سے ایسی صورت پیش آئی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللهُ لَكُمْ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلاَ تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾(۱)۔

اس آیت سے گویا اس بات کی اجازت دیدی گئی کہ صبحِ صادق تک آپ اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرسکتے ہیں اوراب روزہ صبحِ صادق سے شروع ہوگا، چاہے آنکھ لگی ہو یا نہ لگی ہو۔

اسی طرح کھانے پینے کے معاملہ میں بھی ہوا۔ قیس بن صرمہ (رضی اللہ عنہ) ایک غریب صحابی تھے، محنت مزدوری کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ دن بھر روزے سے تھے، فطار کے وقت گھر پہنچے، بیوی سے کہا: افطار کے لئے کچھ ہے؟ بیوی نے کہا: کچھ بھی نہیں ہے، پھر بیوی نے کہا: ٹھہرو! میں پڑوسی کے یہاں سے کچھ لے آتی ہوں، سورج تو غروب ہو ہی چکا تھا، بیوی پڑوسی کے یہاں کچھ لینے گئی اور جب وہاں سے واپس لوٹی تو دیکھا کہ ان کی تو آنکھ لگ گئی ہے، اب وہ کچھ لے کر تو آئی تھی لیکن چوں کہ ان کی آنکھ لگ گئی تھی

(۱)ترجمہ:-حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں بے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے، وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی، اللہ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی جانوں سے، سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے، پھر ملو اپنی عورتوں سے اور طلب کرو اس کو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے، اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید صبح کی جدا دھاری سیاہ سے، پھر پورا کرو روزہ کو رات تک، اور نہ ملو عورتوں سے جب تک کہ تم اعتکاف کرو مسجدوں میں، یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی، سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔ اسی طرح بیان فرمایا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے تا کہ وہ بچتے رہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس لیے ان کا تو دوسرا روزہ شروع ہو گیا تھا اس لیے وہ کچھ کھاپی نہیں سکتے تھے، اس نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر دوسرے دن روزہ پورا ہوا توشام کو پھر یہی صورت پیش آئی کہ افطاری کے لئے کچھ تھا نہیں، بیوی نے کہا: میں پڑوسی کے یہاں سے کچھ لے کر آتی ہوں، وہ لینے گئی اور جب کچھ لے کر لوٹی تو دیکھا کہ ان کی آنکھ لگ گئی ہے، اب توان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ بہر حال! یہ بھی ایک سبب تھا۔ تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اگلی امتوں میں ایسا تھا کہ جب آدمی رات کو سوجاتا، وہیں سے روزہ شروع ہوجاتا تھا، صبح صادق کے آنے کا انتظار نہیں تھا، اسلام میں بھی شروع میں اسی طرح کا حکم دیا گیا تھا، بعد میں پھر اس میں تخفیف کر دی گئی اور صبح صادق سے روزہ کی ابتدا قرار دی گئی، چاہے کسی کی آنکھ لگی ہو یا نہ لگی ہو۔

اسی طریقہ سے روزوں کی تعداد کے سلسلہ میں بھی ہے، شروع اسلام میں دسویں محرم کا روزہ فرض ہوا تھا، اس کے بعد رمضان کی فرضیت آئی، یعنی پورے مہینہ کے روزے اس کے بعد فرض ہوئے۔ اور شروع میں جب روزوں کا حکم دیا گیا اس وقت بھی لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہیں تھے، اس لیے شریعت کی طرف سے سہولت دی گئی تھی کہ روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو، اور اگر روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دینا چاہو یعنی ایک روزہ کے بدلہ میں غریب کو صدقۃ الفطر کی مقدار صدقہ کر دو ؛تب بھی کافی ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرہ میں تو چوں کہ بچّوں کو بچپن ہی سے روزہ رکھواتے ہیں، اس لئے ان کو عادت پڑجاتی ہے اور بڑے ہو کر آسانی سے روزے رکھ لیتے ہیں، لیکن جو پہلے سے عادی نہ ہوں ان کو آپ دیکھیں گے کہ چاہے پیٹ بھر کر سحری کھائی ہو تب بھی ان کے لیے شام تک بھوکا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو گویا ان کو شروع میں روزہ رکھنے اور فدیہ دینے کے معاملہ میں اختیار دیا گیا تھا، اور یہ حکم کسی بیماری یا بڑھاپے پر موقوف نہیں تھا، لیکن بعد میں لوگ جب روزوں کے عادی ہو گئے تو پھر یہ آیت ﴿فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ﴾ نازل ہوئی جس میں یہ حکم دیا گیا کہ اب تو ہر حال میں روزہ ہی رکھنا ہے، فدیہ سے کام نہیں چلے گا ﴿وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ البتہ کوئی آدمی بیمار ہو تو بیماری کی وجہ سے اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور افطار کر لے، پھر بیماری سے جب تندرست ہو جائے تو ان روزوں کی قضا کر لے۔ اسی طریقہ سے کوئی آدمی رمضان کے مہینہ میں سفر میں ہو تو سفر کی وجہ سے اس کو رخصت اور اجازت دی گئی کہ روزہ نہ رکھے اور افطار کر لے، بعد میں سفر سے جب واپس آئے تو دورانِ سفر جتنے روزے چھوٹے ہوں ان کی قضا کر لے۔ اب بھی یہی حکم باقی ہے۔

﴿كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ﴾ کے لفظ ”كُتِبَ“ سے مشائخِ صوفیاء نے روزہ کے آداب کے سلسلہ میں کچھ نکات پیدا کئے ہیں کہ تمہاری ذات پر جو روزے فرض کئے گئے ہیں تو ان روزوں کے کچھ حقوق کی ادائیگی بھی تمہارے جسم کے دوسرے اعضاء کے ذریعہ ہونی چاہیے۔ چناں چہ آنکھ کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے، اور دوسرے اعضاء کا بھی روزہ ہے۔

اس لیے پہلی بات یہ ہے کہ آدمی روزہ کی حالت میں اپنی آنکھوں کو بد نظری سے بچائے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ چیزیں جو روزہ کے علاوہ دیگر اوقات میں حلال ہیں، روزہ کے نام پر ان سے تو بچا جائے، جیسے: کھانا پینا اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت۔ ہم رمضان کے دنوں ہی میں رات کے وقت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کھاتے پیتے ہیں، اور رمضان کے علاوہ دن میں بھی کھاتے پیتے ہیں۔ تو حلال کام ایک عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب کے مقررہ وقت تک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے روزہ کی مناسبت سے ہم نے چھوڑ دیئے۔ تو جب آدمی حلال کام چھوڑ کر روزہ رکھ رہا ہے، تو پھر ایسے کام جو روزہ کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی حرام اور ممنوع ہوں، جیسے: بد نظری یعنی آنکھ کا گناہ، ٹی وی دیکھنا، ویڈیو اور سنیما دیکھنا؛ یہ سب کام روزہ کے علاوہ بھی ہر حال میں ممنوع ہیں؛ ان سے تو بطریقۂ اولیٰ بچنا چاہیے۔ آج کل لوگوں نے انہیں چیزوں کو روزہ میں ٹائم پاس کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے کہ ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں، گندی گندی فلمیں دیکھتے رہتے ہیں؛ پھر روزہ میں تاثیر کہاں رہے گی؟

آگے روایت آنے والی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے روزہ کو ڈھال قرار دیا ہے میدانِ جنگ میں آدمی دشمن کے حملہ سے بچاؤ کے لئے اپنے پاس ڈھال رکھتا ہے، جب دشمن تلوار کے ذریعہ سے حملہ اور وار کرتا ہے ڈھال سامنے کردی جاتی ہے اور اس کے حملہ سے اپنے آپ کو بچالیا جاتا ہے۔ گویا شیطان ہمارے اوپر وار کرتا ہے اس سے بچاؤ کے واسطے روزہ ہی کو ایک طرح کی ڈھال قرار دیا گیا ہے، یا جہنم سے حفاظت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے اس کو ڈھال بتلادیا ہے۔ ایک روایت میں ہے ﴿الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَالَمْ يَخْرِقْهَا﴾ روزہ ڈھال ہے بشرطیکہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے ڈھال جب پھٹ جاتی ہے تو پھر مقابلہ کے وقت دشمن کے حملہ سے حفاظت کا کام نہیں دیتی۔ اسی طرح روزہ کو بھی اگر ہم نے گناہوں کے ذریعہ سے خراب کردیا تو گویا ڈھال کو بیکار کردیا اور پھاڑ دیا، اب ایسا روزہ شیطان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کے حملہ سے حفاظت کا باعث نہیں بن سکتا۔اس لیے پہلی چیز تو یہ ہوئی کہ آدمی اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ روزہ کی حالت میں غیبت، چغلی، بہتان، لڑائی جھگڑا وغیرہ چیزوں سے بہت بچے۔اگر کوئی ہم سے جھگڑا کرنے لگے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ میرا روزہ ہے، میں تیری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔ اور اگر وہ نادان ہے اور سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو اپنے جی سے خود ہی خطاب کر کے کہہ دے کہ میرا تو روزہ ہے۔تو زبان بھی ایک عضو ہے، روزہ میں اس کی حفاظت کا اہتمام ہونا چاہیے تب ہی زبان کا روزہ ہو گا۔ آج کل لوگ روزہ کی حالت میں غیبت کرتے رہتے ہیں، گویا لوگوں نے غیبت کو بھی ٹائم پاس کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے، بس! میری تیری میں لگے رہتے ہیں۔

تیسری چیز یہ ہے کہ کان کو بھی غیبت سننے سے، لڑائی جھگڑے سے، کسی کی بدگوئی، گانے اور موسیقی سننے سے بچایا جائے، بعض لوگ انہیں چیزوں کو روزہ میں ٹائم پاس کرنے کا ذریعہ بنالیتے ہیں، دن بھر گانے سنتے رہتے ہیں؛تو ان صورتوں میں روزہ کا جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا۔

اسی طرح اپنے دوسرے اعضاء یعنی ہاتھ ، پاؤں کو بھی گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہیے، ورنہ جس روزہ کو ڈھال قرار دیا ہے ایسا روزہ پھر ڈھال نہیں بنتا۔حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی روزہ کی حالت میں لغو چیزوں سے نہیں بچتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ تم پر روزے فرض کئے گئے ﴿كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اسی طرح جیسے اگلی امتوں پر فرض کئے گئے۔ روزوں کی فرضیت میں انسان کے اعضاء بھی داخل ہیں ﴿أَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ چند دنوں کے روزے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب روزوں کی فرضیت والا یہ حکم نازل فرمایا تو اس میں بھی بڑا پیارا انداز اختیار کیا، چوں کہ لوگ روزوں کے عادی نہیں تھے، اور روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو آگے حکم ہوا ﴿أَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ چند دنوں کے روزے ہیں ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ﴾ اور وہ رمضان کے مہینہ کے ہیں۔ وہ چند دن جن میں تم پر روزے فرض کئے گئے وہ فقط ایک ہی مہینہ ہے، اگر انیتس کو چاند ہو جائے تو انیتس (۲۹) ورنہ تیس (۳۰) روزے ہیں۔ ﴿الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآن﴾ پھر رمضان کا یہ مہینہ ایسا بابرکت ہے جس میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف پورا قرآن پاک یکبارگی اتارا گیا، پھر آسمانِ دنیا سے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر تنئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں تدریجاً رمضان اور غیر رمضان میں اترتا رہا ﴿هُدًى لِّلنَّاس﴾ یہ وہی قرآن ہے جو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے ﴿وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾ اور اس کا ایک ایک جزو اور ایک ایک آیت ہدایت کی روشن دلیل ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی ہے ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ تندرستی اور اقامت کی حالت میں پالے اس کو چاہیے کہ روزے رکھے ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ اور اگر کوئی بیمار ہے، یا سفر میں ہے تو یہ گنتی دوسرے مہینہ میں پوری کرلے، یعنی ان روزوں کی بعد میں قضا کرلے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اوراللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ مہینہ رکھا ہی اس لئے ہے کہ آدمی اس کے ذریعہ تقویٰ حاصل کرلے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ صفتِ تقویٰ پیدا کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزوں کو فرض کیا۔ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو گناہوں اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچائے۔ درحقیقت روزہ کی حالت میں آدمی کو اس بات کا مکمل استحضار رہتا ہے اور وہ اپنے دل ودماغ میں ہر وقت یہ بات تازہ رکھتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جیسے ہی ایک آدمی نے روزہ کی نیت کرلی، تو پھر چاہے وہ کیسا ہی گیا گزرا آدمی کیوں نہ ہو، اور کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، لیکن جب ایک مرتبہ وہ یہ طے کرلیتا ہے کہ میں نے روزہ رکھا ہے، تو اب گرمی کے دن ہوں، وہ اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا ہو، دروازہ اندر سے بند ہو، کُنڈی لگی ہوئی ہو، اس کو پیاس بھی شدّت کے ساتھ لگ رہی ہو، حلق میں کانٹے چُبھ رہے ہوں، زبان سوکھ رہی ہو، کمرہ میں فریج موجود ہو اور اس میں ٹھنڈا پانی بھی رکھا ہوا ہو، اس کے باوجود وہ آدمی کبھی بھی اس پانی کو نہیں پیئے گا۔ حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ میں ابھی چُپکے سے پانی پی لوں تو یہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہیں ہے، میں پانی پی کر بھی لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کرسکتا ہوں، اور شام کو افطار کے دسترخوان پر بڑی آزادی سے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کرتے ہوئے شریک ہوسکتا ہوں، کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ روزہ کے معاملہ میں مَیں نے کوئی خیانت کی ہے؛ لیکن اس کے باوجود کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔ اس وقت گویا ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اسی لیے روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ﴾ روزہ میرے لئے ہے، اس لیے اس کا بدلہ بھی میں ہی دوں گا۔

حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت جو دل میں پیدا ہوئی جس نے اس بات کو آپ کے دل و دماغ میں ہر وقت تازہ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، میں اگر پانی پی لوں گا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ہے، چاہے دنیا نے نہ دیکھا ہو، تو جیسے اُس وقت آدمی پانی نہیں پیتا اور یہ سوچتے ہوئے- کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے روزہ رکھا ہے اور جس کے لئے رکھا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے-روزہ توڑنے کی کبھی جرأت نہیں کرتا، اسی تصور اور احساس کو اور اسی استحضار کو دل و دماغ میں اور زیادہ پھیلانے اور بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہ خیال صرف پانی پینے یا روزہ کے خلاف کام کرنے تک باقی نہ رہے، بلکہ جب آپ دکان پر بیٹھیں اور گاہک کے ساتھ کوئی معاملہ کر رہے ہوں، اُس وقت بھی آپ یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یا گھر والوں اور پڑوسیوں کے ساتھ کوئی معاملہ کر رہے ہوں، یا دنیا میں کہیں بھی کسی کے بھی ساتھ جب کوئی معاملہ کرنے لگیں تو یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، اور میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، تو اس صورت میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی جرأت نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کے ڈر کا یہ احساس روزہ کی حالت میں تو ہمارے دل میں ہوتا ہی ہے، اگر یہی احساس ایسا عام ہو جائے کہ روزہ تک محدود نہ رہے، اسی کو تقویٰ کہتے ہیں، اور روزہ کے ذریعہ یہی احساس پیدا کرنا مقصود ہے۔ حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ روزہ میں تقویٰ کی ایک چھوٹی سی مشق کرائی گئی ہے، اسی کو آگے بڑھا کر پوری زندگی میں لانا ہے اور عملی جامہ پہنانا ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو ان شاء اللہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو جائے گا، اور روزہ کا یہی اصل فائدہ اور خصوصیت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

رمضان المبارک کے مہینہ میں روزہ کے علاوہ تراویح پڑھی جاتی ہے، نفلی عبادتیں، تلاوتِ قرآنِ کریم، ذکر و اذکاراور صدقہ وغیرہ کی کثرت کی جاتی ہے، لیکن زیادہ کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ آدمی اپنے آپ کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچائے۔ اس لئے کہ نفلی عبادت کا حال تو یہ ہے کہ اگر آپ کریں گے تو اس کا ثواب ملے گا، اور نہیں کریں گے تو کوئی گناہ ہونے والا نہیں ہے، اور اس پر کوئی گرفت اور پکڑ بھی نہیں ہوگی، لیکن خدانہ کرے اگر کوئی بھی گناہ کر لیا تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوگی اور عذاب ہوگا۔

ویسے بھی جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو کیسا ہی گیا گزرا آدمی کیوں نہ ہو، وہ بھی نہا دھو کر مسجد میں آہی جاتا ہے اور تراویح میں شریک ہوجاتا ہے اور چھوٹی موٹی عبادتیں بھی کرلیتا ہے، اگر روزانہ نہیں تو رمضان میں اور جمعہ کے دن وہ بھی اہتمام کر لیتے ہیں، یا بڑی راتیں آتی ہیں تو روزانہ والوں کے مقابلہ میں ایسے لوگ پہلے سے آکر مسجد میں جگہوں پر قابض ہوجاتے ہیں۔ تو نفلی عبادتوں کا اہتمام ہر کوئی کرلیتا ہے لیکن گناہوں سے بچنا بڑی اہم چیز ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا اہتمام کیا جائے۔ اس آیت میں ﴿لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ﴾ کے ذریعہ سے یہی تعلیم دینا مقصود ہے کہ روزوں کے نتیجہ میں تم کو تقویٰ آجائے، اور آدمی اپنی زندگی میں تقویٰ والی صفت پیدا کرلے۔ گویا روزہ خود ہی تقویٰ کا ایک چھوٹا سا پروگرام اور نصاب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک حدیثِ قدسی

حدیث ۱۲۱۵:-

وعن أَبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ : قَالَ رسول الله ﷺ: ((قَالَ اللهُ -عزوجل-:كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلاَّ الصِّيَام، فَإنَّهُ لِي وَأنَا أجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ. فَإذَا كَانَ يَومُ صَوْمِ أحدِكُمْ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ فإنْ سَابَّهُ أحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ: لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أفْطَرَ فَرِحَ بفطره، وَإذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)) (متفقٌ عَلَيْهِ، وهذا لفظ رواية البُخَارِي)

وفي روايةٍ لَهُ : ((يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أجْلِي، الصِّيَامُ لي وَأنَا أجْزِي بِهِ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أمْثَالِهَا)).

وفي رواية لمسلم : ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يضاعَفُ، الحسنةُ بِعَشْرِ أمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ اللهُ تَعَالَى: إِلاَّ الصَّوْمَ فَإنَّهُ لِي وَأنَا أجْزِي بِهِ؛ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أجْلِي. للصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفُ فِيهِ أطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ)).

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے؛ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں (میرے لئے ہونے کی وجہ دوسری روایت میں یہ آئی ہے) کہ وہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزہ شیطان کے حملہ سے حفاظت کی ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بے کار باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی دوسرا برا بھلا کہے یا لڑنے لگے تو اس کو جواب میں کہہ دے کہ میرا روزہ ہے، پھر بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اگر وہ نہیں مانتا تو کم سے کم اپنے دل ہی سے کہہ دے کہ تیرا تو روزہ ہے۔ اور قسم ہے محمد ﷺ کی جان کی! روزہ دار کے منھ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو چیزیں خوشی کی ہیں جن سے وہ بہت خوش ہوگا، ایک تو افطار کے وقت جو کہ افطار سے ہوتی ہے، اور دوسری خوشی اللہ تعالیٰ سے ملنے کے وقت ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے کہ (تمام اعمال کے بدلوں کے لئے تو فرشتوں کو بتلادیا گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت اور اصول کے مطابق اعمال کا ثواب لکھتے رہتے ہیں) کسی عمل کا ثواب دس سے لے کر ستّر گنا تک، اور کسی عمل کا سات سو گنا تک لکھتے ہیں، لیکن روزہ کے ثواب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اس کا ثواب مَیں ہی دوں گا (گویا اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اس کا ثواب کتنی مقدار میں ہے۔ اس لیے کہ روزہ میں ایک خاص چیز یہی ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے تصور سے اور اُسی کے خاطر اپنے آپ کو بھوکا اور پیاسا رکھتا ہے۔)

ایک نو مسلم کے ایمان لانے کا قصہ

افادات:– قدرۃ اللہ شہاب ایک سرکاری آفیسر تھے، انھوں نے ”شہاب نامہ“ کے نام سے اپنی آپ بیتی لکھی ہے۔ تقسیمِ ملک سے پہلے وہ یہیں تھے، تقسیم کے بعد اُدھر چلے گئے تھے۔ ایک مرتبہ سفیر کی حیثیت سے وہ بیلجیم (ہولینڈ) گئے ہوئے تھے۔ اس سفر کا ایک واقعہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں ہولینڈ میں ایک پارک میں گیا، وہاں کے لوگ اپنے مذہب (یعنی عیسائیت) کے معاملہ میں بڑے متعصب تھے۔ اس کا بھی ایک نمونہ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے یہاں اپنے بچّوں کو مذہب کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

معاملہ میں آزادی ہے۔ بچّے کی پیدائش کے بعد پیدائش کا جو فارم پُر کیا جاتا ہے اس میں اس بچّے کا نام اور دوسری ساری چیزیں لکھ کر مذہب والا خانہ خالی چھوڑ دیا جاتا ہے کہ یہ بچّہ بڑا ہونے کے بعد جس مذہب کو اپنے لئے مناسب سمجھے اختیار کر سکتا ہے، اس وقت اس جگہ اس کا مذہب لکھا جائے گا۔ تو اس جگہ کو خالی چھوڑنے کے ساتھ ساتھ وہاں لکھ دیتے ہیں کہ بڑا ہو کر سوائے اسلام کے جو مذہب چاہے وہ اختیار کرے۔ گویا ان کو اسلام کے ساتھ اتنا زیادہ تعصب ہے۔

لیکن وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں وہاں ایک پارک میں گیا، ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ عربی لہجہ میں قرآنِ پاک کی آواز سنی، تو میں سوچنے لگا کہ ہولینڈ کا رہنے والا قرآن پاک پڑھ رہا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچا، سلام کیا، بات چیت میں اس نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے کہا: میں پاکستان کا ہوں۔ اس سے نام پوچھا تو اس نے اپنا نام عبد الرحمن بتلایا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کیسے اسلام لائے؟ تو اس نے کہا:- میرے اسلام لانے کی اصل بنیاد یہ ہوئی کہ میں اسٹیمر کا کپتان تھا۔ ایک مرتبہ ہماری اسٹیمر کراچی کی بندر گاہ پر کھڑی ہوئی، سخت گرمی کا زمانہ تھا، مزدور لوگ سامان منتقل کر رہے تھے اور سخت گرمی کی وجہ سے پسینے میں شرابور ہو رہے تھے، میں نے ان مزدوروں کے لئے پانی پینے کا انتظام کیا، تو ایک بوڑھا آدمی تھا اس نے پانی نہیں پیا اور کہا کہ میرا روزہ ہے۔ میں اس کو اپنے کیبن میں لے گیا، دروازہ اندر سے بند کیا اور فریج میں سے بہترین جوس نکال کر اس کو دیا اور کہا کہ یہاں کوئی نہیں ہے، اس کو پی لو۔ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ اس کے اس طرزِ عمل سے مجھے بہت تعجب ہوا، پھر میں نے اس کو بہت سمجھایا کہ بھائی! تم محنت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مزدوری کر رہے ہو، تمہیں پیاس لگی ہوگی۔ تو اس نے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے لیکن میرا روزہ ہے، اس لیے میں ابھی کچھ نہیں پی سکتا، شام کو جب غروبِ آفتاب ہوگا اس کے بعد پیوں گا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، اور میری طرف سے اتنا زیادہ اصرار ہے، یہ اتنا غریب آدمی ہے، اور اس کو کبھی اتنا عمدہ جیوس میسر بھی نہیں آیا ہوگا، اس کے باوجود اس حال میں بھی وہ پینے کے لیے تیّار نہیں ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ کوئی تو بات ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کرتا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے میرے دل میں ایمان آنا شروع ہوا اور اسی بنیاد پر میں ایمان لایا۔

شیطان کے حملوں سے حفاظت کی تدابیر

روزہ شیطان کے حملہ سے حفاظت کے لیے ڈھال ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں ایسے چلتا ہے جیسا کہ خون؛ اس کے راستوں کو بھوک کے ذریعہ بند کرو۔ آدمی کا پیٹ جب بھرا ہوا ہو تب ہی خواہشیں ابھرتی ہیں اور خرمستیاں سوجھتی ہیں، پیٹ جب خالی ہو اور بھوک کی وجہ سے بے چینی ہو تو کبھی گناہ کا تصور نہیں آسکتا، بھوک آدمی کی قوتِ حیوانیہ کو قابو میں لانے والی ہے، اسی لئے اس کو ڈھال قرار دیا گیا کہ بھوک گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے اکابر واسلاف کے زمانہ میں ریاضات ومجاہدات کے طریقے بتلائے گئے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے ان میں اصولی طور پر چار چیزیں بتلائی گئی تھیں، ایک تقلیلِ طعام ہے کہ کھانا کم کردیا جائے، دوسرا بولنا کم کردیا جائے، تیسرا لوگوں سے ملنا جلنا کم کردیا جائے، اور چوتھا سونا کم کردیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جائے۔ گویا یہ چار چیزیں مجاہدات کی بنیاد ہیں۔ اور روزہ میں ایک چیز یہ ہوتی ہے کہ آدمی بھوکا رہتا ہے اس لئے اس کو ڈھال قرار دیا۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے: ﴿الصِّيَامُ جُنَّةٌ مَالَمْ يَخْرِقْهَا﴾ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ آدمی اس کو پھاڑ نہ دے۔ اس لئے کہ ڈھال اگر پھٹی ہوئی ہو تو پھر وہ کام نہیں دے گی، اور اس کے ذریعہ سے آپ دشمن کے حملہ سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ اسی طرح روزہ بھی شیطان کے حملہ سے اُسی وقت بچا سکے گا کہ جب آپ اس کو گناہوں کے ذریعہ سے پھاڑ نہ دیں۔

بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک نمونہ

روزہ دار کے منھ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ دراصل بندوں کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اور بندوں کی قدر وعظمت کا ایک نمونہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے خاطر بھوکا رہا جس کے نتیجہ میں معدہ کے خالی رہنے کی وجہ سے منھ میں بدبو پیدا ہوئی اس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ قدر ہے۔

روزہ دار کے لئے دو چیزیں خوشی کی ہیں، ایک تو ہر روزہ دار جانتا ہے کہ افطار کا وقت آتا ہے تو کیسی خوشی ہوتی ہے، اور اسی روزہ کی وجہ سے کل اللہ تعالیٰ سے ملنے کا وقت آئے گا تو یہی روزہ چوں کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے، اس لئے وہاں پر بھی اس کو خوشی ہوگی، تو دنیا میں بھی خوشی ملتی ہے اورآخرت میں بھی خوشی ملے گی۔

روزہ دار کو جنت میں باب الریّان سے بلایا جائے گا

حدیث ۱۲۱۶:-

وعنه أنَّ رسول اللہ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِی سَبِيلِ اللهِ نُودِیَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ. يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ.)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ (رضی اللہ عنہ): بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی يَا رسولَ اللهِ! مَا عَلَى مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فهل يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے جوڑا جوڑا (یعنی دو دو چیزیں) اللہ کی راہ میں دینے کا اہتمام کیا (جیسے: کپڑے دئے تو جوڑی دیئے، بکری دی تو دو بکریاں دیں، اسی طرح اور چیزوں میں بھی اس کا اہتمام کیا) تو جنّت کے دروازوں سے اس کو پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے (اور جیسی نیکی کی ہوگی اس کے مطابق ہی جنت کے دروازوں سے اس کو پکارا جائے گا) اگر کسی نے نماز والی نیکی کی ہے تو نماز والے دروازہ سے پکارا جائے گا (جنّت میں ایک دروازہ باب الصلوۃ کے نام سے ہے، نمازیوں کو وہاں سے جنّت میں داخل کیا جائے گا) اور جس نے جہاد والا عمل کیا ہے، تو اس کو جہاد والے دروازہ سے بلایا جائے گا، اور اگر روزہ والا عمل کیا ہے تو اس کو جنّت میں باب الریّان سے بلایا جائے گا، اور کسی نے صدقہ وخیرات کی ہوگی تو باب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان دروازوں میں سے اگر کسی ایک بھی دروازہ سے بلایا جائے تو پھر دوسرے دروازہ سے بلانے کی ضرورت تو نہیں ہے (مقصد تو جنّت میں داخل ہونا ہے، کسی ایک دروازے سے بھی بلایا جائے تو مقصد حاصل ہو گیا، لیکن میں پوچھنے کے طور پر پوچھ رہا ہوں کہ) کوئی ایسا بھی آدمی ہو گا جس کو جنّت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: جی ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جتنی نیکیوں کا اہتمام کرتا ہے اسی کے مناسب اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاملہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تو روزہ رکھنے والوں کو باب الریّان سے بلایا جائے گا اسی مناسبت سے یہ روایت لائے ہیں۔

حدیث ۱۲۱۷:-

وعن سهل بن سعد (رضی اللہ عنہ) عن النبيِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فی الجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَومَ القِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أحدٌ غَيْرُهُمْ، يقال: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لاَ يَدخُل مِنهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہا جاتا ہے، قیامت میں روزہ دار اُس دروازہ سے داخل ہوں گے، اور روزہ داروں کے علاوہ کسی کو اُس دروازہ سے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہو گی۔ چناں چہ اعلان ہو گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ تو سب روزہ دار اٹھیں گے اور اس دروازہ سے ان کے علاوہ کوئی نہیں جاسکے گا، جب سب روزہ دار اُس دروازہ سے داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روزہ داروں کے فضائل

حدیث ۱۲۱۸:-

وعن أبي سعيد الخدری (رضی اللہ عنہ) قال قال رسول الله ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْماً فِى سَبِيلِ اللهِ إِلاَّ بَاعَدَ اللهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفاً. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کے راستہ (یعنی جہاد) میں بھی روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اُس ایک دن کی وجہ سے جہنم سے ستّر سال دور کر دیں گے۔

حدیث ۱۲۱۹:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) عن النبيِ ﷺ قال: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ رکھے (احتساب یعنی اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حدیث ۱۲۲۰:-

وعنه (رضی اللہ عنہ) أنّ رسول الله ﷺ قال: ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ مع تشریح:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں کی توفیق عام ہو جاتی ہیں) اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں (اسی وجہ سے بہت سے لوگ جو عام دنوں میں گناہوں کے عادی ہوتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کر لیتے ہیں) اور شیطانوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے (یعنی قید کر دیا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی جو تھوڑے بہت گناہ ہو جاتے ہیں وہ دراصل سال بھر کے گناہوں کا اثر ہوتا ہے۔)

حدیث ۱۲۲۱:-

وعنه أنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ، فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاثِينَ)) متفقٌ عَلَيْهِ، وهذا لفظ البخارى.

وفي رواية لمسلم: ((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلاثِينَ يَوماً)).

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور شوال کا چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر انتیس کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ

رمضان کے مہینہ میں نیکی کے کام اور سخاوت کی کثرت ہونی چاہیے۔ خاص طور پر رمضان کے آخری عشرہ میں اور زیادہ ترقی ہونی چاہیے

حدیث ۱۲۲۲:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ رسول الله ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُوْلُ الله ﷺ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان کے مہینہ میں جب حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آکر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملتے تھے اس وقت آپ کی سخاوت میں اوراضافہ ہو جاتا تھا۔ اور رمضان کی ہر رات میں حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آکر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملتے تھے اور قرآنِ پاک کا دور کرتے تھے۔ اور جب حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مال خرچ کرنے میں بادلوں اور پانی کو لانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–ویسے بھی جتنے کمال کے اوصاف ہوسکتے ہیں وہ تمام نبی ٔکریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں پورے طور پر اور سب سے زیادہ موجود تھے۔ سخاوت بھی کمال کی ایک صفت ہے جو نبی ٔکریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات میں سب سے زیادہ تھی، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نبی ٔکریم ﷺ نے کبھی کسی چیز کے متعلق انکار نہیں فرمایا، اگر آپ کے پاس وہ چیز ہوتی تو عنایت فرمادیتے ،ورنہ اس کا وعدہ فرمالیتے، یا اس آدمی سے یوں کہہ دیتے کہ کسی سے قرض لے لو بعد میں اس کی ادائیگی کا انتظام کر دیا جائے گا۔

حضورِ اکرم ﷺ کی سخاوت کے نمونے

ایک مرتبہ ایک عورت نبی ٔکریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے لنگی کے لئے ایک کپڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور یوں کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے تیّار کیا ہے تاکہ آپ کی خدمت میں پیش کروں، لہٰذا آپ اسے قبول فرمائیے۔ آپ نے اس کو قبول فرمالیا اور اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔روایت میں آتا ہے کہ اس وقت نبی ٔکریم ﷺ کے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا۔ چناں چہ آپ اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے، اور جب دوبارہ واپس تشریف لائے تو اسی کو پہنے ہوئے تھے، جب آپ مجلس میں آکر تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابی اس کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو بڑا اچھا کپڑا ہے، مجھے عنایت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فرمادیجئے۔ حضورﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ چناں چہ آپ دوبارہ اُس مجلس سے اُٹھے، مکان میں تشریف لے گئے، اور وہاں سے آپ نے وہ کپڑا نکال کر تہہ کرکے ان کے پاس بھیج دیا۔ حضورِ اکرمﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد تمام صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اُن صحابی کو تنبیہ کی کہ تم بھی عجیب آدمی ہو، یہ چیز ایسے موقع پر آئی تھی کہ نبیٔ کریم ﷺ کو اس کی سخت ضرورت تھی، اسی لیے آپ نے فوراً اپنی ضرورت کے لئے اس کو استعمال بھی فرمایا، اور تم نے اسی کو مانگ لیا؟ حالاں کہ تم کو معلوم ہے کہ حضورِ اکرمﷺ کی عادتِ شریفہ یہ ہے کہ آپ کبھی انکار نہیں فرماتے۔

ایک مرتبہ بحرین سے مال آیا جس میں نوے ہزار درہم تھے، آپ نے وہ سارا مال مسجد کے صحن میں ڈلوادیا اور اس کو تقسیم کرنا شروع کیا، شام ہونے سے پہلے وہ سارے دراہم تقسیم کردئے، ایک پائی بھی اپنے پاس نہیں رکھی۔ نبیٔ کریمﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا۔ اسی کو فرمایا ہے کہ آپﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔

آپﷺ کے پرنواسے کے متعلق شاعر کی گواہی

عرب کا ایک بہت بڑا شاعر فرزدق گزرا ہے، اس نے امام زین العابدین حضرت علی بن حسین بن علی (رحمۃ اللہ علیہ) جو حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے صاحب زادے اور اکابرِ تابعین میں سے ہیں، ان کی شان میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک مرتبہ آپ بیت اللہ کے طواف کے لئے تشریف لائے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لوگوں کا مجمع تھا، اس وقت خاندانِ بنوامیہ کا ایک شہزادہ بھی وہاں موجود تھا، لیکن اس کی آمد پر کسی نے کوئی جگہ خالی نہیں کی، اور جب امام زین العابدین آئے تو لوگ ہٹ گئے اور ان کو راستہ دے دیا، انھوں نے بڑے اطمینان سے طواف کیا۔ کسی نے شہزادے سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ حالاں کہ وہ جانتا تھا لیکن حسد کی وجہ سے اُس نے یہ جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ فرزدق شاعر بھی وہاں موجود تھا اُس نے ان کی شان میں برجستہ ایک قصیدہ کہا جس میں ان کے اوصاف بیان کئے اور کہا کہ یہ وہ ہیں کہ جن کو حل بھی جانتا ہے اور حرم بھی جانتا ہے، انہیں میں ایک شعر یہ بھی ہے:

مَاقَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ ۞ لَوْلَاالتَّشَهُّدُلَكَانَتْ لَائُهٗ نَعَمْ

انہوں نے سوائے کلمۂ شہادت کے اپنی زبان سے کبھی ”لا“(یعنی ”نا“) نہیں کہا۔ اس میں لاالٰہ الاّاللہ میں ”لا“ آتا ہے، اگر یہ کلمۂ شہادت نہ ہوتا تو ان کی زبان پر ”لا“ آتا ہی نہیں۔ تو گویا نبیٔ کریم ﷺ کی سخاوت کا بھی یہ عالم تھا کہ کبھی کسی چیز کا انکار نہیں فرمایا۔

نبیٔ کریم ﷺ کا ہر رمضان کا معمول

رمضان المبارک کی ہر رات میں حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ قرآنِ پاک کا دَور کرتے تھے، حضرت جبرئیل حضور ﷺ کو قرآن سناتے تھے اور حضور ﷺ حضرت جبرئیل کو سناتے تھے، اور یہ معمول ہر رمضان کا تھا۔ ہمارے یہاں عام طور پر رمضان کے مہینہ میں حفاظ کے دَور کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جو رواج ہے وہ بھی نبیٔ کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور آپ ﷺ کی زندگی کے آخری رمضان میں یہ دَور دو مرتبہ ہوا۔

حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے آپ ﷺ کی سرگوشی

آپ ﷺ جب مرض الوفات میں تھے تو حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئیں، حضور اکرم ﷺ نے سرگوشی کے انداز میں ان کے کان میں ایک بات کہی جس کو سن کر وہ رونے لگیں، ان کو روتا ہوا دیکھ کر نبیٔ کریم ﷺ نے پھر کوئی بات ارشاد فرمائی جس کو سن کر وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بعد میں ان سے پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ وہ ایک راز کی بات ہے، میں نہیں بتاؤں گی۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنے اُس تعلق اور رشتہ کا حوالہ دے کر جو حضور ﷺ کے ساتھ تھا پھر پوچھا کہ اب تو بتلاؤ۔ تو انہوں نے کہا کہ: اب بتلاتی ہوں، پہلی مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے سرگوشی فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہر سال حضرت جبرئیل (علیہ السلام) میرے ساتھ قرآنِ پاک کا ایک دَور کرتے ہیں، لیکن اس سال دو مرتبہ دَور کیا، اس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ میری موت کا وقت اب قریب آگیا ہے، یہ سن کر میں رونے لگی تھی، میرا رونا دیکھ کر نبیٔ کریم ﷺ نے دوبارہ ایک بات ارشاد فرمائی، اب اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں کہ کیا فرمایا تھا، ایک روایت میں تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم جنّت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ: میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے آکر ملوگی، یعنی یہ جدائی کا زمانہ زیادہ طویل اور لمبا نہیں ہے؛ تو وہ سن کر میں ہنسنے لگی تھی۔

اور جس زمانہ میں حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ کی سخاوت انتہائی درجہ کو پہنچ جاتی تھی، آپ ﷺ مال خرچ کرنے میں بادلوں اور پانی کولانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ یعنی جو ہوا بادلوں کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور لوگوں کے لئے سیرابی کا سامان مہیا کرتی ہے اور گھر بیٹھے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتی ہے؛ اس سے بڑی سخاوت اور کیا ہو سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سخاوت اس سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی۔

روایت کا سبق

یہاں تو اس روایت کو لا کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عام حالت میں بھی نبی کریم ﷺ سخاوت فرماتے ہی تھے، لیکن رمضان میں سخاوت کا سلسلہ اور بڑھ جاتا تھا۔ لہٰذا ایک مؤمن کی شان بھی یہی ہونی چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور پیروی میں رمضان کے مہینہ میں سخاوت کا خوب اہتمام کرے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سال بھر ہاتھ روکے رکھے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں کہ سال بھر کچھ نہیں دیتے، اگر کوئی سائل آبھی گیا تو کہتے ہیں کہ ہم ابھی نہیں دیتے، رمضان میں آنا۔ آپ ﷺ کے یہاں سال بھر بھی سخاوت کا سلسلہ رہتا تھا اور رمضان میں تو بہت بڑھ جاتا تھا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور بعض لوگ اپنی زکوۃ بھی رمضان ہی میں دیتے ہیں، حالاں کہ مسئلہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے پہلے زکوۃ پوری ادا ہو جانی چاہیے۔ ہاں! اگر آپ کا سال رمضان میں پورا ہوتا ہے تو بات دوسری ہے۔ اور بعض لوگ صرف زکوۃ پر ہی اکتفا کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں ہے، سخاوت صرف زکوۃ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیے، اس لیے کہ زکوۃ تو فرض ہے، اس کے علاوہ نفل کے طور پر بھی خوب خرچ کرنا چاہیے۔

اس سے بڑی حماقت کیا ہو گی؟

اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دی ہے اس کو جتنا خرچ کرے کم ہے، اور جتنا خرچ کرے گا وہ اُسی کے لئے کار آمد ہو گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور اس کو خرچ کرنے کا اختیار بھی دیا ہے تو اپنی زندگی ہی میں خرچ کر لیجئے، جب آپ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو یہ مال آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا، پھر خرچ کرنے کا اختیار آپ کے ہاتھ میں نہیں رہے گا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ میں اختیار ہے اُس وقت خرچ نہ کرنا اور بعد میں دوسروں سے توقع رکھنا؛ اس سے بڑی حماقت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جب اپنے ہاتھ میں اختیار ہوتا ہے اس وقت تو لوگ خرچ کرتے نہیں، اور یوں سوچتے ہیں کہ ہمارے بعد بچے ہمارے لئے خرچ کریں گے، حالاں کہ جب آپ نے خود اپنے ہاتھ سے خرچ کیا نہیں، تو دوسرا آپ کے لیے کیا خرچ کرے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اور رمضان میں صرف مال خرچ کرنا ہی نہیں بلکہ ہر نیکی کے کام میں اضافہ ہونا چاہیے۔ تلاوت، ذکر، تسبیحات، نوافل اور نیکی کے کام جتنے بھی ہوسکتے ہیں ان تمام نیکی کے کاموں میں رمضان میں اضافہ ہونا چاہیے۔ رمضان کا مہینہ یوں سمجھئے کہ نیکی کے کاموں کو انجام دینے کا سیزن اور موسم ہے، اس لئے اس میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا اہتمام کیا جائے۔

حدیث ۱۲۲۳:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسول الله ﷺ إِذَا دَخَلَ العَشْرُ أَحيَىٰ اللَّيلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَشَدَّ المِئْزَرَ.

(متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ رمضان کا جب آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ پوری رات بیدار رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور لنگی باندھ لیتے تھے۔

افادات:- یعنی عبادات میں بہت زیادہ مجاہدہ اور مشقت سے کام لیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخری عشرہ میں ان چیزوں کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب النهي عن تقدم رمضان بصوم بعد نصف شعبان إلاّ لمن وصله بما قبله، أو وافق عادة لَهُ بأن كَانَ عادته صوم الإثنين والخميس فوافقه

نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے رکھنے کا ناپسندیدہ ہونا

عنوان کا خلاصہ

اگر کوئی آدمی شعبان کے شروع سے روزہ رکھتا چلا آیا ہے تب تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ روزہ اس کے لئے کمزوری کا باعث ہو اور اس کے نتیجہ میں رمضان کے روزوں کی ادائیگی میں کچھ کمی اور کوتاہی ہو جائے۔ البتہ اگر اس کی عادت ہے، مثلاً: ہر ہفتہ میں پیر یا جمعرات کا روزہ رکھنے کی عادت ہے، تو پندرہ شعبان کے بعد جتنے پیر اور جمعرات آئیں گے اس میں وہ روزہ رکھے گا۔ یا مثلاً: ہر مہینہ کی اسلامی ۲۰، ۲۱، ۲۲ تاریخ کو روزہ رکھنے کی عادت ہے؛ تو شعبان کی بھی ۲۰،۲۱،۲۲ کو روزہ رکھے گا۔ یا اگر پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہے اور ابھی تک ان کی قضا کرنے کی نوبت نہیں آئی ہے اور آگے پھر دوسرا رمضان آرہا ہے، تو پندرہ شعبان کے بعد رمضان شروع ہونے سے پہلے بھی قضا روزے رکھ سکتا ہے، اور اگر ایسی کوئی وجہ نہیں ہے تو پھر روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہ ممانعت تحریمی نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

شریعت کے حدود کی رعایت ضروری ہے

حدیث ۱۲۲۴:-

عن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) عن النبيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُم رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إلاَّ أنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَومَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ اليَوْمَ)) (متفقٌ عَلَيهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھے، البتہ اگر وہ اُس دن روزہ رکھنے کا پہلے سے عادی ہو (مثلاً جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتا ہے، یا پیر اور منگل کا روزہ رکھتا ہے، اور رمضان سے پہلے یہی دو دن آ گئے) تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

حدیث ۱۲۲۵:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: ((لاَ تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلاثِينَ يَوْماً)) (رواه الترمذی، وقال: ((حديثٌ حسنٌ صحيح)).

((الغَيَايَةُ)) بالغين المعجمة وبالياءِ المثناةِ من تَحْت المكررةِ، وهي: السحابة.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان سے (ایک دو دن) پہلے روزہ مت رکھو، (رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور (عید کا) چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر انتیس کو چاند نظر نہیں آیا، بادل بیچ میں رکاوٹ بن گیا، تو پھر تیس کی گنتی پوری کرو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۲۲٦:-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) قال: قال رسول الله ﷺ: ((إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا)) (رواه الترمذی، وقال: حدیث حسن صحیح)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کا آخری نصف باقی رہ جائے تو روزہ مت رکھو۔

افادات:- رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شریعت نے رمضان کے روزے انیتس یا تیس متعین کر دئے ہیں، شریعت نے اس کے لئے جو مقدار متعین کی ہے اُس میں زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ جیسے: فجر کی دو رکعتیں فرض ہیں، اب اگر کوئی آدمی فجر کی دو رکعت فرض کے بجائے چار پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا۔ اسی طریقہ سے رمضان کا مہینہ انیتس یا تیس کا ہو گا، اگر دو دن پہلے سے روزے شروع کرے گا تو مہینہ سے بڑھ جائیں گے، اس لیے منع کیا ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ اہلِ کتاب کی پرانی عادت تھی اس سے بھی منع کرنا مقصود ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ لہٰذا شریعت نے جو حدود اور بورڈر مقرر کئے ہیں ان کی پوری رعایت ضروری ہے۔

روزوں کے سلسلہ میں شریعت نے ایک مقدار اور کمیت یعنی تعداد مقرر کی ہے اس میں بھی کوئی ایسی شکل اختیار کرنا جس کی وجہ سے تعداد کے اندر زیادتی ہو، شریعت نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ اسی لیے رمضان سے ایک دو دن پہلے سے روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ ہاں! اگر عادت ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

جیسا کہ اوپر بتلایا گیا تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ اسی طرح رمضان ختم ہونے کے بعد تو عید ہی ہے، اور عید کا روزہ شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ دونوں طرف پابندی لگادی، گویا رمضان کی جو تعداد مقرر کی ہے اس میں نہ تو کمی ہونی چاہیے اور نہ زیادتی ہونی چاہیے۔ یہ بات تو کمیت کے اعتبار سے ہوئی۔

اور کیفیت کے اعتبار سے بھی یہی حکم ہے، جیسا کہ آگے آئے گا کہ افطار جتنا جلدی ہو وہ پسندیدہ ہے، اگر سورج غروب ہو گیا تو اب روزہ کھولنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ تو یہاں بھی دیکھیے کہ روزہ کا ایک وقت مقرر تھا تو اس کو زیادہ لمبانے کو پسند نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح سحری میں جتنا لیٹ کرو کہ بالکل روزہ شروع ہونے سے پہلے پہلے سحری پوری کرو؛ وہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ تو روزہ کا جو وقت متعین کیا گیا ہے اس میں اُدھر بالکل اخیر میں کھائیں اور اِدھر فوراً افطار کرلیں، گویا جتنا وقت شریعت نے دیا ہے اتنا ہی استعمال کرنا اچھا ہے۔

اپنی مرضی پر چلنے کا نام عبادت نہیں

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ یہ سارے جو احکامات دیئے گئے ہیں اور ان چیزوں کی جو تاکید کی گئی ہے وہ دراصل دین کے معاملہ میں غلو سے بچنے کے لیے ہے کہ دین کے معاملہ میں حد سے آگے بڑھنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے آپ ایسا مت کیجئے کہ آدھی رات کو سحری کرکے سو گئے اور روزہ بجائے ایک دن کا رکھنے کے ڈیڑھ دن کا رکھنے لگے۔ یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔ ایک تو یہ ہے کوئی آدمی اپنی سستی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے کہ رات کو ہی کھا کر سو جاتا ہے، تو اس میں گناہ تو نہیں ہے لیکن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پسندیدہ طریقہ بھی نہیں ہے۔اوراگر کوئی آدمی ضروری سمجھ کر ایسا کرے گا تو گنہ گار ٹھہرے گا۔لہٰذا شریعت دین کے معاملہ میں غلو کی اجازت نہیں دیتی۔اس لیے کہ عبادت نام ہے اللہ اور رسول کے حکم کو بجالانے کا۔اپنی مرضی کے اوپر چلنے کا نام عبادت نہیں ہے۔

یوم الشک کے روزہ کا بیان

حدیث ۱۲۲۷:-

وعن أَبي اليقظان عمارِ بن يَاسِرٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: مَنْ صَامَ اليَوْمَ الَّذِى يُشَكُّ فِيهِ، فَقَدْ عَصَى أَبَا القَاسِمِ ﷺ. (رواه أَبُو داود والترمذی، وقال: ((حديث حسن صحيح))

ترجمہ:- حضرت عماربن یاسر (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ جس نے یوم الشک کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم یعنی نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔

افادات:- یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کہ اس سے اگلی شب میں چاند نظر آنے کے امکانات تھے لیکن بادل ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا، ہو سکتا ہے کہ چاند ہوا ہو، اور نہ بھی ہوا ہو۔ تو چوں کہ چاند نظر نہیں آیا اس لیے رمضان شروع نہیں ہوا، لیکن شعبان کا تیسواں دن ہے اس کے متعلق یہ بھی احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ پہلی رمضان ہو، ایسے موقع پر بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ احتیاط کے طور پر رکھ لو؛ تو شریعت نے اس سے منع کر دیا ہے۔ جب بادل کی وجہ سے چاند نظر نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

آیااور رمضان ثابت نہیں ہوا؛تواحتیاط کیسا؟جب رمضان آیاہی نہیں تو دل میں رمضان کا خیال رکھ کر روزہ کیوں رکھتے ہو؟شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔یہی یوم الشک کاروزہ کہلاتا ہے۔

ہاں !اگر آپ کی عادت کادن ہے،مثلاً آپ ہر پیر کوروزہ رکھتے ہیں اورآج پیر ہےتووہ روزہ رکھ سکتے ہیں۔یا آپ پکی نفل کی نیت کرتے ہیں(ڈاوانڈول اور تذبذب والی بات نہیں کہ اگراعلان ہوگیا تو رمضان کاہوجائے گا،ورنہ نفل تو کہیں گیاہی نہیں؛تواس کی تواجازت نہیں ہے)اوردل میں دوسرا ارادہ بالکل بھی نہ ہو؛یہی لوگ خواص کہلاتے ہیں اورانہیں کوروزہ رکھنے کی اجازت ہے۔فقہ کی کتابوں میں خواص کی تعریف یہی کی گئی ہے کہ جواپنی نیت پر کنٹرول رکھ سکتاہوتووہ روزہ رکھ سکتا ہے۔اور جس کے دل میں ڈاوانڈول اور تذبذب ہوتواس کواس دن روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ویسے مسئلہ یہ ہے کہ بعد میں جاکر کہیں سے گواہی آگئی اور ثابت ہوگیا کہ یہ دن پہلی رمضان کاہے تو ان لوگوں نے جو نفل روزہ رکھاتھااوران کی پکی نیت نفل کی ہی تھی؛ان کاوہ روزہ رمضان ہی کا ہوجائے گا۔لیکن نیت میں ڈاوانڈول اور تذبذب والے آدمی کوروزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب مَا يقال عند رؤية الهلال

چاند دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

پہلے بھی بتلایا تھا کہ شریعت نے ہر موقع پر دعاؤں کا اہتمام کرایا ہے، تاکہ آدمی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، مکان میں داخل ہورہا ہے تو دعا۔ نکل رہا ہے تو دعا۔ بازار میں جارہا ہے تو دعا۔ سونے لگا تو۔ بیدار ہوا تو۔ بیت الخلاء میں جارہا ہے تو۔ باہر نکلا تو۔ ایک حالت سے دوسری حالت میں جہاں جہاں تبدیلی پیدا ہورہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور متوجہ ہونے کی تاکید کی جارہی ہے۔ یہ تو آدمی کے ذاتی حالات کی بات تھی۔ لیکن جہاں غیر اختیاری حالات ہیں جیسے اوقات کی تبدیلی ہوتی ہے، مثلاً: رات ختم ہوئی اور دن نکلا تو یہ دعا پڑھ لو، دن ختم ہوا اور رات آئی تو یہ دعا پڑھ لو۔ اور یہ تو دن ورات کی بات تھی، اگر ایک مہینہ ختم ہوا اور دوسرا نیا مہینہ شروع ہوا تو کہا گیا ہے کہ یہ دعا پڑھ لو۔ گویا ہر موقع پر بندہ کا اللہ تعالیٰ سے ربط و تعلق رہنا چاہیے۔ ان مسنون دعاؤں کے ذریعہ سے نبیٔ کریم ﷺ نے ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستقل طور پر جوڑ دیا ہے۔ جب کوئی آدمی ان دعاؤں کا سمجھ کر اہتمام کرے گا تو ان معانی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوا رہے گا۔ یہاں رمضان کا بیان چل رہا تھا اسی مناسبت سے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ چاند دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہیے۔ یہ دعا رمضان کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے، بلکہ ہر چاند کے موقع پر پڑھی جائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۲۲۸:-

عن طلحة بن عبيد الله (رضی اللہ عنہ) أنّ النبيّ ﷺ كان إذا رأى الهلال، قال: ((اللّٰهُمَّ أهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالأمْنِ وَالإيمَانِ وَالسَّلامَةِ وَالإسْلامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ، هِلالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ)) (رواه الترمذی، وقال: ((حديث حسن))

ترجمہ:- حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پہلا چاند دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ! اس چاند کو ہمارے اوپر طلوع کر اور روشن کر امن اور ایمان کے ساتھ۔ سلامتی اور اسلام کے ساتھ۔ اور (چاند کو خطاب کیا جارہا ہے کہ) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ (چوں کہ کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو چاند کی پوجا کرتے ہیں تو اس موقع پر توحید کا تقاضہ یہ بھی تھا کہ اس کے معبود نہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے کہ تو عبادت کے لائق نہیں ہے، بلکہ تیرا اور میرا مالک و پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اے اللہ) یہ چاند (میرے لیے) ہدایت اور بھلائی والا بن کر طلوع ہو۔

افادات:- اب جس مہینہ کے شروع میں امن وامان، سلامتی واسلام ہدایت اور خیر و بھلائی کی دعا مانگی گئی ہو؛ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اثرات سے ضرور مالا مال کریں گے۔ ہم لوگ اپنی تمام چیزوں میں ہر طرح کا اہتمام کرتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کی بتلائی ہوئی دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے۔ حالاں کہ یہ بڑی اہم دعا ہے، اگر مہینہ کے شروع میں یہ دعا مانگ لی، تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس دعا کی برکات ضرور ظاہر ہوں گی اور آدمی کو امن و سلامتی اور خیر و بھلائی اور ہدایت نصیب ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب فضل السحور وتأخيره مَا لَمْ يخش طلوع الفجر

سحری کی فضیلت۔

جب تک کہ صبحِ صادق کے طلوع ہو جانے کا ڈر نہ ہو وہاں تک سحری کو مؤخر کرنا۔

برکت والا کھانا۔

حدیث ۱۲۲۹:-

عن أنس (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ: ((تَسَحَّرُوا، فَإِنَّ فِى السُّحُورِ بَرَكَةً)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سحری کھاؤ، اس لیے کہ سحری میں برکت ہے۔

افادات:- سحری کو برکت والا کھانا کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ جو آدمی بغیر سحری کھائے روزہ رکھے گا تب بھی روزہ تو ہو جائے گا، لیکن ہو سکتا ہے کہ بغیر سحری کے روزہ رکھنے کی صورت میں کمزوری لاحق ہو، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں رکاوٹیں پیدا ہوں، اس لیے کہ اگر سحری کھالیں گے تو دن بھر قوت رہے گی، اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پورے کرنے میں کمزوری رکاوٹ نہیں بنے گی، اور یوں اس کی برکت کا ظہور ہو گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دوسرا یہ کہ بعض لوگ بھوک کی وجہ سے دوسروں پر گرم ہو جاتے ہیں ان کا مزاج بگڑ جاتا ہے، اب اگر سحری کرلیں گے تو مزاج کے بگڑنے سے حفاظت ہوگی۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب سحری کے ارادہ سے اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ دو چار رکعات پڑھنے کی بھی توفیق دیں گے، اس بہانہ سے تہجد بھی ہو جائے گی، اور کچھ نہ کچھ دعا بھی ہو جائے گی۔ پھر اگر اس موقع پر کوئی غریب مسکین آجائے گا تو اس کے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے دو چار لقمہ میں اس کو بھی شریک کرلیں گے تو صدقہ کا ثواب بھی مل جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اس کے طفیل میں بہت ساری بھلائیاں ہو جائیں گی اس لیے اس کو برکت والا کھانا کہا گیا ہے۔

حدیث ۱۲۳۰:-

وعن زيدِ بن ثابتٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلاَةِ. قِيلَ: كَمْ كَانَ بينهما؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيةً. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ پوچھا گیا کہ: تمہاری سحری اور نماز کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ تو جواب دیا کہ: قرآنِ پاک کی پچاس آیتوں کی مقدار (گویا دس پندرہ منٹ)

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ سحری بالکل آخری وقت میں کھائی جائے، اور اس میں وہی حکمت ہے جو اوپر بیان کی کہ روزہ میں زائد وقت لگنے نہ پائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۲۳۱:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ لرسولِ الله ﷺ مُؤَذِّنَانِ، بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. فَقَالَ رسول الله ﷺ: ((إِنَّ بِلالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)) قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلاَّ أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا. (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کے دو مؤذن تھے، ایک حضرت بلال اور دوسرے حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم (رضی اللہ عنہما)۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: بلال رات میں اذان دیتے ہیں (یعنی ان کی اذان ایسے وقت میں ہوتی ہے کہ صبح صادق نہیں ہوئی ہوتی، اس لیے ان کی اذان سن کر کھانا پینا بند کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ) کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ اس روایت کے ناقل حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ دونوں کی اذان میں صرف اتنا ہی فرق ہوتا تھا کہ ایک اذان دے کر اترتا تھا اور دوسرا چڑھتا تھا۔

افادات:- حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) صبح صادق کو دیکھ کر اندازہ سے اذان دیتے تھے اور عبد اللہ ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) چوں کہ نابینا تھے اس لیے جب تک لوگ بار بار کہہ کر ان کو اذان دینے کے لیے تیار نہ کرتے تھے وہاں تک وہ اذان نہیں دیتے تھے، اس لیے حقیقی صبح صادق ہونے کے بعد ہی عبد اللہ بن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) کی اذان ہوتی تھی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزہ میں فرق

حدیث ۱۲۳۲:-

وعن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وصِيَامِ أَهْلِ الكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔

افادات:- وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم سحری کھاتے ہیں۔ پچھلی مجلس میں بتلادیا تھا کہ ان کے یہاں رات میں جیسے ہی آدمی کی آنکھ لگ جاتی تھی اور روزہ شروع ہو جاتا تھا، شروع اسلام میں بھی یہی حکم تھا، بعد میں یہ حکم ختم ہو گیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب فضل تعجیل الفطر وَمَا یفطر عَلَیۡہِ وَمَا یقولہ بعد الإفطار

رمضان سے متعلق فضائل کا سلسلہ چل رہا تھا آج جو عنوان قائم کیا ہے اس میں ایک بات تو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جب افطار کا وقت ہو جانے کا یقین ہو جائے تو فوراً افطار کر لینا چاہیے اس میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔اور دوسری بات یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ کون سی چیز سے افطار کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے۔اور تیسری بات یہ کہ افطار کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے۔

لوگ بھلائی میں رہیں گے

حدیث ۱۲۳۳:-

عن سهل بن سعد(رضی اللہ عنہ)أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ:((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ)) (متفقٌ عَلَيۡهِ)

ترجمہ:- حضرت سہل بن سعد ساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے تب تک بھلائی میں رہیں گے۔

حدیث ۱۲۳۴:-

وعن أَبِي عطِيَّة قَالَ : دَخَلْتُ أنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عائشة (رضی اللہ عنہا) فَقَالَ لَهَا مَسْرُوق:رَجُلاَنِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلاَهُمَا لا يَألُو عَنِ الخَيۡرِ؛أحَدُهُمَا يُعَجّلُ المَغْرِبَ وَالإفْطَارَ ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ المَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ ؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ ؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ - يعني: ابن مسعود - فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رسولُ اللهِ يَصْنَعُ. قَوْلُه: ((لا يَأْلُو)) أَيْ: لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابوعطیہ تابعی کہتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس حاضر ہوئے، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے حضرت مسروق نے عرض کیا: نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو بھلائی اور نیکی کو حاصل کرنے کے معاملہ میں ذرّہ برابر کوتاہی سے کام نہیں لیتے (گویا نیکی کرنے کے لیے ہر وقت تیار اور ریڈی رہتے ہیں، دونوں کا مزاج تو یہی ہے) لیکن دونوں میں سے ایک مغرب اور افطار میں جلدی کرتے ہیں، اور دوسرے دیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے پوچھا: وہ کون ہیں جو مغرب اور افطار میں جلدی کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا: حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)۔ تو حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شریعت میں دخل اندازی نہ کریں

افادات:- سورج کے غروب ہو جانے کا یقین ہوتے ہی جب افطار کر لیا کریں گے وہاں تک بھلائی میں رہیں گے۔ گذشتہ مجلس میں بھی بتلا دیا تھا کہ شریعت کی طرف سے روزہ کے لیے جو وقت مقرر کیا گیا ہے کہ روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے، تو شریعت یہ چاہتی کہ یہ وقت جو مقرر کیا گیا ہے اس میں روزہ رکھنے والوں کی طرف سے زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ ویسے اگر کوئی آدمی اپنی سہولت کی وجہ سے آدھی رات کو سحری کھا کر سو گیا تو روزہ میں کوئی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اشکال نہیں ، لیکن پھر بھی شریعت کا پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ بالکل آخری وقت میں سحری کی جائے اس پر اجر وثواب زیادہ ملے گا۔

اسی طرح سے روزہ کا وقت غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے تو جیسے ہی آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو اب افطار میں دیر نہیں کرنی چاہیے، جتنا جلدی افطار کریں گے اتنا ثواب زیادہ ملے گا،اس لیے اب افطار کرنے میں دیر کرنا ایک طرح کا غلو ہے ،اور میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ جہاں شریعت کے احکام پر عمل کی شریعت کی طرف سے تاکید کی گئی ہے،وہیں ایک مزاج یہ بھی بنایا گیا ہے کہ ان احکام پر عمل کے معاملہ میں بندے اپنی طرف سے کوئی چیز نہ بڑھائیں۔ہم یوں سوچیں کہ سورج ڈوب گیا پھر بھی پندرہ منٹ اگر ٹھہر جائیں تو اس میں کیا حرج ہے،تو گویا اللہ تعالیٰ نے روزہ کا جو وقت مقرر کیا تھا اس میں ہم نے اپنی طرف سے پندرہ منٹ کا اضافہ کر دیا، گویا ہمارا یہ طرز شریعت میں ایک طرح کی دخل اندازی کہلاتی ہے،اس لیے اس کو پسند نہیں کیا ہے۔

یہ غلو ہے

اسی لیے دیکھو کہ وضو کے اندر بھی حکم یہ ہے کہ اعضاء تین تین مرتبہ دھوئے جائیں گے، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی ان کو تین سے زیادہ مرتبہ دھوئے گا تو اس نے گویا شریعت کی مقرر کی ہوئی حد سے تجاوز کیا"فقد تعدیٰ وظلم"اس نے زیادتی کی اور ظلم کیا۔حالاں کہ تین میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک مرتبہ اگر اضافہ کیا تو اس میں تو کمال پیدا ہونا چاہیے، لیکن شریعت کہتی ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے، جب آپ کے لیے ایک حد مقرر کی گئی ہے تو آپ اپنی طرف سے ایک مرتبہ بڑھا کیوں رہے ہیں۔ دین پر عمل کے معاملہ میں ہم اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرنا چاہیں تو یہ ایک طرح کا غلو شمار کیا گیا ہے۔

چار پانچ منٹ احتیاط کی جائے

روزہ کے وقت کے متعلق شریعت کی طرف سے جو تحدید کی گئی ہے کہ فلاں وقت شروع ہوتا ہے اور فلاں وقت ختم ہوتا ہے، آپ اس کا جتنا زیادہ اہتمام کریں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ اسی لیے سحری میں جتنا لیٹ کیا جائے گا اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا اور سورج کے غروب ہو جانے کا یقین ہونے کے بعد افطار میں جتنی جلدی کی جائے گی اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ ہاں! یہ بات ضرور ہے کہ آفتاب کے غروب ہو جانے کا پورا پورا یقین ہونا چاہیے، اگر ہم نے اپنی آنکھوں سے آفتاب کو ڈوبتے ہوئے دیکھا ہے تب تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس صورت میں تو فوراً افطار کر لیجئے اور اگر آنکھوں سے غروب ہوتے ہوئے نہیں دیکھا ہے بلکہ اوقات کے سلسلہ میں جو ٹائم ٹیبل چھپے ہوئے ہیں ان پر اعتماد کیا جا رہا ہے، تو چوں کہ وہ ایک حسابی چیز ہے اور حساب میں انیس بیس ہو سکتا ہے، اور اسی ساتھ ساتھ اس کی بنیاد گھڑی پر ہے، اور گھڑیاں بھی آگے پیچھے ہوا کرتی ہیں، اس لیے جو وقت ٹائم ٹیبل میں لکھا ہوا ہے، اس میں چار پانچ منٹ احتیاط کی جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

مسجد کی گھڑی ریڈیو ٹائم پر رکھیے

پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں اپنی گھڑی کا ٹائم درست رکھنے کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے، خاص کر کے رمضان کے دنوں میں تو بہت ہی ضروری ہے۔ ہمارے حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فضائلِ رمضان کا تتمہ جو ”اکابر کا رمضان“ سے مشہور ہے اس میں حضرت رائے پوری (رحمۃ اللہ علیہ) کے حالات میں لکھا ہے کہ روزانہ طلوع اور غروب کے وقت لوگوں کو دیکھنے کے لیے بھیجتے تھے تاکہ گھڑی کا وقت صحیح رہے۔ جب آفتاب نکل رہا ہو تو اس کو دیکھ کر ٹائم ٹیبل میں طلوع کا جو وقت لکھا ہو وہی وقت گھڑی میں بھی لگا دیا جائے تاکہ وہ گھڑی اس کے مطابق رہے۔ تو ایک بات تو یہ ہے گھڑی کو درست رکھنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، اس لیے مسجدوں کے ذمہ دار چاہے وہ امام ہوں یا متولی ہوں، ان کو چاہئے کہ گھڑیوں کا وقت درست رکھنے کا خاص اہتمام کریں۔ اس کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے، بہت سی جگہوں پر دیکھا گیا کہ مسجد کی گھڑی پانچ پانچ منٹ آگے پیچھے ہوتی ہیں جس کی وجہ سے بہت گڑبڑ ہو جاتی ہے، اور کبھی وقت سے پہلے اذان دی جاتی ہے۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ آپ اپنی گھڑی کے وقت کو بالکل ریڈیو ٹائم پر رکھیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تقویم کے استعمال کا طریقہ

دوسری بات یہ ہے کہ تقویم میں جو وقت لکھا گیا ہے تو چوں کہ وہ حسابی چیز ہے اس لیے اس پر تین یا پانچ منٹ کا اضافہ کر لیجئے۔ یہ دو چیزیں ضرور ہونی چاہئیں۔ بعض لوگوں کو اصرار ہوتا ہے کہ ٹائم ٹیبل میں وقت چھپا ہوا ہے اس میں بھی اضافہ کیوں کریں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک ٹائم ٹیبل تو سحری اور افطاری کا ہوتا ہے جو رمضان میں الگ سے شائع ہوتا ہے، اس میں تو احتیاط کی ہوئی ہی ہوتی ہے، اس میں جو وقت بتایا ہوا ہوتا ہے اسی وقت پر عمل کر لیا جائے، ٹائم ٹیبل بنانے والے نے خود ہی اس میں پہلے سے احتیاط کر لی ہے، اس لیے آپ کو مزید احتیاط کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مگر یہ اسی وقت جب کہ آپ کی گھڑی بالکل درست ہو۔ لیکن نمازوں کے لیے جو ٹائم ٹیبل بنائے ہوئے ہیں اس میں غروب آفتاب کا جو وقت لکھا ہوا ہے اس کو آپ دیکھ رہے ہیں تو پھر اس سے پانچ منٹ بعد افطار کیجئے، اور سحری میں اس وقت سے دس منٹ پہلے فارغ ہو جایئے، احتیاط اسی میں ہے۔ لیکن اگر کسی کی گھڑی بالکل ٹھیک ہے اور عام ٹائم ٹیبل کے مطابق افطار کرتا ہے تو ہم روزہ خراب ہونے کا فتویٰ نہیں دیں گے، ہاں! احتیاط کا حکم ضرور دیں گے۔ باقی ان دونوں چیزوں کا یعنی گھڑی کے صحیح رکھنے کا اور احتیاط کا بھی اہتمام نہایت ضروری ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لطیفہ

ہمارے الحاج بھائی عبد الحفیظ صاحب منیار زید مجد ہم جو ٹائم ٹیبل تیار کرتے ہیں اور ساری دنیا میں بھیجتے رہتے ہیں، انہوں نے ایک مرتبہ لطیفہ سنایا جو سننے کے قابل ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی زمانہ میں مَیں نے اس بات کا اہتمام کیا تھا کہ گھوم پھر کر دیکھوں کہ سورت کی مسجدوں میں اذان تیار کئے ہوئے ٹائم ٹیبل کی ہدایات کے مطابق دی جاتی ہے یا نہیں، لہٰذا روزانہ الگ الگ مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرتا تھا۔ ایک دن ایک مسجد میں پہنچا اور وہ مسجد بالکل ساحل دریائے تاپتی پر تھی جہاں سے غروبِ آفتاب صاف نظر آتا تھا۔ مؤذن صاحب نے مغرب کی اذان دینی شروع کی، تو میں نے ان سے کہا کہ مؤذن صاحب! ابھی وقت نہیں ہوا ہے۔ تو مؤذن صاحب مجھے کہنے لگے کہ: ٹائم ٹیبل دیکھو، اور گھڑیال دیکھو۔ میں نے ان سے کہا کہ: جناب وہ دیکھو! ابھی تو سورج نظر آرہا ہے (اصل میں مسجد کی گھڑی آگے تھی) جب انہوں نے سورج دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ اس لیے گھڑی کو بھی صحیح رکھنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

خیر! میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ جب سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو اب افطار میں تاخیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب تو جتنا جلدی افطار کر لیں گے اتنی ہی فضیلت آپ کو زیادہ حاصل ہو گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ڈیڑھ دن کا روزہ میرے بس کا نہیں

اور افطار میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ”اکابر کا رمضان“ ہی میں ایک واقعہ لکھا ہے، بطور لطیفہ سنا دیتا ہوں۔ حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تھے جنھوں نے حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کی بہت خدمت کی تھی، حضرت حکیم الامت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کو ان سے بڑی بے تکلّفی تھی، ایک مرتبہ وہ تھانہ بھون ملاقات کے واسطے مہمان بن کر تشریف لے گئے، رمضان کا مہینہ تھا، حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے پوچھا: آپ سحری کب کرتے ہیں؟ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے پوچھا: آپ کب کرتے ہیں؟ حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: مَیں تو صبحِ صادق سے ایک گھنٹہ پہلے کرتا ہوں۔ حضرت مولانا یحییٰ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: بھائی! ڈیڑھ دن کا روزہ تو میرے بس کا نہیں ہے (ایک گھنٹہ پہلے جو سحری کرلی جائے اس کو حضرت نے مزید آدھے دن سے تعبیر کیا) اس لیے کہ مَیں تو ایسے وقت سحری کرتا ہوں کہ دن بھر شک ہوتا رہے کہ روزہ ہوا بھی یا نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بالکل آخری وقت میں سحری کرتا ہوں۔ حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: دیکھو! ہم ایک کام کرتے ہیں، آپ کچھ اوپر آیئے اور مَیں کچھ نیچے اترتا ہوں۔ چناں چہ یہ طے ہوا کہ صبحِ صادق سے آدھا گھنٹہ پہلے سحری شروع کریں گے، تاکہ اپنے وقت پر اطمینان سے ختم ہوجائے۔ پھر جب افطار کے لئے بیٹھے تو (جیسا کہ آگے روایت آرہی ہے کہ جب پورب کی طرف سے رات آتی ہوئی نظر آئے اور پچھم کی طرف سورج غروب ہوجائے؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

تو افطار کا وقت ہو گیا) حضرت مولانا یحییٰ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے آسمان کی طرف دیکھا اور افطار شروع کر دیا۔ جب مولانا یحییٰ صاحب نے کھانا شروع کیا تو حضرت کے جو خدّام ساتھ تھے انہوں نے بھی افطار شروع کر دیا۔ اِدھر حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں پچھ احتیاط رہتی تھی، اس لیے کچھ وقت انتظار کر کے افطار کیا جاتا تھا، جب حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کھانا شروع نہیں کیا تو حضرت کے خدّام بھی انتظار میں بیٹھے رہے، حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے دیکھا کہ سب میرے انتظار میں ہیں تو تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ: اگر ہم اپنے وقت کے مطابق افطار کرنے جائیں گے تو یہاں تو کچھ بچنے کا ہے نہیں؛ چلو! شروع کرو۔

خلاصہ یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کا یقین ہو جائے تو آدمی کو افطار میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

عند اللہ محبوب بندہ

حدیث ۱۲۳۵:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: ((قَالَ اللهُ-عزوجل-أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْراً))

(رواه الترمذي، وقال: ((حديث حسن))

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (حدیثِ قدسی ہے) میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ ہے جو جلدی افطار کرنے والا ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:– جلدی افطار کا مطلب یہ نہیں کہ غروبِ آفتاب سے پہلے افطار کرلے بلکہ غروبِ آفتاب کے بعد افطار میں دیر نہ کرے۔

حدیث ۱۲۳۶:-

وعن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هاهُنَا، وَأَدْبَرَ النهارُ مِنْ هَاهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:–حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پورب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب رات اُدھر سے آجائے اور پچھم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دن اِدھر سے چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار کے لئے افطار کا وقت ہو گیا۔

افادات:–یعنی پچھم کی طرف جب سورج ڈوبتا ہے تو فوراً مشرقی کنارہ پر سیاہی یعنی رات آنا شروع ہو جاتی ہے، تو اب روزہ دار افطار کے وقت میں داخل ہو گیا، لہٰذا اس کو فوراً افطار کرلینا چاہیے۔

اب افطار کا وقت آگیا

حدیث ۱۲۳۷:-

وعن أَبِي إبراهيم عبدِ الله بنِ أَبِي أوفى (رضی اللہ عنہما) قَالَ: سِرْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ القَوْمِ: ((يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا))، فَقَالَ: يَا رسول الله، لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: ((انْزِلْ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَاراً. قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رسول الله ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هاهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

(متفقٌ عَلَيْهِ)

قَوْله: ((اجْدَحْ)) بجيم ثُمَّ دال ثُمَّ حاءٍ مهملتين أيْ: اخْلِطِ السَّوِيقَ بِالْمَاءِ

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ٔکریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں گئے اس وقت آپ ﷺ روزہ سے تھے، جب سورج ڈوب چکا تو آپ ﷺ نے کسی سے کہا (دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اے بلال!) اترو اور ہمارے لئے ستّو گھولو (تاکہ ہم افطار کرلیں) تو جن صحابی سے کہا تھا انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابھی ذرا ٹھہر جایئے۔ حضور ﷺ نے پھر سے فرمایا: اترو اور ستّو گھولو۔ ان صحابی نے پھر سے عرض کیا: ابھی تو دن ہے (یعنی اجالا بہت ہے) تو حضور ﷺ نے فرمایا: اترو اور ستّو گھولو۔ چناں چہ وہ اترے اور ستّو کو پانی میں ڈال کر تیار کیا اور نبی ٔکریم ﷺ نے اس کو پیا، پھر فرمایا: جب تم دیکھو کہ رات اِدھر (یعنی پورب کی طرف) سے آگئی تو روزہ دار کے لئے افطار کا وقت آگیا (گویا اور زیادہ اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب سورج ڈوب گیا تو فوراً افطار کرلینا چاہیے۔)

ستو بنانے کی ترکیب (Recipe)

افادات:- ستّو یعنی گیہوں کو آگ میں بھون لیا جاتا ہے اس کے بعد اس کو بڑا بڑا ہی پیس ڈالتے ہیں، پھر پانی میں ڈال کر نرم بنا کر پی لیتے ہیں، بعض لوگ اور زیادہ مرغوب بنانے کے لئے اس میں شکر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

یا شہد ڈال لیتے ہیں۔ لیکن حدیث میں جس ستّو کا ذکر آتا ہے وہ تو وہی ہے جس کو پکانے کی بھی ضرورت نہیں ، بس! بھونے ہوئے گیہوں کو پیس ڈالتے ہیں اور اُسی کو پانی میں بھِگا کر پی لیا جاتا ہے، ؛اسی کو ستّو کہا جاتا ہے۔ عام طور پر عرب لوگ سفر کے توشہ کے طور پر ستّو ہی رکھتے تھے۔

اس روایت میں بھی یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے افطار کے لئے جب ستّو گھولنے کا حکم دیا اور صحابی جواب میں یہ عرض کر رہے ہیں کہ اور کچھ وقت گزرنے دیا جائے، تو آپ ﷺ نے زیادہ انتظار نہیں فرمایا، غروب کے بعد جلدی سے افطار فرمالیا۔

کھجور پانی سے افطار کی حکمت

حدیث ۱۲۳۸:-

وعن سلمان بن عامر الضَّبِّيِّ الصحابي (رضی اللہ عنہ) عن النبيِّ ﷺ قالَ ((إذَا أفْطَرَ أحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ؛ فإنَّهُ طَهُورٌ)) (رواه أبو داود والترمذي، وقال: ((حديث حسن صحيح))

ترجمہ:- حضرت سلمان بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے۔ اور اگر کھجور موجود نہ ہو تو پانی سے افطار کرے کہ پانی پاک کرنے والا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- بعض حضرات نے اس کی یہ حکمت بتلائی ہے کہ بھوکا رہنے کی وجہ سے آدمی کی بینائی ذرا کمزور سی ہونے لگتی ہے، اور میٹھے کی خاصیت یہ ہے کہ وہ بینائی کو تیز کرتا ہے اس لئے کھجور سے افطار کرنے کا حکم دیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عرب میں عام طور پر کھجور آسانی سے میسر ہو جاتی تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے کھجور سے افطار کرنے کا حکم دیا، اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی تو ہر ایک کو میسر ہوتا ہی ہے۔

چوں کہ عنوان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ کونسی چیز سے افطار کیا جائے، اسی مناسبت سے یہ روایت لائے ہیں

رطب، تمر، پانی

حدیث ۱۲۳۹:-

وعن أنس (رضي الله عنه) قَالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ. (رواه أبو داود والترمذي، وقال: حديث حسن)

ترجمہ:- حضرت أنس (رضي الله عنه) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے افطار فرماتے تھے۔ اور اگر تازہ کھجور نہیں ہوتی تھی، تو پھر عام کھجور سے افطار فرماتے تھے، اور اگر کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرما کر افطار فرمالیتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- رطب یعنی تازہ کھجوریں جو نرم ہوتی ہیں۔جب کھجوریں پکتی ہیں تو اندر سے بالکل نرم ہوتی ہیں، وہی رطب کہلاتی ہیں، اوران کو اس وقت ڈبّے میں بند نہیں کیا جاتا ہے، اگر اس وقت فوری طور پر ڈبّے میں بند کر دیں تو وہ خراب ہو جائیں گی،اس لیے ان کو کھلیان میں ڈال دیتے ہیں، جیسے: ہمارے یہاں گیہوں کاٹ کر اس کی بالیاں کھلیان میں ڈالتے ہیں، پھر اس پر بیل چلا کر دانے اور بھوسے کو الگ کرتے ہیں۔ تو جیسے کسان لوگ کھلیان بناتے ہیں،اسی طرح وہ لوگ تازہ کھجوروں کو اتارنے کے بعد کھلیان میں ڈالتے ہیں اور کچھ مدّت تک وہیں رہنے دیتے ہیں، وہاں پڑے پڑے وہ ایسی ہو جاتی ہیں کہ اندر کی نرمی ختم ہو جاتی ہے، اور عام طور پر حاجی لوگ وہی کھجوریں لاتے ہیں؛اُس کو عربی میں تمر کہتے ہیں۔اور شروع میں جو تازہ کھجوریں ہوتی ہیں وہ رطب کہلاتی ہیں۔ بہر حال! اگر تازہ کھجور ہو تو عام کھجور کے مقابلہ میں اسی کو ترجیح حاصل ہوگی، اور اگر تازہ کھجور نہیں ہے تو عام کھجور سے افطار کرنا چاہیے، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے،یا پھر کھانے کی کوئی بھی چیز ہو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

روزہ دار کو چاہیے کہ اپنی زبان اور دیگر تمام اعضاء کو آپس کے جھگڑوں اور گالی گلوچ وغیرہ سے محفوظ رکھے

پہلے بھی بتلایا تھا کہ اصل روزہ تو صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک تین چیزوں (کھانے پینے اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت) سے بچنے کا نام ہے اور نیت بھی روزہ کی ہو تو وہ شرعی روزہ کہلائے گا۔

روزہ کے آداب

اب یہاں بتلانا چاہتے ہیں کہ اس روزہ کے آداب اور لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ روزہ دار جہاں کھانے پینے اور بیوی سے صحبت سے اپنے آپ کو بچا رہا ہے، حالاں کہ کھانا پینا اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا عام دنوں میں اور روزہ کے علاوہ دوسرے اوقات میں حلال ہے، تو پھر حرام چیزوں سے تو بطریقۂ اولیٰ بچانا چاہیے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ روزہ دار کو چاہیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گالی گلوچ، غیبت، تہمت، بہتان، اور لایعنی یعنی گپ شپ وغیرہ یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جو روزہ کے تقاضوں کے خلاف ہیں، بعض لوگ صرف گپ شپ کو ہی روزہ گزارنے کا ذریعہ بناتے ہیں، حالاں کہ ایسی تمام باتیں زبان سے نہیں نکالنی چاہئیں، بلکہ زبان سے تو اللہ کا ذکر ہونا چاہیے، تسبیحات، تلاوت میں مشغول رہے۔ دوسری چیز آنکھوں کی حفاظت ہے۔ جن چیزوں کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، ان سے اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے، یا ان کو دیکھنا جائز تو ہے لیکن ان کو دیکھنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، تو ایسی چیزوں کو دیکھنے سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ اسی طریقہ سے غلط چیزوں کے سننے سے کان کی حفاظت کرنا، جیسا کہ پہلے بھی بتلادیا تھا کہ بعض لوگ ٹائم پاس کرنے کے لئے روزہ کی حالت میں ٹی وی دیکھتے ہیں، گانا سنتے ہیں، یا اس طرح کی دوسری چیزوں میں مشغول رہتے ہیں، تو اگرچہ فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن اس سے روزہ کا اصل ثواب ختم ہو جائے گا۔

حدیث ۱۲۴۰ :-

عن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول اللهِ ﷺ : ((إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو وہ نہ تو فحش بات کرے، اور نہ شور وشغب کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس کے ساتھ گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرے، تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- مجھے تیرے ساتھ گالی گلوچ اور جھگڑا کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ نہیں مانتا تو اپنے جی سے کہے کہ تو روزہ سے ہے، تجھے اس کے ساتھ جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

"رفث" یعنی ایسا کلام جس میں شہوت ابھارنے والی یا بیوی سے صحبت وغیرہ سے متعلق باتیں ہوں۔

حدیث ۱۲۴۱:-

وعنه، قَالَ: قَالَ النبیُّ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ للهِ حَاجَةٌ فِی أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی (روزہ کی حالت میں) جھوٹ اور غلط کام (جن کی شریعت میں اجازت نہیں ہے) نہ چھوڑے؛ تو ایسے آدمی کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

افادات:- مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں ہے، کیوں کہ روزہ کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، جب آدمی اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رہا ہو، تو حرام چیزوں سے تو اور زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَاب فِيْ مَسَائِل مِنَ الصَّوْم

روزے کے چند مسائل

بھول سے کھاپی لے تو؟

حدیث ۱۲۴۲:-

عن أَبي هريرة (رضی اللہ عنہ) عن النبيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ، فَأَكَلَ، أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ)) (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کا کوئی آدمی بھول جائے کہ میرا روزہ ہے، اور اس نے بھول سے کچھ کھاپی لیا؛ تو اپنا روزہ پورا کرلے (مطلب یہ ہے کہ بھول سے کھانے پینے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹا) دراصل اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

افادات:- اگر کسی کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ اس کا روزہ ہے، اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ بھول سے کھارہا ہے تو اس کو یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟ تو اگر کسی کے متعلق آپ کا یہ خیال ہے کہ وہ روزہ کی وجہ سے کمزور ہوچکا ہے، اس لیے یہ کچھ کھالے تو ہی اچھا ہے، تو اس صورت میں آپ یاد نہ دلایئے، بلکہ اس کو کھالینے دیجئے۔ بعد میں اس سے کہہ دو کہ آپ کا روزہ ہے۔ اور اگر آپ کا خیال یہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہے کہ اس کو روزہ کی وجہ سے کوئی کمزوری نہیں آئے گی تو شروع ہی میں بتادیجئے تاکہ وہ کھانے سے بچارہے۔

بحالتِ روزہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا طریقہ

حدیث ۱۲۴۳:-

وعن لَقِيط بن صَبِرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: قُلْتُ: يَا رسول الله، أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: ((أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الاسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِماً)) رواه أبو داود والترمذی، وقال: ((حديث حسن صحيح)).

ترجمہ:- حضرت لقیط بن صبرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے متعلق بتلائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو پورے طور پر کرو، اور انگلیوں کا خلال بھی کرو، اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ سے کام لو؛ مگر یہ اس وقت جبکہ تم روزہ سے نہ ہو۔

افادات:- اسباغ کا معنیٰ ہے وضو میں تمام اعضاء کو آداب و سنن اور مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے پورے اطمینان سے اچھی طرح سے دھونا۔

ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ سے کام لینا یعنی جب ناک میں پانی چڑھاؤ تو اچھی طرح سانس سے اندر کھینچو تاکہ ناک کا بانسے اور نرم حصہ تک پانی پہنچ جائے، مگر یہ اس وقت جبکہ روزہ نہ ہو، اس لیے کہ روزہ کی حالت میں اگر اتنا زیادہ کھینچو گے کہ پانی حلق تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لئے لکھاہے کہ ویسے تو جنابت کے غسل میں غرغرہ کرنا چاہیے، لیکن روزہ کی حالت میں آدمی اگر غسل کرے تو غرغرہ نہ کرے۔

بحالتِ جنابت روزہ شروع کرنا

حدیث ۱۲۴۴:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسول الله ﷺ يُدْرِكُهُ الفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ.

(متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کو فجر ایسی حالت میں پالیتی تھی کہ آپ کو غسل کی ضرورت ہوتی تھی (یعنی آپ اپنے اہل سے صحبت کئے ہوئے تھے) اس کے بعد آپ غسل کرتے تھے اور روزہ بھی رکھے ہوئے ہوتے تھے۔

افادات:- صحبت کے سلسلہ میں آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ رات کے آخری حصہ میں تہجد سے فارغ ہونے کے بعد صحبت کرتے تھے، اور وہی زیادہ نشاط کا وقت ہوا کرتا ہے، پھر لیٹ جاتے تھے، کبھی ایسا ہوتا تھا کہ صبحِ صادق ہوئی اور ابھی غسل کرنا ہے تو آپ غسل کرتے تھے، اور آپ کا روزہ بھی رہتا تھا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں غسل کی حاجت ہوگئی، یا رات کا غسل باقی تھا اور صبحِ صادق کے بعد وہ فرض غسل کیا، تو اس کی وجہ سے روزہ پر کوئی زد نہیں پڑے گی، روزہ اپنی جگہ صحیح ہو جائے گا۔

حدیث ۱۲۴۵:-

وعن عائشة وأم سلمة (رضی اللہ عنہما) قالتا: كَانَ رسول الله ﷺ يُصبِحُ جُنُباً مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، ثُمَّ يَصُومُ. متفقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ اور حضرت امِّ سلمہ (رضی اللہ عنہما) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بغیر احتلام کے جنابت کی حالت میں صبح کرتے تھے، پھر روزہ بھی رکھتے تھے۔

افادات:- بغیر احتلام کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کے نتیجہ میں آپ ﷺ کو غسل کی ضرورت پیش آتی تھی اور صبح ہو جاتی تھی تو پھر آپ ﷺ غسل فرماتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ جس کو غسل کی حاجت ہو، تو صبحِ صادق کے بعد غسل کرنے کی وجہ سے روزہ پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے، روزہ اپنی جگہ پر صحیح ہو جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب فضلِ صوم المُحرم وشعبان والأشهر الحُرُم

محرم، شعبان اور اشہر حرم کے روزوں کی فضیلت

حدیث ۱۲۴۶:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ: صَلَاةُ اللَّيْلِ)) (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے روزوں کے بعد بہترین روزے اللہ تعالیٰ کے مہینہ محرم کے ہیں۔ اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (یعنی تہجد) ہے۔

حدیث ۱۲۴۷:-

عن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: لَمْ يكن النبی ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

وفی رواية: كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلاً. متفقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ شعبان سے زیادہ روزے کسی اور مہینہ میں نہیں رکھتے تھے، گویا (یوں کہا جاسکتا ہے کہ) پورے شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ شعبان میں روزے رکھتے تھے مگر تھوڑے ہی دن (ایسے ہوتے تھے کہ ان میں روزہ رکھا ہوا نہ ہوتا تھا)۔

ایک صحابی کے روزہ رکھنے کی ترتیب

حدیث ۱۲۴۸:-

وعن مُجِيبَةَ البَاهِلِيَّةِ، عن أبيها أَوْ عمها أنه أتى رسولَ اللهِ ﷺ ثُمَّ انطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ-وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهيئَتُهُ- فَقَالَ: يَا رسولَ الله، أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ:((وَمَنْ أَنْتَ))؟ قَالَ: أَنَا البَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عام الأَوَّلِ. قَالَ: ((فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الهَيْئَةِ!)) قَالَ: مَا أكَلْتُ طَعَاماً مُنْذُ فَارقتُكَ إِلاَّ بِلَيْلٍ. فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ((عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!)) ثُمَّ قَالَ: ((صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوماً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ: زِدْنِي، فَإنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: ((صُمْ يَوْمَيْنِ)) قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: ((صُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ)) قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: ((صُمْ مِنَ الحُرُمِ وَاترك، صُمْ مِنَ الحُرُمِ وَاترُكْ، صُمْ مِنَ الحُرُمِ وَاترُكْ)) وقال بأصابِعه الثَّلاثِ فَضَمَّهَا، ثُمَّ أَرْسَلَهَا. (رواه أبوداود)

وَ((شَهْرُ الصَّبْرِ)): رَمَضَان.

ترجمہ: حضرت مُجیبہَ باہلیہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر روانہ ہوگئے۔ اس کے ایک سال کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے تو ان کا حال وہیئت بالکل بدلی ہوئی تھی، انہوں نے حضورِ اکرم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ نبیٔ کریم ﷺ نے پوچھا: کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں قبیلۂ باہلہ کا وہ آدمی ہوں جو ایک سال پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا (اب

نبی کریم ﷺ نے ان کو پہچان لیا اور) فرمایا: تمہیں ایسا کیا ہو گیا کہ تم بالکل بدل گئے، حالاں کہ تم تو بہت اچھی حالت میں تھے؟ انہوں نے کہا: جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں (اس دن سے آج تک) سوائے رات کے میں نے کھانا نہیں کھایا (یعنی مسلسل روزہ رکھتے چلا آرہا ہوں) یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا۔ پھر فرمایا: صبر کے مہینہ (یعنی رمضان کے) روزے رکھو، اور ان کے ساتھ ہر مہینہ میں صرف ایک دن روزہ رکھا کرو۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! زیادہ کی اجازت دیجئے کہ مجھ میں قوت ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مہینہ میں دو روزے رکھو۔ انہوں نے کہا: اور زیادہ کی اجازت دیجئے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مہینہ میں تین روزے رکھو۔ انہوں نے کہا: اور زیادہ کی اجازت دیجئے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اشہر حرم میں روزے رکھو اور چھوڑو، اشہر حرم میں روزے رکھو اور چھوڑو، اشہر حرم میں روزے رکھو اور چھوڑو، اور آپ نے تین انگلیوں کو ملا کر بتایا پھر ان کو چھوڑ دیا۔

افادات:- تین انگلیوں کو ملا کر بتانے کا مطلب تو یہ تھا کہ اشہر حرم میں تین روزے رکھو۔ پھر ان کو چھوڑنے کا معنٰی یہ تھا کہ اسی طرح تین روزے چھوڑو، یعنی تین دن روزے رکھو اور تین دن چھوڑو۔

حاصل یہ نکلا کہ آپ ﷺ نے ان کو پورے رمضان کے روزوں کا حکم دیا اور سات مہینوں میں ہر مہینے میں تین تین روزے رکھنے کا فرمایا۔

اب اشہر حرم کے جو چار مہینے بچے، ان میں ہر مہینہ میں پندرہ (۱۵) دن روزے رکھو، لیکن یہ پندرہ دن مسلسل نہیں بلکہ تین تین دن کے فصل سے۔ اس حساب سے ان کے سالانہ نفلی روزے اکیاسی (۸۱) ہوں گے۔

نوٹ:- اشہر حرم چار ہیں: ذوقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب فضل الصوم وغيره فى العشر الأول من ذى الحجة

ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں روزہ اور دوسرے اعمال کی فضیلت

روزہ کے معاملہ میں ذی الحجہ کے پہلے دس دن سے مراد نو(۹)دن ہیں،اس لیے کہ دسواں دن تو عید کا ہوتا ہے جس میں روزہ رکھنا حرام ہے،البتہ دوسرے اعمال کے لیے دسواں دن بھی شمار کیا جائے گا۔

حدیث ۱۲۴۹:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ، العَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ الأَيَّامِ)) يعنى أيام العشر . قالوا: يَارسولَ اللهِ! وَلاَ الْجِهَادُ فى سَبيلِ اللهِ؟ قَالَ: ((وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، إِلاَّ رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ)) (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی دن میں اللہ تعالیٰ کو نیک عمل اتنا زیادہ پسند نہیں ہے جتنا ان دس دنوں میں پسند ہے،اوران دس دنوں سے مراد ذی الحجہ کے پہلے دس دن ہیں ۔صحابۂ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کے راستہ میں جہاد بھی؟(یعنی اوردنوں میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے پر بھی وہ ثواب نہیں ملے گا جو ان دس دنوں میں عملِ صالح پر ملتا ہے؟) نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اوردنوں میں جہاد والا عمل بھی ان دنوں میں دوسرے اعمالِ صالحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا،البتہ وہ آدمی جو اپنی جان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ومال کے ساتھ جہاد کے لئے نکلا اور کسی بھی چیز کو لے کر واپس نہیں آیا(یعنی جان ومال دونوں اللہ کے راستہ میں قربان کردئے)اس کا مقام زیادہ بلند ہے۔

افادات:–اس روایت کولاکر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ان دس دنوں میں جہاں اوراعمال کی فضیلت ہے وہیں روزہ بھی اپنی فضیلت رکھتاہے۔ ویسے دوسری روایتوں میں ان دنوں کے روزے کی فضیلت آئی ہے۔اور جیسا کہ بتلایا دسویں تاریخ چھوڑکر باقی نو(۹)دنوں میں روزہ کامعاملہ رہے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَاءَ وَتَاسُوْعَاء

یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ اور محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزہ کی فضیلت

یومِ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ۔عاشوراء یعنی محرم کی دسویں تاریخ۔

اور تاسوعاء یعنی محرم کی نویں تاریخ۔

حدیث ۱۲۵۰:-

وعن أَبِي قتادة (رضی اللہ عنہ) قَالَ : سُئِلَ رسول الله ﷺ عن صَومِ يَوْمِ عَرَفَةَ ، قَالَ : ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ وَالبَاقِيَةَ)) رواه مسلم

ترجمہ:- حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے نویں ذی الحجہ کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کی کیا فضیلت ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ روزہ گذشتہ سال اور آئندہ ایک سال کے لئے کفّارہ ہو جاتا ہے۔

افادات:- یعنی ایک دن کا روزہ رکھنے کی وجہ سے گذشتہ پورے سال کے گناہ بھی معاف ہوں گے اور آنے والے سال کے گناہ بھی معاف ہوں گے۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی بتلادیا تھا گناہوں سے مراد صغائر ہیں۔ بہرحال! اتنی بڑی فضیلت ہے کہ دوسال کے گناہوں کے لئے کفّارہ ہو جائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گا۔اور بعض حضرات نے اس سے ایک نکتہ یہ بھی نکالا ہے کہ جس نے یوم عرفہ کا روزہ رکھ لیا تو گویا اس کو آئندہ سال کی زندگی کی بھی گارنٹی مل جاتی ہے۔

حدیث ۱۲۵۱:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَامَ يَوْمَ عاشوراءَ وَأَمَرَ بِصِيامِهِ. (متفقٌ عَلَيْهِ.)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نقل فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے دسویں محرم کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

افادات:- پہلے بھی آچکا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اس سے پہلے دسویں محرم کا روزہ فرض تھا، اور جب رمضان کے روزے فرض ہوئے اس کے بعد دسویں محرم کے روزے کی فرضیت والا حکم ختم ہو گیا، لیکن سنّیت اور استحباب آج بھی باقی ہے۔ چناں چہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کا روزہ رکھا تھا اور اس کا حکم بھی دیا تھا۔ اس لیے اس روایت میں ”أَمَرَ“ سے اگر فرض مراد ہے تو اس کی فرضیت ختم ہو چکی ہے۔ اور ”أَمَرَ“ سے مراد استحباب والا حکم ہے تو وہ حکم آج بھی باقی ہے۔

حدیث ۱۲۵۲:-

وعن أَبِي قتادة (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رسول الله ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيامِ يَوْمِ عَاشُوراءَ، فَقَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ)) رواه مسلم.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دسویں محرم کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا (کہ اس کی کیا فضیلت ہے؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گذشتہ سال کے گناہوں کا کفّارہ ہو جائے گا۔

افادات:- یعنی ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عرفہ کے روزہ کے متعلق فرمایا تھا کہ دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

دسویں محرم کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ ملانے کا حکم

حدیث ۱۲۵۳:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) قَالَ: قَالَ رسول اللہ ﷺ: ((لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ))

(رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دسویں محرم کے روزہ کے متعلق فرمایا کہ: اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔

افادات:- اسلام نے عبادات کے بھی طریقے بتلائے ہیں اس میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ عبادات میں بھی غیر قوموں کی مشابہت لازم نہ آنے پائے، تو چوں کہ یہود بھی دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے اور وہ صرف ایک دن کا روزہ رکھتے تھے تو صرف دسویں محرم کا روزہ رکھنے کی صورت میں ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی تھی، اس لیے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں محرم کا بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روزہ رکھوں گا، تاکہ نو اور دس دو دن کے روزے ہو جائیں، اور ان سے ہمارا طریقہ الگ ہو جائے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ عبادات میں بھی ان کے ساتھ مشابہت والی کسی شکل کو بھی پسند اور گوارہ نہیں کیا گیا؛ تو اب جو گناہ کے کام ہیں ان میں ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا کتنا زیادہ خطرناک ہوگا!

بہر حال! حضور اکرم ﷺ نے ارادہ تو فرمایا لیکن جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے آئندہ سال آپ موجود نہیں رہے اس لیے نویں محرم کا روزہ رکھنے کی نوبت نہیں آئی، لیکن آپ ﷺ کے اسی ارشاد کی وجہ سے آج بھی یہی حکم ہے کہ دسویں تاریخ کے ساتھ نویں کا بھی رکھا جائے، اور اگر کوئی آدمی نویں تاریخ کا نہیں رکھ سکا اور اس نے دسویں کا روزہ رکھا تو پھر گیارہویں کا روزہ بھی ملا دیا جائے کہ نویں کا روزہ رکھنے کا جو مقصد تھا غیروں کی مشابہت سے بچنا، وہ گیارہویں کا روزہ رکھنے سے بھی حاصل ہو جائے۔ پھر بھی اگر کسی نے صرف دسویں پر اکتفا کر لیا تو اگرچہ اچھا نہیں ہے، لیکن جائز ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب استحباب صوم ستة أيام من شوال

شوّال کے چھ دن کے روزوں کا مستحب ہونا

حدیث ۱۲۵۴:-

عن أبي أيوب (رضي الله عنه) أنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)) رواه مسلم.

ترجمہ:- حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ دن کے روزے رکھے؛ تو اس کو سال بھر یا ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔

افادات:- اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نیک عمل کا ثواب کم سے کم دس گنا ملتا ہے۔ اب رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھے تو دس گنا کے حساب سے دس مہینوں کا ثواب ملا، اور شوال کے چھ روزے رکھیں گے تو ان کا ساٹھ دن کا ثواب ملا، اس طرح کل بارہ مہینے ہو جائیں گے، اس طرح گویا پورے سال کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے میں یہ حکمت ہے۔

باب استحباب صوم الإثنين والخميس

پیر اور جمعرات کے روزوں کا مستحب ہونا

حدیث ۱۲۵۵:-

عن أبي قتادة (رضی اللہ عنہ) أنَّ رسول الله ﷺ سُئِلَ عَنْ صَومِ يَوْمِ الإثْنَيْنِ، فَقَالَ: ((ذَلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کی فضیلت کے متعلق پوچھا گیا، تو ارشاد فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں مَیں پیدا ہوا ہوں۔ اور اُسی دن میں مبعوث ہوا، مجھ پر پہلی وحی بھی اسی دن میں نازل ہوئی۔

افادات:- آپ ﷺ کی پیدائش پیر کے روز ہوئی، اور وفات بھی پیر کے روز ہوئی، اس میں تو کوئی تردّد اور اشکال نہیں ہے، یہ دونوں چیزیں صحیح روایت سے ثابت ہے، البتہ تاریخ کے معاملہ میں اختلاف ہے۔

پیر کے دن اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کی پیدائش فرماکر انسانیت پر ایک بڑا انعام واحسان فرمایاہے، اس معنیٰ کر پیر کے روز کو ایک خاص اہمیت اور خصوصی امتیازی شان حاصل ہے، اوراس معنیٰ کر پیر کے روزہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۲۵۶:-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) عن رسول الله ﷺ قَالَ : ((تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَومَ الإثْنَيْنِ وَالخَمِيسِ ، فَأُحِبُّ أنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأنَا صَائِمٌ)) رواه الترمذی، وقال: ((حديث حسن))، ورواه مسلم بغير ذِكر الصوم.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لیے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اللہ کے حضور ایسی حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔

افادات:- اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر ایک کے عمل سے واقف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کا یہ نظام قائم کیا ہے تو اس میں باقاعدہ حکومت اور سلطنت کا ایک نظام قائم کیا جاتا ہے اور ہر چیز کے لئے ایک ترتیب بنائی جاتی ہے، اسی طرح بندوں کے اعمال اللہ کے حضور میں پیش کرنے کے لئے بھی ایک نظام ہے، اُسی کے ماتحت جو لوگ زندہ ہیں ان کے اعمال پیر اور جمعرات کو اللہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔

اسی لیے حرمین خاص کر مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہاں کے لوگ پیر اور جمعرات کے روزہ کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتے ہیں، تو ہر وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا (یعنی ایمان والا ہوتا ہے) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، البتہ جن دو آدمیوں کے درمیان دشمنی اور عداوت ہوتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جب تک یہ دونوں صلح نہ کر لیں وہاں تک ان کا معاملہ پینڈینگ رکھو۔

اب دیکھئے! معمولی دشمنی کی وجہ سے اتنی بڑی فضیلت سے لوگ محروم رہتے ہیں! اس لیے آدمی کو چاہیے کہ اپنے قلب اور سینے کو لوگوں کی عداوت اور کینہ سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کرے۔ یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے، اس سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں ہے۔

حدیث ۱۲۵۷:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَحَرَّى صَومَ الإِثْنَيْنِ وَالخَمِيس. (رواه الترمذی، وقال: ((حدیث حسن)).

ترجمہ:- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیر اور جمعرات کے روزہ کا اہتمام فرماتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب استحباب صوم ثلاثة أيام من كل شهر

وَالْأَفْضَلُ صَوْمُهَا فِي الْأَيَّامِ الْبِيضِ، وَهِيَ: الثَّالِثُ عَشَرَ، وَالرَّابِعُ عَشَرَ، وَالْخَامِسُ عَشَرَ وَقِيلَ: الثَّانِي عَشَرَ، وَالثَّالِثُ عَشَرَ، وَالرَّابِعُ عَشَرَ؛ وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ

ہر مہینے میں تین روزوں کی فضیلت اور اس کا مستحب ہونا

ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنا مستحب ہے۔ اور کسی بھی تین دن کے رکھ سکتے ہیں لیکن ایّامِ بیض کے روزے رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ اور ایّامِ بیض تیرہویں، چودہویں، پندرہویں ہیں۔ اور دوسرا قول بارہ، تیرہ اور چودہ کا بھی ہے، لیکن پہلے والی بات یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ والی ہی زیادہ صحیح ہے۔

حدیث ۱۲۵۸:-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. متفقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرے دوست ﷺ نے مجھے تین باتوں کی تاکید فرمائی: ایک تو ہر مہینہ میں تین دن کے روزے۔ دوسرا چاشت کی دو رکعت۔ اور تیسرا سونے سے پہلے میں وتر پڑھ لوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:- جو نصیحت بہت تاکید اور اہتمام سے کی جائے اس کو ”وصیّت“ کہا جاتا ہے۔ اور چوں کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) طالبِ علم تھے، رات کو دیر تک طلبِ علم اور حدیثوں کو محفوظ رکھنے کے لئے جاگنے کی نوبت آتی تھی، تو ہو سکتا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں آنکھ نہ کھل سکے، اس لیے سونے سے پہلے وتر کی نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی۔ حالاں کہ وتر کے سلسلہ میں پہلے گزر چکا ہے کہ اگر کسی آدمی کو رات کے آخری حصہ میں اٹھنے کا یقین ہو تو اس صورت میں وتر کی نماز رات کے آخری حصہ ہی میں ادا کرنی چاہیے۔

حدیث ۱۲۵۹:-

وعن أَبِي الدرداءِ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: أوصانی حَبِيبی ﷺ بِثَلاثٍ لَن أدعَهُنَّ مَا عِشتُ: بِصِيَامِ ثَلاثَةِ أيَّامٍ مِن كُلِّ شَهرٍ، وَصَلاةِ الضُّحَى، وبِأَن لاَ أنَامَ حَتَّى أُوتِرَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرے حبیب ﷺ نے مجھے تین باتوں کی تاکید فرمائی، جب تک میں زندہ رہوں گا کبھی بھی ان کو نہیں چھوڑوں گا۔ ایک تو ہر مہینہ میں تین دن کے روزوں کی۔ دوسرا چاشت کی نماز کی۔ اور تیسرا یہ کہ جب تک وتر نہ پڑھ لوں وہاں تک نہ سوؤں۔

افادات:- دیکھو! حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو الدرداء (رضی اللہ عنہما) دونوں کو یہی تاکید فرمائی گئی ہے۔

حدیث ۱۲۶۰:-

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: ((صَومُ ثَلاَثَةِ أيَّامٍ مِن كُلِّ شَهرٍ صَومُ الدَّهرِ كُلِّهِ)) متفقٌ عَلَيهِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینہ میں تین دن کے روزے ہمیشہ کے روزوں کی طرح ہیں۔

افادات:–اس لئے کہ تین دن کے روزے رکھیں گے تو گویا اس کا دس گُنا ثواب ملے گا یعنی تیس دن کا ثواب ہو جائے گا۔ تو تین دن کے روزے رکھ کر پورے مہینہ کے روزوں کا ثواب حاصل کر لیا جائے، اس طرح پورے سال کے روزوں کا ثواب ہو جائے گا۔

حدیث ۱۲۶۱:-

وعن مُعاذة العدوية : أنها سألت عائشة (رضی اللہ عنہا): أَكَانَ رسول الله ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قالت:نَعَمْ. فقلتُ:مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قالت:لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ. رواه مسلم.

ترجمہ:–حضرت معاذہ عدویہ سے منقول ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے جواب میں فرمایا: جی ہاں۔ تو حضرت معاذہ نے پوچھا: مہینہ کے کون سے حصہ میں رکھتے تھے؟ (شروع میں، بیچ میں، یا آخر میں؟) تو حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے جواب میں فرمایا: آپ ﷺ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ مہینہ کا کون سا حصہ ہے۔

افادات:–یعنی کبھی شروع میں ادا فرماتے تھے، یا کبھی درمیان میں، کبھی آخر میں۔ جیسا کہ بتلا دیا کہ پورے مہینہ میں کسی بھی تین دن کے روزے رکھو گے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی؛ البتہ ایّامِ بیض میں روزے افضل ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۲۶۲:-

وعن أَبِي ذر (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رسول اللہ ﷺ: ((إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ)) رواه الترمذی، وقال: ((حديث حسن)).

ترجمہ:- حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مہینہ میں تین روزے رکھو؛ تو تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کا روزہ رکھو۔

حدیث ۱۲۶۳:-

وعن قتادة بن مِلْحَان (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ رسولُ اللہ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ البِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. (رواه أبو داود)

ترجمہ:- حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ہم کو ایّامِ بیض یعنی چاند کے مہینہ کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کے روزوں کا حکم دیا کرتے تھے۔

حدیث ۱۲۶۴:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ رسولُ اللہ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ البِيضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ. (رواه النسائی بإسنادٍ حسن)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایّامِ بیض میں کبھی افطار نہیں کرتے تھے (یعنی روزہ نہیں چھوڑتے تھے) چاہے حضر میں ہوں یا سفر میں۔

افادات:- اس سے معلوم ہوا کہ ان دنوں کے روزوں کا آپ ﷺ کتنا اہتمام فرماتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب فضل من فطَّر صائماً وفضل الصائم الذی یؤکل عندہ ودعاء الآکل للمأکول عندہ

روزہ دار کو افطار کرانے کی اور کھانے والوں کے سامنے روزہ دار کے صبر کرنے کی فضیلت
اور کسی کے یہاں کھانا کھائے؛ تو کیا دعا دے؟

روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت اور کھلانے والے کو دعا کا طریقہ

اس باب میں تین چیزیں بتلاتے ہیں کہ کوئی آدمی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کی کیا فضیلت ہے؟ اسی طریقہ سے ایک آدمی نے نفل روزہ رکھا ہے اور دوسرے لوگ اس کے پاس بیٹھ کر کھانا کھارہے ہیں، اور چوں کہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے اس وجہ سے ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہو سکتا، تو اس کے لئے کیا فضیلت ہے؟ اور جس کے وہاں کھانا کھایا جائے ان کے واسطے کھانے والے کا دعا کرنا۔

حدیث ۱۲۶۵:-

عن زید بن خالد الجُهَنِيِّ (رضی اللہ عنہ) عن النبی ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَطَّرَ صَائِماً، كَانَ لَهُ مِثْلُ أجْرِهِ، غَيْرَ أنَّهُ لاَ يُنْقَصُ مِنْ أجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ)) (رواہ الترمذی، وقال: حدیث حسن صحیح)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت زید بن خالد جہنی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کو اُس روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا (یعنی اُس روزہ رکھنے والے کو روزہ رکھنے پر جو ثواب ملا اِس کو روزہ افطار کرانے پر اتنا ہی ثواب ملے گا) اور اس کی وجہ سے روزہ دار کے ثواب میں ذرہ برابر کمی نہیں ہو گی۔

افادات:–کتنی بڑی فضیلت ہے! اور افطار کرانا پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں ہے، صرف ایک کھجور کھلا دی، یا لسّی پلا دی، یا کولڈ رنک پلا دیا؛ تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

حدیث ۱۲۶۶:-

وعن أُمِّ عُمَارَةَ الأنصارِيَّةِ (رضی اللہ عنہا) أَنَّ النبيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَاماً، فَقَالَ: ((كُلِي)) فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رسول الله ﷺ: ((إنَّ الصَائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ المَلاَئِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرَغُوا)) وَرُبَّمَا قَالَ: ((حَتَّى يَشْبَعُوا)) (رواه الترمذي، وقال: حديث حسن)

ترجمہ:–حضرت امِّ عُمَارَہ انصاریہ (رضی اللہ عنہا) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے لئے کھانا پیش کیا (جیسے ہمارے یہاں بھی جب کوئی مہمان آتا ہے تو کھانے کی چیز سے اس کی تواضع کی جاتی ہے) تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے، اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی روزہ دار کے پاس بیٹھ کر لوگ کھا رہے ہوں تو اُس روزہ دار کے لئے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں جب تک یہ لوگ کھا کر فارغ نہ ہو جائیں

افادات:–بعض روایتوں میں یہ ہے کہ جب تک یہ شکم سیر ہو کر کھانہ لیں وہاں تک فرشتے اُس روزہ دار کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ کیوں کہ اُس نے اللہ کے واسطے اپنے کھانے کے تقاضہ کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

روکا۔چوں کہ ایسے موقع پر جی میں ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ شریک ہوجائے، لیکن روزہ کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکتا تو اس کی جزا اور بدلہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملے گا۔

حدیث ۱۲۶۷:-

وعن أنسٍ (رضی اللہ عنہ) أنَّ النبیَّ ﷺ جاءَ إلَی سعد بن عبادة (رضی اللہ عنہ) فَجاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قالَ النبی ﷺ: ((أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلَائِكَةُ)) رواه أبو داود بإسناد صحيح.

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے وہاں تشریف لے گئے تو وہ حضورِ اکرم ﷺ کے لئے روٹی اور زیتون کا تیل لائے، نبیٔ کریم ﷺ نے نوش فرمایا اس کے بعد ان کو یہ دعا دی: "أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ" روزہ دار لوگ تمہارے یہاں افطار کریں "وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَار" اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں "وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ" اور فرشتے تمہارے لئے دعاءِ رحمت کریں۔

افادات:- یہ دعائیہ کلمات ہیں، جس کے وہاں کھانا کھائے اس کے لئے یہ دعا کرنی چاہیے۔ایک اور دعا یہ بھی ہے: "أَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا" اے اللہ! جس نے ہم کو کھلایا؛ تو ان کو کھلا، اور جس نے ہم کو پلایا؛ تو ان کو پلا۔ ایک دعا یہ بھی ہے: "أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ" اے اللہ! تو ان کی روزی میں برکت دے، اور ان کے گناہوں کو معاف فرما، اور ان پر رحمت نازل فرما۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

کتاب الاعتِکَاف باب الاعتکاف فی رمضان

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کا لغوی معنیٰ ٹھہرنا،،اور چوں کہ اعتکاف میں مسجد کے اندر ہی ٹھہرا جاتا ہے؛ اس لئے اس کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اعتکاف کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ اعتکاف کی نیت سے اللہ کے واسطے روزہ کے ساتھ مسجد میں رُکنا۔

اعتکاف کئی قسم کا ہوتا ہے:(۱) سنتِ موٴکدہ علی الکفایہ (۲)واجب(۳) نفل تو رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنتِ موٴکدہ علی الکفایہ ہے۔یعنی جس محلہ میں مسجد واقع ہے اس محلہ کا ایک آدمی بھی اعتکاف کرلے گا تو پورے محلہ والوں کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جائے گی، اور جتنے لوگ کریں گے سب کو سنّت کا پوراپورا ثواب ملے گا،اور اگر کوئی بھی اعتکاف نہیں کرے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔اور اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو نذر کا اعتکاف واجب ہے۔اور مسجد میں جب داخل ہو اُس وقت اعتکاف کی نیت کرلے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اُتنی دیر اعتکاف میں رہوں گا،تو یہ اعتکاف نفل کہلائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضور اکرم ﷺ کا معمول

حدیث ۱۲۶۸:-

عن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. متفقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے (اسی لئے اس کو سنتِ مؤکدہ کہا گیا ہے)

حدیث ۱۲۶۹:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) أَنَّ النبيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. متفقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا (یعنی وفات تک آپ ﷺ کا یہ معمول رہا) اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج نے بھی یہ سلسلہ جاری رکھا (اس لیے عورتیں بھی اپنی گھر کی مسجد میں یعنی گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کی گئی ہے، وہاں اعتکاف کر سکتی ہیں)۔

حدیث ۱۲۷۰:-

وعن أبي هريرة (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ النبيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فی كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ العَامُ الَّذِی قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوماً. رواه البخاری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:–حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے، لیکن جس سال حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اُس سال رمضان میں آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

افادات:–اُس سال قرآنِ کریم دو مرتبہ ختم ہوا تھا، اور اعتکاف بھی دس دن کے بجائے بیس دن کا فرمایا تھا۔ اعتکاف کے مستقل مسائل ہیں اور اس سلسلہ میں رسائل بھی چھپے ہوئے ہیں، ضرورت کے موقع پر ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

كتاب الحَجّ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

باب وجوب الحج وفضله

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ فضائل کا سلسلہ چل رہا ہے، اسی سلسلہ میں آج عنوان قائم کیا ہے:-

فضائلِ حج

سب سے پہلے تو وہ آیت پیش کی جو حج کی فرضیت کے سلسلہ میں نازل ہوئی: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً﴾ اور اللہ کے واسطے لوگوں کے اوپر بیت اللہ کا حج ضروری ہے جو بھی وہاں پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جسے بیت اللہ تک جاکر واپس آنے کی استطاعت ہے اس پر حج فرض ہے۔

استطاعت سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا: "الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ"، توشہ اور سواری۔ یعنی آدمی جہاں رہتا ہے وہاں سے مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات وغیرہ جہاں حج کے مناسک اور افعال ادا کئے جاتے ہیں وہاں تک جانے اور آنے کا کرایہ، اور اتنی مدت کا اپنے سفر کا خرچہ، اور اپنے گھر والوں کا اور جن کا نفقہ اس کے اوپر واجب ہے ان سب کا خرچہ اس کے پاس موجود ہو۔ یہ دو باتیں ہوں تب ہی استطاعت کہلائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ اور جو آدمی کفر اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا نہیں لاتا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی ان عبادتوں کا محتاج نہیں ہے۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

حدیث ۱۲۷۱:-

وعن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) أن رسول الله ﷺ قال: بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رسولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ایک تو اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

افادات:- یہ روایت پہلے بھی (نماز، روزے وغیرہ کے بیان میں) آچکی ہے۔ جتنے بھی فرائض ہیں ان میں سب کے آخر میں ۹ھ میں حج کی فرضیت نازل ہوئی ہے، اور جس سال حج کی فرضیت والی آیت نازل ہوئی اس سال نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو امیر الحج بنا کر بھیجا، اس کے بعد ۱۰ھ میں خود حضورِ اکرم ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ حج کی فرضیت کے بعد خود حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے حج کی ادائیگی میں تاخیر کیوں فرمائی؟ اس کا ایک جواب تو یہ دیا گیا ہے کہ حج کی ادائیگی میں ایسی تاخیر جس میں یہ اندیشہ ہو کہ حج فوت ہو جائے گا اس کی ممانعت ہے، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بذریعۂ وحی بتلا دیا گیا تھا کہ آپ آئندہ سال حج فرمائیں گے۔ اور دوسری حکمت بھی تھی کہ حج کا سلسلہ عرب میں شروع سے چلا آ رہا تھا، اسلام سے پہلے عرب کے قبائل مختلف گروہ بنا کر حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ آتے تھے اور جاہلیت کے طریقہ کے مطابق حج کے افعال انجام دیا کرتے تھے، اور دورِ جاہلیت کی کچھ چیزیں ایسی بھی تھیں جو باقی رکھنے کے قابل نہیں تھی، مثلاً مشرک بھی حج کرتے تھے اور بیت اللہ کا طواف برہنہ حالت میں کیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو حج کے لئے بھیج کر پہلے سے ہی اس بات کا انتظام کر دیا گیا کہ جب حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ حج کے لئے تشریف لائیں تو یہ ساری چیزیں ختم ہو چکی ہوں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی موجودگی میں یہ باتیں نہ ہوں، چناں چہ اس موقع پر جو اعلانات کئے گئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا: لَا یَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا یَطُوفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ (بخاری و مسلم) اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے حج کے لئے نہیں آ سکتا، اور کوئی آدمی ننگا اور برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتا۔ پھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ۱۰ھ میں حج فرمایا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے حج کا ارادہ فرمایا تو اعلان کر دیا گیا، چناں چہ اس اعلان کے نتیجہ میں بے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

شمار لوگ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حج کے ارادہ سے چلے، ان کی تعداد کے سلسلہ میں اختلاف ہے، نوے ہزار اور اس سے بھی زیادہ بتلائی جاتی ہے۔

بہر حال ! یہ پانچ اسلام کے بنیادی فرائض ہیں، اس میں حج بیت اللہ کا بھی شمار کیا گیا ہے، اسی لئے اس روایت کو یہاں پیش کیا ہے۔

زیادہ کھود کرید میں مت پڑو

حدیث ۱۲۷۲ :-

وعن أبي هريرة (رضي الله عنه) قال: خَطَبَنَا رسولُ الله ﷺ فقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُم الحَجَّ فَحُجُّوا. فَقَالَ رَجُلٌ: أَ كُلَّ عَامٍ يَارَسولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلاثاً. فَقَالَ رسولُ الله ﷺ: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ. ثُمَّ قَالَ: ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ؛ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَاءِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ

(رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نقل فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا، اس میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، اس لئے تم حج کرو (جب آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا) تو ایک آدمی نے اٹھ کر سوال کیا: اے اللہ کے رسول ! کیا ہر سال (حج کرنا ضروری ہے؟) یہ سوال سن کر نبیٔ کریم ﷺ خاموش رہے (آپ کی یہ خاموشی وحی کے انتظار میں تھی) یہاں تک کہ سوال کرنے والے نے تین مرتبہ یہی سوال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

دہرایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کی ادئیگی ضروری ہوجاتی اور پھر تم اس کو نہیں کرسکتے، پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک مَیں تم کو چھوڑے رکھوں (یعنی کسی حکم کے سلسلہ میں میں اپنی طرف سے کوئی وضاحت نہ کروں) وہاں تک تم اس سلسلہ میں کچھ بھی پوچھامت کرو، کیوں کہ تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ کثرت سے سوال کرنے اور اپنے انبیاء کے ساتھ مخالفت کرنے کے نتیجہ میں ہلاکت میں مبتلا ہوئیں ہیں (اس لئے حضور اکرم ﷺ اپنی امت کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ) میں اگر تمہیں کسی بات کے کرنے کا حکم دوں تو تم سے جو ہوسکے اس کے مطابق عمل کرلو (اور اس سلسلہ میں زیادہ پوچھ تاچھ میں مت پڑو۔ ڈیپ (Deep) میں مت جاؤ) اور اگر کسی چیز سے میں تم کو روک دوں؛ تو تم رک جاؤ۔

افادات:- بعض قوموں کو جب دین کا کوئی حکم دیا جاتا تھا تو اس کو سننے کے بعد اس حکم کو ظاہری حالت پر باقی رکھتے ہوئے اور تفصیلات میں گئے بغیر عمل کرنے کا اہتمام کرنے کے بجائے اس کی اندرونی چیزیں بار بار پوچھتے تھے، نتیجہ میں خود ہی دشواری اور تکلیف میں مبتلا ہوتے تھے۔ اس لئے کہ جوں جوں سوالات پوچھے جائیں گے ان کا جواب بھی دیا جائے گا، اور اس طرح پابندیاں عائد ہوتی چلی جائیں گی، جیسا کہ بنو اسرائیل میں ایک آدمی کا قتل ہوگیا تھا تو ان لوگوں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا: اے موسیٰ! آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں کہ کسی طرح قاتل کا علم ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ ایک گائے خرید کر ذبح کرو اور اس کے جسم کا کچھ حصہ مرنے والے کے جسم پر رکھ دو، وہ زندہ ہوکر بتادے گا کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ یہ سن کر ان لوگوں نے تحقیقات شروع کردیں کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہیے؟ کس رنگ کی ہونی چاہیے؟ جوں جوں وہ لوگ اس سلسلہ میں پوچھتے رہے، ان کے لئے قیدیں بڑھتی رہیں۔ ظاہر ہے کہ پہلے کوئی پابندی، کوئی قید اور شرط نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لگائی گئی تھی، بغیر کسی قید اور شرط کے کسی بھی گائے کو لاکر ذبح کرتے ہوئے یہ حکم پورا کر لیتے؛تو معاملہ آسان تھالیکن انہوں نے خود ہی پوچھ کر اپنے لئے دشواریاں پیدا کر دیں۔اس لئے حضوراکرم ﷺ اپنی امت کو یہ ہدایت فرمارہے ہیں کہ اگلی امتوں کو دیئے گئے بہت سارے احکام ایسے تھے جو انہوں نے اپنے نبیوں سے کثرتِ سوالات کے نتیجہ میں اپنے اوپرلازم کروائے،پھران کو نبھانہ سکے۔ اور ہلاکت میں پڑے،لہٰذا اگرمَیں تمہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دوں،تو تم سے جتناہو سکے اس کے مطابق عمل کرلو،زیادہ پوچھ تاچھ میں مت پڑو،اوراگر کسی چیز سے تمہیں روک دوں؛تو ترک جاؤ۔

بے ضرورت سوال کرنے کی ممانعت ہے

حضورِاکرم ﷺ نے سوالات کرنے سے اس لئے بھی منع فرمایاکہ آپ کی موجودگی میں شریعت کے احکامات کے نزول کا سلسلہ جاری تھا،اس لئے حضور ﷺ سے سوال کرنے کی صورت میں یہ امکان تھا کہ اس سلسلہ میں مزید قید اور شرط والا کوئی نیا حکم بھی آجائے۔بخاری شریف کی روایت ہے کہ وہ آدمی بڑا برا ہے کہ کوئی چیز حرام نہیں تھی لیکن اس کے سوال کرنے کے نتیجہ میں وہ حرام کی گئی۔اگر وہ نہ پوچھتا تو اس چیز کے حرام ہونے کی نوبت نہ آتی،گویااس کے سوال نے لوگوں کے لئے دشواری پیدا کردی،اس لئے حضوراکرم ﷺ نے منع کیا تھا،لیکن آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب یہ معاملہ نہیں رہا۔گویا شریعت مکمل ہوچکی ہے،اب آدمی اپنے عمل کے واسطے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ضرورت کے مطابق اگر تفصیل پوچھے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن بلا ضرورت سوال کرنے کی ممانعت ہے، مثلاً: اس سوال کا تعلق عمل سے نہیں ہے، یا عمل کرنے کا ارادہ نہیں ہے، بس خواہ مخواہ بطور امتحان کے، یا بلا وجہ بحث میں پڑتے ہوئے پوچھنا چاہتا ہے؛ تو اس کو پسندیدہ قرار نہیں دیا گیا۔

حجِ مبرور

حدیث ۱۲۷۳:-

وعنه قال سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللهِ وَرسولِهِ. قيل: ثُمَّ ماذا؟ قَالَ: الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ. قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ. (متفقٌ عَلَيْهِ)

((المبرور)) هُوَ: الَّذِي لا يرتكِبُ صاحِبُهُ فِيهِ معصيةً.

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: کونسا عمل افضل ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔ پھر پوچھا گیا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے بعد کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: حجِ مبرور۔

افادات:- اس قسم کے سوالات کے جوابات میں نبی کریم ﷺ نے حسبِ موقع- جیسا سوال کرنے والا، جیسا وقت ہوا- مختلف جوابات دئے ہیں، ایک ہی سوال اور جوابات مختلف ہونے کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وجوہات پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ یہاں تو یہ روایت اسی لئے لائے کہ حجِ مبرور کی شریعت کی نگاہوں میں اتنی اہمیت ہے۔

اب حجِ مبرور کسے کہتے ہیں؟ علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) نے خود ہی ایک بات بتلائی ہے کہ حج کرنے والا اپنے اس حج کے دوران اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے؛ تو یہ حجِ مبرور کہلاتا ہے۔ چناں چہ احرام کی جو پابندیاں ہیں ان کے خلاف کوئی کام کرے گا تو وہ بھی ایک طرح کی معصیت اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے، اس کے نتیجہ میں بھی حج مبرور نہیں رہتا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے یہاں نیکی والا حج ہی قبول کیا جاتا ہے۔

حج میں قصداً جنایت کرنا

بعض لوگ حج کے دوران بعض ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھتے ہیں جو احرام کی حالت میں نہیں کرنی چاہئیں کہ اس پر دم تو نہیں ہے؟ اگر دم ہے، تو ہم دم دے دیں گے، یا کفارہ ہے تو ہم وہ ادا کردیں گے، اوراس بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو قصداً توڑتے ہیں، تو سمجھ لینا چاہیے کہ اگرچہ دم دینے سے تلافی تو ہو جائے گی؛ لیکن ایسا حج مبرور نہیں رہتا، دم تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آدمی سے نادانستہ طور پر کوئی غلطی ہو جائے؛ تو دم کے ذریعہ سے اس کی تلافی ہو جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

گناہوں سے پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے...

حدیث ۱۲۷۴:-

وعنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: مَنْ حَجَّ، فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ، رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس آدمی نے حج کیا اور کوئی فحش بات نہیں کی، اور نہ کوئی فحش کام کیا (اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو نہیں توڑا) تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر لوٹے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

افادات:- ظاہر ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اس پر کوئی گناہ اور معصیت نہیں ہوتی، بالکل معصوم ہوتا ہے، گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے، جو آدمی حج کرتا ہے وہ بھی گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے، البتہ اس میں دو شرطیں لگائی ہیں، ایک یہ کہ کوئی فحش بات نہیں کی ہو۔ ”رَفَث“ کا معنیٰ ہے: کوئی بھی فحش کام کرنا، مثلاً: بیوی کے سامنے صحبت کی بات کرلی، تو یہ بھی ”رفث“ میں داخل ہے۔ اسی طرح ”فسوق“ کا مطلب ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی۔ نافرمانی اور دنوں میں، دیگر حالات میں بھی ممنوع ہے، لیکن احرام کی حالت میں اس کی ممانعت زیادہ سخت ہو جاتی ہے۔ ہاں! بعض چیزیں وہ ہیں جو احرام کے علاوہ تو ممنوع نہیں ہے لیکن احرام کی حالت میں ممانعت ہے، اس سے بھی حج کے اندر خاص طور پر بچنا چاہیے، اگر ان سے نہیں بچے گا تو دم واجب ہو گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

یہاں پر بھی گناہوں سے پاک صاف ہو کر لوٹنے کے بارے میں عام طور پر علماء یہی فرماتے ہیں کہ اس سے صغائر مراد ہیں، جیسے دیگر عبادتوں کے سلسلہ میں بتلایا ہے؛ البتہ بعض حضرات اس طرف بھی گئے ہیں کہ حج کی وجہ سے صغائر اور کبائر سب ہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حجِ مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں

حدیث ۱۲۷۵:-

وعنه أن رسول الله ﷺ قال: العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا. وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلاَّ الجَنَّةَ.

(متفق علیه)

ترجمہ:– حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ سے لے کر دوسرا عمرہ ؛ درمیان کے گناہوں کے لئے کفارہ ہے، اور حجِ مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے (گویا حج کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ جنت ہی میں بھیج دیں گے)۔

افادات:– یعنی ایک آدمی نے عمرہ کیا پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ عمرہ کیا، تو ان دونوں عمروں کے درمیان کے زمانہ میں جو گناہ ہوئے ہیں، وہ سب معاف ہو جائیں گے۔ اس سے عمرہ اور حج کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

عورتوں کے لیے بہترین جہاد

حدیث ۱۲۷۶:-

وعن عائشة (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رسول الله! نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: لَكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ. (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد بہترین عمل ہے؛ تو کیا ہم (عورتیں) جہاد نہ کریں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے لیے بہترین جہاد حجِ مبرور ہے۔

افادات:- ویسے بھی روایتوں میں آتا ہے کمزوروں، بیماروں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے لئے بہترین جہاد حجِ مبرور ہے۔ حج میں بھی آدمی کو بڑی مشقّت اٹھانی پڑتی ہے۔

عرفہ کے دن جہنم سے آزادی کا پروانہ

حدیث ۱۲۷۷:-

وعنها أن رسول الله ﷺ قال: مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے اتنا زیادہ آزاد نہیں فرماتے جتنا عرفہ کے دن۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

افادات:–یعنی نویں ذی الحجہ کو جب لوگ میدانِ عرفات میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں اس دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے،عام طور پر وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو میدانِ عرفات میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں، ان کے گناہوں کو اللہ معاف کرکے ان کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیتے ہیں۔ اور اس دن میں جس کثرت سے بندوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے کسی اور دن میں اتنی آزادی نہیں ملتی۔

رمضان کے عمرہ کی فضیلت

حدیث ۱۲۷۸:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) أَنَّ النبیَّ ﷺ قَالَ: عُمْرَةٌ فِی رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً-أَوْ حَجَّةً مَعِی. (متفق علیہ)

ترجمہ:–حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے اندر عمرہ کرنا حج کے برابر ہے؛ یا یہ فرمایا کہ: میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

افادات:– چناں چہ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابیات کا ارادہ نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے قافلہ میں شریک ہوکر حج کرنے کا تھا، لیکن کسی وجہ سے وہ شریک نہیں ہو سکیں ، اور انھوں نے بطور شکایت نبیٔ کریم ﷺ سے یہ بات عرض کی تو حضورِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اچھا! رمضان میں عمرہ کرلو، تم کو میرے ساتھ حج کرنے پر جو ثواب ملتا، وہ اس عمرہ سے بھی مل جائے گا اس سے رمضان المبارک کے عمرہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔

کیا بار بار حج عمرے کرنا غلط ہے؟

بہر حال! حج اور عمرہ کے بڑے فضائل ہیں، ان فضائل کے حصول کی غرض سے کوئی آدمی اگر ان اعمال کو انجام دیتا ہے تو وہ قابلِ تنقید نہیں ہے۔ آج کل ایک مزاج بنتا جارہا ہے کہ بعض لوگ انہی فضائل کے پیشِ نظر حج یا عمرہ کا اہتمام کرتے ہیں، تو دوسرے لوگ جن کو یہ توفیق بھی میسر نہیں ہوتی، وہ یوں کہتے ہیں کہ دیکھو نا! فلاں ہر سال عمرہ کرنے کے لئے جاتا ہے، اس میں اتنے پیسہ خرچ کرتا ہے، اور یہاں غریبوں کو جھونپڑے بنانے کی ضرورت ہے، اگر اتنے پیسے یہاں دیتا تو اس کا کیا چلا جاتا؟ درحقیقت ان پر اعتراض کرکے جو کام کروانا چاہتے ہیں اس کی بھی توفیق ان کو میسر نہیں ہوتی۔

تو دیکھو! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غریبوں کو جھونپڑا بنانے میں پیسہ دینا نیکی کا کام ہے، اور اگر وہ ضرورت کا تقاضہ ہے تو اس میں زیادہ نیکی ملے گی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس آدمی کو آپ قابلِ تنقید قرار دیں۔ جب یہ آدمی خود اپنے پیسے خرچ کرکے جارہا ہے، تو اس کو چاہئے تھا کہ کسی بڑے سے پوچھتا کہ اس وقت میرے سامنے دو چیزیں ہیں، ان فضائل کے پیشِ نظر جو حج و عمرہ کے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ میں حج یا عمرہ کروں، لیکن دوسری طرف یہ بھی ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

میری نگاہوں کے سامنے کچھ غرباء ہیں جن کو ضرورت ہے۔یا فلاں اپنی بیٹیوں کا نکاح کرانے کے واسطے،یا جھونپڑے بنانے کے واسطے،یا فلاں کام کے واسطے،یا فلاں جگہ نیکی کا کام ہے؛ان دونوں میں سے میرے لئے اس وقت کیا زیادہ مناسب ہے۔یہ تو اس کو چاہئے تھا کہ پوچھتا کہ اب میں کیا کروں؟ اور اس کو جو بتایا جائے اس کے مطابق وہ عمل کرتا۔لیکن آپ بیچ میں دخل کیوں دیتے ہیں اور اس کو نشانہ اور ٹوپک(Topic)بناکر غیبتوں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں۔جو لوگ گناہوں کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں ان کو کوئی کہنے نہیں جاتا،اس پر کوئی تنقید نہیں کرتا،جو لوگ نکاحوں اور منگنیوں میں ویڈیو لاکر اور دوسری جگہوں میں فضول خرچی کے طور پر ہزاروں لاکھوں کروڑوں روپے بلاوجہ اڑادیتے ہیں؛وہاں کوئی نہیں بولتا۔یہ بھی عجیب مزاج بنا ہوا ہے،یہ بالکل غلط طریقہ ہے،اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

ہاں ! اگر آپ کا اس سے تعلق ہے،تو تنقید کے طور پر نہیں بلکہ بطور مشورہ اس سے کہیں کہ بھائی!تم حج کے لیے جاتے ہو،تو اس سلسلہ میں تحقیق کرلو،جانکاروں سے پوچھ لو،اور اس معاملہ میں جو مناسب ہو اس پر عمل کرو،آپ اپنی طرف سے مشورہ نہ دیں۔باقی وہ جو کررہا ہے اس کا عمل کوئی گناہ کا کام نہیں ہے۔وہ تو ایسے انداز سے لوگ بیان کرتے ہیں جیسے کوئی بہت بڑا مجرم اور بڑا قابلِ نفرت ہو،اور ایسے انداز سے اس کے متعلق نفرت بھرے الفاظ بولتے ہیں۔حقیقت یہ ہوتی ہے کہ شریعت کے حکم کے پیشِ نظر نہیں ہوتا،بلکہ اپنا ایک اندرونی معاملہ ہوتا ہے،اسی دشمنی کو نکالنے کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے، یہ یاد رہے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

جب ہم کوئی عمل نیک نہیں کرپاتے تو کسی نیک عمل کرنے والے پر تنقید کیوں کریں۔ نیک اعمال کے مختلف درجے ہیں اس کی حیثیتیں ہیں، کوئی کم درجہ کا عمل کرتا ہے، تو اس پر اعتراض نہیں کیا جائے۔ وہ بھی نفل ہے، یہ بھی نفل ہے، وہ بھی کوئی فرض وواجب نہیں ہے، دونوں کام نفل ہیں، اب ان میں سے کسی کام کی حیثیت کسی خاص حالات کے پیش نظر بڑھ گئی، وہ بات دوسری ہے۔ یہ بات خود اس کو سوچنی چاہیئے تھی، لیکن اس نے اس کے علاوہ دوسرا نفلی کام کیا تو اس کی وجہ سے ہم اس کے اوپر تنقید کریں اور اس کو اپنی مجلسوں کا موضوع بنائیں، اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ آج کل اس طرح کا جو مزاج بنتا جارہا ہے، وہ غلط ہے۔ ہاں! جو لوگ فضول خرچی میں پیسہ استعمال کرتے ہیں، غلط جگہوں پر اپنے پیسے کو استعمال کرتے ہیں، ان پر آپ تنقید بھی کرسکتے ہیں، کیوں کہ وہ گناہ کے کام ہیں، ان کی تنقید کیجئے، لیکن وہاں کسی کو تنقید کرنے کی جرأت ہوتی نہیں۔

حج بدل کی اجازت

حدیث ۱۲۷۹:-

وعنه أنَّ امرأة قالت: يَا رسول الله، إنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الحَجِّ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخاً كَبِيراً، لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَم. (متفق عليه)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ترجمہ:- حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا فریضہ اس کے بندوں پر جو حج کی شکل میں ہے وہ حکم میرے ابا پر ایسے وقت آیا کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں (بڑھاپے کی وجہ سے) سواری پر جم کر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے (اس لئے کہ سواری پر آدمی کو اپنے آپ کو سنبھالنا پڑتا ہے) کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں۔

حدیث ۱۲۸۰:-

وعن لقيط بن عامر رضی اللہ عنہ أنَّه أتى النبيَّ ﷺ فقَالَ: إنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لاَ يَسْتَطِيعُ الحَجَّ، ولاَ العُمْرَةَ، ولاَ الظَّعَنَ قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ. (رواه أبوداؤد والترمذی، وقال: حديث حسن صحيح)

ترجمہ:- حضرت لقیط بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میرے ابا بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے ہیں، نہ حج کی طاقت رکھتے ہیں نہ عمرہ کی، اور نہ سوار ہو کر سفر کرنے کی ان میں طاقت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ابا کی طرف سے حج بھی کرو اور عمرہ بھی کرو۔

افادات:- بعض عبادتیں ایسی ہیں کہ ان میں نیابت نہیں چلتی، جیسے نماز، روزہ۔ اگر کوئی آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا، وہ دوسرے کو کہے کہ میری طرف سے نماز پڑھ لو؛ تو یہ نہیں چلے گا، اگر دوسرا پڑھے گا تو اس کی طرف سے کافی نہیں ہوگی، یہی حال روزہ کا ہے، لیکن حج ایسا عمل اور ایسی عبادت ہے کہ اس میں نیابت کر سکتے ہیں، حج دوسرے سے کرا سکتے ہیں؛ اسی کو حجِ بدل کہا جاتا ہے۔

ویسے عمرہ فرض تو نہیں ہے، لیکن اگر کوئی آدمی دوسرے کی طرف سے عمرہ کرے گا تو وہ بھی درست ہے۔ اب یہ ہے کہ کسی پر حج فرض ہو اور وہ نہیں جا سکتا تو دوسرے کو حج کے لئے بھیجے اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

لئے کچھ تفصیلات اور مستقل احکام ہیں، جو آدمی ایسا کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ جانکاروں اور مفتیوں سے مل کر اس سلسلہ میں معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق عمل کرے۔

بچوں کو بھی حج کے لیے لے جاسکتے ہیں

حدیث ۱۲۸۱:-

وعن السائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) قَالَ: حُجَّ بِی مَعَ رسولِ اللہ ﷺ فی حَجۃِ الوَدَاعِ، وَأنَا ابنُ سَبعِ سِنِینَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) ایک صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر حج میں لے جایا گیا، اس وقت میں سات سال کا تھا۔

افادات:- ان کے ماں باپ اور ان کے خاندان والے ان کو اپنے ساتھ حج میں لے گئے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں کو بھی حج کے لئے لے جایا جا سکتا ہے، اور ماں باپ یا جو کوئی بھی بچے کو حج کے لیے لے جائیں گے ان کو بھی ثواب ملے گا۔ باقی یہ ہے کہ اس سے اس بچہ کا فرض ادا نہیں ہو گا، بالغ ہونے کے بعد اگر اس کے پاس مال آئے تو اس کا بچپن کا کیا ہوا حج فریضہ کی طرف سے کافی نہیں ہو گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حدیث ۱۲۸۲:-

وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) أَنَّ النبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْباً بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قالوا: المسلِمُونَ. قالوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: ((رسولُ اللهِ)). فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيّاً، فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ)) (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سفرِ حج میں ایک قافلہ سے مقامِ روحاء پر ملے (”روحاء“ ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان آتا ہے) حضوراکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ پھر انہوں نے حضوراکرم ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ (یہ سن کر) ایک عورت نے اپنے ہاتھ میں بچہ اٹھایا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس بچہ کا بھی حج ہوگا؟ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس کا بھی حج ہو جائے گا اور تمہیں ثواب ملے گا۔

افادات:- ظاہر ہے کہ بچہ کو حج کرانے میں ماں باپ کو مشقت لاحق ہوتی ہے۔ بعض تو بالکل چھوٹے ہوتے ہیں جو خود چل بھی نہیں سکتے، ان کو گود میں اُٹھا کر حج کرانا پڑتا ہے۔ یا جو چل سکتے ہیں ان کو بھی حج کرانے میں مشقت لاحق ہوتی ہے، اس لیے حج کرانے والے کو ثواب ملے گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اس حج سے بچہ کا فریضہ ادا نہیں ہوگا، باقی اس کی وجہ سے حاجی بن جائے گا۔ اگر بچپن میں کسی نے حج کیا ہو تو ہمارے یہاں اس کو ”حاجی“ کہتے ہیں کہ وہ پکا حاجی ہو جاتا ہے، بڑے والے سے بھی بڑا حاجی ہوتا ہے، بلکہ ”حاجی“ اس کے نام کا جزو ہی بن جاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضورِ اکرم ﷺ کی بوقتِ حج ایک ہی سواری

حدیث ۱۲۸۳:-

وعن أنس (رضی اللہ عنہ) أن رسول اللہ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ایک سواری پر حج کیا اور یہی آپ کا بوجھ اٹھانے والا اونٹ بھی تھا۔

افادات:- اہلِ عرب جب سفر کرتے تھے تو دو طرح کے اونٹ ساتھ ہوتے تھے، بعض اونٹ وہ ہوتے تھے جو صرف بوجھ اٹھانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے، مسافر اپنا بوجھ لادنے کے لئے اس کو ساتھ رکھتا تھا۔ اور کچھ وہ ہوتے تھے جو سواری کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ تو جو اونٹ صرف بوجھ اٹھانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے؛ ان کو "زَامِلَةٌ" کہتے ہیں، اور جو سواری کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اس کو "رَاحِلَةٌ" کہتے تھے، ہر اونٹ سواری کرنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا ہے۔ جیسے آج کل ہمارے یہاں بھی مشین سے بنی ہوئی گاڑیاں بھی دو طرح کی ہوتی ہیں، جیسے: ٹرک، ٹیمپو وغیرہ سواری کے لئے نہیں ہوتے، اگر کوئی سوار ہو جائے تو دوسری بات ہے، باقی وہ ٹرانسپورٹ کے لئے، اور سامان اٹھانے اور منتقل کرنے کے لئے ہوتی ہیں، سواری کے لئے تو دوسرے قسم کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

حضرت أنس (رضی اللہ عنہ) بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ نبی ٔکریم ﷺ کے مقام کی بلندی کی وجہ سے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ کی سواری کا جانور الگ ہوتا اور آپ کا سامان اُٹھانے والا جانور الگ ہوتا، آپ کو اس بات کا حق تھا لیکن اس کے باوجود حال یہ تھا کہ آپ کے ساتھ ایک ہی جانور تھا، اسی پر آپ سوار بھی تھے اور اسی کو بوجھ اٹھانے کے کام میں بھی استعمال فرمارہے تھے۔

اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے

حدیث ۱۲۸۴:-

وعن ابن عباسٍ (رضی اللہ عنہما) قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ، وَمَجِنَّةُ، وَذُوالمَجَازِ أَسْوَاقاًفِي الجَاهِلِيَّةِ، فَتَأَثَّمُواأَن يَتَّجِرُوافِي المَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ:{لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ}(البقرۃ:۱۹۷) فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:-حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ عُکاظ، مَجِنَّہ اور ذُوالمجاز؛ یہ زمانۂ جاہلیت میں تین بازار تھے (جہاں حج کے زمانہ میں بھی بازار لگا کرتے تھے) تو لوگوں نے موسمِ حج میں اس میں تجارت کرنے کو اخلاص کے منافی سمجھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر حج کے دنوں میں تم کوئی چیز خرید و فروخت کرلو؛ تو اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔

افادات:- "**عُکاظ، مَجِنَّہ اور ذُوالمجاز**" یہ تین جگہیں تھی جہاں ہنگامی بازار اور میلے لگا کرتے تھے، اس کا مقصد ہی تجارت ہوتی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں حج ہی کے دنوں میں وہاں پر بازار لگتے تھے اور لوگ تجارت بھی کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو چوں کہ اسلام نے ہر عمل کے متعلق تاکید فرمائی کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

وہ عمل خالص اللہ کے واسطے ہونا چاہیے، اس لیے جو لوگ حج کے ارادہ سے آتے تھے وہ یوں سوچتے تھے کہ ہم توحج کے لئے آئے ہیں، اگر ان بازاروں میں جاکر خرید وفروخت کریں گے، تو حج والا عمل جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا چاہیے، اس میں دوسری چیز کو ہم نے شامل کرلی۔ گویا یہ اخلاص کے منافی ہے، یہ سمجھ کر گویا انھوں نے حرج محسوس کیا۔ تو اس پر قرآنِ پاک میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ (البقرة: ١٩٧)﴾ اگر حج کے دنوں میں تم کسی چیز کی خرید و فروخت کرلو، اور تمھاری نیت حج ہی کے لئے آنے کی تھی، تجارت کے لئے نہیں تھی؛ تو اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔

اس لئے کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ آخری زمانہ میں اس امت کے حکام اور امراء تو سیر و تفریح کے لئے حج کریں گے، اور درمیانی طبقہ کے مالدار لوگ تجارت کے لئے حج کریں گے کہ ادھر سے مال لے گئے، ادھر سے مال لائے۔ اور علماء نام آوری کے لئے حج کریں گے کہ فلاں مولانا صاحب نے اتنے حج کئے ، اور غرباء بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے۔ اور عام طور پر آج کل یہی دیکھا جارہا ہے۔

اس لیے اگر آدمی کے سفر کا مقصد حج ہی ہے اور نیت خالص اللہ ہی کے لئے حج کرنے کی ہے، لیکن ضمنی طور پر ضرورت کی کوئی چیز خرید لی، یا کسی نے کوئی چیز مانگی کہ اگر آپ کو پہنچنی ہو تو میں لے لوں اور آپ نے بیچ دی، یہاں سے سامان بیچنے کی نیت سے نہیں لے گئے تھے؛ تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اور یہ عمل خلوصِ نیت کے منافی بھی نہیں ہے، بلکہ اس کی اجازت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

”محمود الرسائل“ کا تعارف

حضرت اقدس کے بیانات وافادات مختلف مواقع پر کتابی شکل میں شائع ہوتے رہے، جن میں سے دس رسائل کا مجموعہ بہ نام ” محمود الرسائل“ شائع ہو چکا ہے، ان دس رسائل کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

(۱) نگاہ و شرمگاہ کی حفاظت:

انسانی آنکھ جب بے لگام ہو جاتی ہے تو اکثر فواحش کی بنیاد بن جاتی ہے، اسی لئے محققین کے نزدیک بد نظری ”ام الخبائث“ کے مانند ہے، ان دو سوراخوں سے ہی فتنے ابلتے ہیں اور معاشرہ میں عریانی و فحاشی کے پھیلنے کا سبب بنتے ہیں۔

حضرت مرشد العلماء نے اس بیان میں آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور عبرتناک واقعات کے ذریعہ کوشش کی ہے کہ شیطانی قوتوں کی طرف سے بے حیائی پھیلانے والی حیاسوز تدابیر سے اجتناب کیا جائے۔

(۲) رمضان المبارک کی تیاری:

اس بیان میں رمضان المبارک کو صحیح وصول کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد کرنے کے حکیمانہ طریقے دلنشیں انداز میں بیان کئے ہیں۔

یہ دونوں رسالے مسجد انوار؛ سورت کی مجلس کا ایک حصہ ہے۔

(۳) جامعہ کے دو اہم خطاب:

احاطۂ جامعہ ڈابھیل کے دو بیان کو رسالہ کی شکل دے دی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

پہلا بیان: ۱۴۱۱ھ میں جامعہ کے مثالی مہتمم حضرت مولانا محمد سعید بزرگ کے وصال کے دوسرے روز جامعہ کے اجلاس تعزیت میں کیا تھا، جس میں تعزیت کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسرا بیان: جامعہ کی انجمن، شعبۂ تقریر و تحریر کے موقع پر سالانہ اجلاس میں کیا ہے، جس میں مافی الضمیر کو فصاحت وبلاغت کے ذریعہ بیان کرنے کے ماٰخذ و مراجع کا ذکر ہے۔

(۴) فضلاء سے اہم خطاب:

حضرت مرشد العلماء کی پوری زندگی مدارس کے ماحول میں گزری، مدارس میں تیزی سے بڑھتے ہوئے انحطاط اور اس کی بنیادی روح کی کمزوری کا احساس انہیں اچھی طرح ہے۔ استاذ و شاگرد کا یہ خشک رسمی رشتہ جو کسی زمانہ میں عصری تعلیم گاہوں کا خاصہ تھا، اب ہمارے مدارس میں تدریجاً آرہا ہے، علم و تحقیق کا قافلہ کہاں پہنچ رہا ہے اور ہم ”پدرم سلطان بود“ کو اپنے فخر کے لئے کافی سمجھ رہے ہیں۔ مدارس کے فضلاء کی ذمہ داری، ان کے کردار کی بلندی اور ان میں صلاح و تقوی پیدا کرنے کے لئے ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ میں دار العلوم سعادت دارین ستپون؛ بھروچ میں یہ بیان کیا گیا۔ مزید تفصیل اس کے ”پیش لفظ“ میں ملاحظہ کرلیں۔

(۵) حدیث کی حجیت اور اس کی حفاظت واشاعت:

۱۴۱۹ھ میں جامعہ علوم القرآن جمبوسر میں بخاری شریف کا افتتاح ہوا، افتتاح کے موقع پر حضرت نے حدیث شریف کی حجیت کے موضوع پر بلیغ بیان فرمایا تھا جس میں مغربی افکار سے بیحد مرعوب سر سید احمد اور ان کے رفیق مولوی چراغ علی اور عبد اللہ چکڑالوی کے انکار حدیث کے سلسلہ میں بنیادی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

نظریات پر تردید بھی ہے۔ یہ بیان جمبوسر سے اسی وقت ”جامعہ علوم القرآن جمبوسر کا پہلا درس بخاری“ کے نام سے شائع شدہ رسالہ میں چھپا تھا۔

(۶) منگنی اور شادی کے مسائل کا حل:

۱۴۱۷ھ کے طویل استفتاء کا جواب ہے، جس میں منگنی اور شادی میں مروجہ رسوم کے قبائح کا مفصل ومدلل رد ہے۔ اخیر میں شب زفاف گزارنے کا اسلامی طریقہ دلنشین انداز میں بتلایا ہے۔ اصل فتویٰ گجراتی زبان میں تھا، دارالافتاء جامعہ ڈابھیل کے دو فاضل مفتی طاہر سورتی اور مفتی شمعون احمد آبادی نے اردو میں منتقل فرمایا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مفتی محمود صاحب بارڈولی زید مجدہ [مجاز فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ موصوف نے گجراتی، اردو اور انگریزی زبان میں ان مسائل کی نشر واشاعت کا خوب اہتمام کیا۔ ان کو چھوٹے چھوٹے کتابچوں اور پمفلٹوں میں چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا، اب ان مسائل کو اس مجموعہ میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(۷) حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں (رحمۃ اللہ علیہ) کی مقبولیت کا راز:

حضرت مولانا علی میاں (رحمۃ اللہ علیہ) کے وصال کے بعد ۳۰/جولائی ۲۰۰۰ء ڈیوزبری برطانیہ میں M.C.F (مسلم کمیونٹی فارم) کے ذمہ داروں نے ایک تاریخی سمپوزیم قائم کیا، جس میں برطانیہ کے سرآوردہ اہل علم کے علاوہ دیگر ممالک کے اصحاب فضل وکمال کو مدعو کیا گیا تھا، یہ مقالہ اس سمپوزم کے لئے لکھا تھا۔ مقالہ سے پہلے احقر کا ”پیش لفظ“ ہے جس میں مزید تفصیل مذکور ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

(۸) خطبۂ صدارت:

۱۹۹۵ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا بارہواں اجلاس احمد آباد میں منعقد ہوا، دو عظیم الشان سادات بزرگ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی (رحمۃ اللہ علیہ) اور مفتیٔ گجرات حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری (رحمۃ اللہ علیہ) کے ایماء پر حضرت نے یہ خطبہ لکھا تھا۔ سامعین نے خطبہ کو خوب پسند کیا، بعض ارباب بصیرتِ نے اجلاس کا لُبّ لُباب قرار دیا۔ مزید تفصیل ”مولانا علی میاں کی مقبولیت کا راز“ کے مقدمہ میں ملاحظہ کیجئے۔

(۹) بیعت ہونے والوں کو ہدایت:

حضرت مرشد العلماء کو اللہ تعالی نے علم ظاہر و باطن سے سرفراز فرمایا ہے۔ ایک طرف آپ مفتی و شیخ الحدیث ہیں تو دوسری طرف آپ پیرِ طریقت بھی ہیں، جس طرح طبیب جسمانی بیماریوں کا علاج کرتا ہے اسی طرح آپ روحانی بیماریوں کا علاج فرماتے ہیں اور اِس وقت بے شمار روحانی مریض آپ کے زیر علاج ہیں، بیمار جس وقت آپ کے روحانی شفاخانہ میں داخل ہوتا ہے اس وقت اس سے علاج کا نسخہ اختیار کرنے اور بد پرہیزی سے بچنے کا عہد لیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ رہروان سلوک کے لئے سرمایۂ بصیرت و مشعلِ راہ ہے۔ ۱۴۲۱ھ میں احمد آباد کے ایک مخلص خادم نے قلم بند کرکے اہل بیعت کی سہولت کے خاطر گجراتی میں شائع کیا تھا جس کو بعد میں اردو کے لبادہ میں ڈھال کر کے افادہ عام کر دیا گیا۔

(۱۰) مدارس کے سفراء کے ساتھ ہمارا سلوک ایک لمحۂ فکریہ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com

ظاہر ہے کہ ہر مقصد کے حصول کے اپنے طریقے ہوتے ہیں، ہمارے اکابر (رحمۃ اللہ علیہ) نے سر زمین ہند میں مدارس کی داغ بیل ڈالی، ان کے بقاء کے لئے عوامی چندہ کا طریقہ اختیار فرمایا جو مدارس ملّت کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ اس کی برکات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ گجرات کے بعض علاقوں میں ان سفراء کے ساتھ بد سلوکی کی شکایت موصول ہوئی، حضرت کے حساس دل میں اس کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی، اسی وقت اس موضوع پر طویل مضمون املاء کروایا جس میں چندہ کا ثبوت، اکابر دیوبند کا عمل اور اس سلسلہ کے دوسرے واقعات مذکور ہیں، اصل مضمون اردو زبان میں تھا، جناب عبد القادر فاقی والا صاحب زید مجدہ نے اسے گجراتی زبان کا جامہ پہنایا اردو مضمون ماہنامہ ''اذان بلال'' آگرہ، گجراتی ماہنامہ ''الاصلاح'' سملک اور ہفتہ واری اخبار ''امید'' سورت میں قسط وار طبع ہوا، اب اسے بھی مجموعۂ ہٰذا کا جزء بنایا گیا ہے۔

ٹائٹل کے عناوین

جلی قلم سے ''کتاب الفضائل'' لکھنا ہے

تلاوتِ قرآن کے فضائل۔ قرآن یاد رکھنے کی تاکید۔ بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل۔ وضو کے فضائل۔ اذان کے فضائل۔ نماز اور جماعت کی تاکید اور فضائل۔ یوم جمعہ کے آداب و فضائل۔ تہجد کے فضائل۔ تراویح کے فضائل۔ لیلۃ القدر کے فضائل۔ خصال فطرت اور مسواک کے فضائل۔ زکوۃ کے فضائل اور بنیادی مسائل۔ روزہ کے فضائل و مسائل۔ حج کے فضائل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com